وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحَافِظِیْنَ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ

اور تم پر ہم نے نگراں مقرر کر رکھے ہیں، جو تمہارے عمل کو لکھ رہے ہیں

ملفوظات حبیب الامت

جلد دوم

یعنی

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ چرتھاولی

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامت پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت جلال آبادی) بانی ومہتمم دار العلوم محمدیہ وخانقاہ رحیمی بنگلور

کے ملفوظات وارشادات

مرتب

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی

رحیمی شفا خانہ بنگلور کرناٹک

مدینہ بک ڈپو اردو بازار جامع مسجد دہلی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	ملفوظات حبیب الامت (جلد دوم)
ملفوظات	:	حبیب الامت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ
مرتب	:	مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی
اشاعت	:	جنوری ۲۰۱۱ء
کتابت	:	مولانا فہیم احمد قاسمی سرسی سیتامڑھی حبان گرافکس بنگلور
تعداد	:	۱۱۰۰
ناشر	:	جناب حماد مصطفیٰ شیروانی، مدینہ بک ڈپو اردو بازار جامع مسجد دہلی

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,

Nayandhalli Post, Maysore Road

BANGALORE - 560039 (INDIA)

Ph.: 080-23180000, 23397836/72

E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحات
1	انتساب وثواب	18
2	تأثرات	19
3	حروفِ عثمانی	22
4	انسان کسی قسم کی سکت نہیں رکھتا	25
5	انسان ایک عجوبۂ روزگار، شاہ کار تخلیق	25
6	اللہ رب العزت کے فرماں بردار بندے	25
7	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح کا نسخہ ارشاد فرمایا	26
8	آپؐ کے بغیر کچھ نہیں	26
9	اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت	27
10	انحطاط اور پستی سے نکلنے کا راستہ	27
11	رسولِ اکرم ﷺ زندگی کا نصب العین	27
12	انحطاط کا ردّ	28
13	اکابرین کے فیض	28
14	حضور ﷺ کو آئیڈیل بنانا ہی طریقت ہے	28
15	شریعت پر عمل ہی تصوف ہے	29
16	اہل اللہ کی صحبت سے شیطان کو خوف	29
17	خانقاہ کیا ہے؟	30
18	رضائے الٰہی مومن کی زندگی کا اصل مقصد	30
19	میری بات کا ظاہر کرنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے	30
20	بے قابو ہونے سے حفاظت	31
21	اصلاح کی تاکید	31
22	مصائب سے رنجیدہ نہ ہوں	32
23	معاف کرنا زیادہ بہتر ہے	32
24	حسد انتہائی نقصاندہ	32
25	وحدانیت کا سوال ہوگا	32

26	اخلاص ہے تو اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتے ہیں	33
27	علم فرقوں میں تقسیم ہو گیا	33
28	طعام گاہ	34
29	قیام گاہ	35
30	کلام گاہ	35
31	خانقاہ اصحابِ صفہ کی نقل ہے	36
32	متحدہ طور پر اسلام کو مٹانے کی کوشش	36
33	جرأت و بہادری مسلمان کی خصوصیت	36
34	ولایت نبوت کا عکس	37
35	صدقہ کا اہتمام ضروری ہے	37
36	حاذق الامتؒ ہمیشہ دعا فرماتے	37
37	خانقاہ رشیدیہ قدوسیہ	38
38	گناہ اعترافِ گناہ	38
39	ہر انسان میں خیر و شر ہے	38
40	آپ ﷺ نے امت کو سب کچھ سکھایا	39
41	ایمان کا اثاثہ	39
42	حرارتِ ایمانی کی ضرورت	39
43	محبت خود سکھا دیتی ہے آدابِ شہنشاہی	40
44	اہلِ طریقت کے لئے انمول موتی	40
45	جو بات سنیں فوراً عمل کریں	41
46	نفس پر قابو روح کے لئے ضروری ہے	41
47	نماز میں خشوع اور آہ وزاری	41
48	حق کہنے کی جرأت نہیں رہی	42
49	بخل اور عبادت	42
50	فقر کا اظہار نہیں کیا	43
51	حمد وثناء اور درود دعا کی قبولیت کا ذریعہ	43
52	ہر کسی کا اکرام ضروری	43
53	موت قربِ الٰہی کا ذریعہ	43
54	حسن سلوک نہیں رہا	44

55	دوسروں کو حقیر نہ سمجھو	44
56	مسلمانوں کے بت	44
57	قرآن وسنت پر جمے رہنا اصل ہے	45
58	دوسروں کو فائدہ پہنچانا انبیاء واولیاء کا طریقہ ہے	45
59	مرنے سے منزل بدل جاتی ہے	45
60	آج غیبت عام ہے	46
61	اپنے اعمال درست کریں	46
62	قبولیت خواہش پر ہے	46
63	دل صاف کرنے کے لئے تزکیہ ضروری	46
64	خاتمہ بالخیر کی دعا کرتے رہنا چاہئے	47
65	گریہ وزاری	47
66	والدین کی فرمانبرداری میں رضائے الٰہی	48
67	مسلمانوں کے عیوب بیان کرنا غیبت ہے	48
68	انفرادی طور پر معاشرہ کو پاک کریں	48
69	والدین کی فرمانبرداری سے گھروں میں برکت	49
70	کیسی شانِ بندگی ہے	49
71	صرف ذاتِ باری تعالیٰ سے مانگیں	49
72	امرونہی پر عمل اصل شکر ہے	50
73	زندگی امانت ہے	50
74	زندگی اور موت احکام خداتعالیٰ پر	50
75	جسم توزمین کھاجائے گی	51
76	مومن کارواں رواں اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے	51
77	انقلاب اور فنائیت کاادراک	51
78	ولایت وقلندری بادشاہت سے بڑی ہے	52
79	مردانِ خدا آج بھی موجود ہیں	52
80	حاذق الامتؒ پابندشرع کامل دُرویش اور بااخلاق تھے	52
81	پرنامبٹ میں حضرتؒ کی علمی خدمات	53
82	زندگی گزارنے کے لئے مصلح الامتؒ کی ہدایت	53
83	آب زمزم کھڑے ہوکر پینا افضل کیوں	53

84	ان سے ہی کام لے لو	54
85	حاذق الامتؒ فیض رساں انسان تھے	54
86	حاذق الامتؒ کو شریعت کے خلاف عمل سخت ناپسند تھا	55
87	حاذق الامتؒ کی عادتِ شریفہ	55
88	جنت ودوزخ سے آخرت کی یادتازہ ہوتی ہے	55
89	روزانہ موت کو یاد کریں	56
90	موت نئی زندگی کا راستہ کھولتی ہے	56
91	سیروسیاحت کے ذریعہ قدرتِ کاملہ کی نشاندہی	56
92	دین اسلام تمام ادیان میں افضل ترین ہے	57
93	صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے مشن کو جاری رکھا	57
94	اللہ تعالیٰ کی رضا مقدم ہے	57
95	خانقاہ کے نہ ہونے سے نقصان	58
96	مثبت انداز میں عمل کرنے کا وقت	58
97	دعوت وفکر سے کوتاہی فتنوں کا سبب	58
98	موت کاظہور نفس کو فنا کردیتا ہے	59
99	جماعت کے ساتھی میں عجز وانکساری	59
100	عزم وحوصلہ ہی اصل ہے	59
101	مفت کی دولت ضائع ہوجاتی ہے	60
102	یہ عبرت کی جا ہے تماشانہیں	60
103	تصوف کو بدنام کردیا گیا ہے	61
104	غیرمسلم کا قرآن کو ہاتھ لگانا	62
105	زبان میں اچھائی اور برائی دونوں ہیں	62
106	زبان درازی اور ایذا جہنم میں لے جاتی ہے	63
107	مدارس اسلامیہ نے مسلمانانِ ہند کو محفوظ رکھا	63
108	مدارس اسلامیہ کو وطن کی خدمت کا موقع دیا جائے	63
109	مسلمانوں کا خون بہایا جارہا ہے	64
110	وحدت وسالمیت کو پارہ پارہ ہونے سے بچائیں	64
111	آخرت کی آبادی عملی ہے	64
112	عقل سے اللہ تعالیٰ کی محبت	65

113	حقیقی خوشحالی تو آخرت کی ہے	65
114	ہر انسان دوسرے کی اخروی زندگی کا خیال کرے	65
115	رشتہ داروں سے تعلق محبت پیدا کرتا ہے	66
116	مسلک اور فرقہ میں کیا فرق ہے	66
117	اولیاء پر اعتراض سے ایمان باقی رہتا ہے	66
118	حقیقی اور اصلاحی تعلق	67
119	شبہ اور اعتماد بڑھتے جاتے ہیں	67
120	ملت اسلامیہ اور مدارس کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے	67
121	عشق حقیقی میں مصائب کا احساس نہیں ہوتا	68
122	آپؐ نے اصلاحِ امت کا بار اپنے آپ پر لیا	68
123	نکاح کے ذریعہ غلط راہ سے حفاظت	68
124	ذمہ دارانِ مدارس اسلامیہ کی دوہری ذمہ داریاں	69
125	ہندوستان میں مدارس اسلامیہ کی دین	69
126	پہلے سے زیادہ حجاب کی اب ضرورت ہے	70
127	مدارس اسلامیہ نے ہندوستان کو سربلندی عطا کی	70
128	قنوتِ نازلہ کیا ہے؟	71
129	آج کے اور پہلے کے مسلمان میں فرق ہے	71
130	قوتِ فکر و عمل اصل بنیاد ہے	71
131	مسلم لیڈرس بھی صحیح خطوط پر کام نہ کرسکے	72
132	مسلمان آج بھی امن و سلامتی کا پیامبر ہے	72
133	سات کا عدد دلچسپ	73
134	اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مکر و فریب سے بچائے	73
135	خواتین کا اعتکاف	73
136	آج توحید و رسالت کی اور وضاحت ہو رہی ہے	74
137	سیرت طیبہؐ دونوں جہانوں میں ذریعہ نجات	74
138	احیائے سنت	74
139	شیطان خفیہ طور پر اپنا کام کرتا ہے	75
140	کتاب اللہ عروج کا ذریعہ ہے	75
141	آج تو استقبال ہے اور کل حشر میں؟	75

142	اختلافِ مذاہب کی بنا پر انسانی حقوق میں کمی نہ کریں	76
143	آج بچیوں کی تعلیم ضروری ہے	76
144	زلزلے قیامت کا ادنیٰ نمونہ ہیں	76
145	کامیابی و ناکامی میں اعتدال ضروری ہے	76
146	دوسروں کے فائدہ کے لئے جینا مقصد حیات ہے	77
147	علم نورِ نبوت ہے	77
148	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچوں سے پیار	77
149	بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نورفشانِ عالم ہیں	78
150	ہر جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونۂ عمل بہترین ہے	78
151	اصولِ محبت کو بیان کرنے والی عظیم ترین شخصیت	78
152	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احسانِ عظیم	79
153	ذمہ داری کے احساس سے انسان قابو میں رہتا ہے	79
154	اعمال کا تعلق انسان کے ظاہر و باطن سے ہے	80
155	دنیاداروں سے دوری اختیار کریں	80
156	عبادت اور بندگی سے مراد ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے	80
157	زندگی کے لمحات آخرت کی طرف تبدیل ہو رہے ہیں	81
158	خلافت کے لائق اہل تقویٰ ہیں	81
159	والدین کے غصہ کو برداشت کرنا رحمت الٰہی ہے	82
160	اخلاقی انحطاط نے والدین کے حقوق پامال کئے	82
161	انسان دونوں جہاں میں رحمت الٰہی کا محتاج ہے	82
162	میری والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا	83
163	حسد کی آگ ماں کی ہی دعا سے رفو ہوتی ہے	84
164	ماں کا رشتہ سب سے عظیم ہے	84
165	ماں مجسم محبت ہے	84
166	سیکھنا اور سکھانا ہی تعلیم ہے	85
167	حقیقتاً ساس ''ماں'' اور بہو ''بیٹی'' ہوتی ہے	85
168	اسلام کی نگاہ میں عورت کا مقام	85
169	برقعہ مخالفت کے باوجود اسلامی روایات کی محافظہ	86
170	کھانے پینے میں متقدمین کی نقل نہ کی جائے	86

171	ایصالِ ثواب کا مختصر طریقہ	86
172	آج امت کی تعلیمی پسماندگی پر افسوس ہے	87
173	ہر بچہ یکساں دلداری کا مستحق ہے	87
174	کسی سے امید لگائے رکھنا	87
175	بلا و مصیبت ولایت پر تعینات کر دی گئی	88
176	قلب ارض اللہ ہے	88
177	ہر شئے کو موت کا مزہ چکھنا ہے	88
178	زکوٰۃ کسے دی جائے	88
179	اعتبار صرف دل کے ساتھ قائم صفات کا ہے	89
180	زکوٰۃ غرباء و مساکین کے لئے ہے	89
181	افطار کرانے کا ثواب	90
182	تراویح اور قرآن انہماک سے پڑھیں	90
183	اعتکاف اور خاموشی	91
184	تراویح کی کتنی رکعت ہیں	91
185	حقیقتاً قابل تعلیم کون ہیں	91
186	جن کی شباہت اختیار کریں گے ویسا ہی حشر ہوگا	91
187	سائنس اور ٹیکنالوجی مسلمانوں کی ایجاد	92
188	ذکر اللہ سے قوت حاصل ہوتی ہے	92
189	ماہِ صفر کی جہالت	92
190	خوشی و غم میں نیکی و عبرت کا حصول دولت عظمیٰ	93
191	جن و انس اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کے لئے ہیں	93
192	احکامات کی خلاف ورزی پر عذابِ خداوندی	94
193	اسلام دشمنی اور برقعہ مخالف بل کی منظوری	94
194	بیماری عذاب نہیں	94
195	بیماری شامت اعمال نہیں کفارہ گناہ ہے	95
196	پردہ غیر ضروری خیال کیا جاتا ہے	95
197	چہرہ کا پردہ اور سائنسی تحقیق	95
198	قضائے معلق اور تعبیر خواب	96
199	مستقل مزاجی قیمتی سرمایہ ہے	96

200	احکاماتِ پردہ کے مقاصد	96
201	قدرتِ کاملہ ذرہ ذرہ سے نہاں ہے	97
202	اس ادارہ کا فیض بھی عالم میں مقبول ہے	97
203	مومن اللہ تعالیٰ کے دیدار کے شوق میں ہنستا ہے	98
204	انسان کے مزاج میں ڈر اور خوشی بسا ہوا ہے	98
205	مصیبت پر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا چاہیے	99
206	آج ہمیں دنیا کی فکر ہے آخرت کی فکر نہیں	99
207	بیٹا اور بیٹی ہونا اللہ کی طرف سے ہے	100
208	تلاوتِ قرآن ذریعۂ معاش	100
209	قیامت کا حشر دنیا کے صحبت پر موقوف ہے	101
210	ہر نیکی اللہ کی طرف سے ہے	101
211	انسان چھوٹی نیکیوں کو حقیر نہ سمجھے	102
212	شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے	102
213	انسان قرآن کریم کو اپنا گائڈ سمجھے	103
214	عورت کی بھی اصلاح ضروری ہے	103
215	گھر والوں کی بھی اصلاح ضروری ہے	104
216	آخرت میں صرف اعمال کام آئیں گے	104
217	امت محمدی کا دعویٰ ہی کافی نہیں عمل بھی ضروری ہے	105
218	بہت سے پیر شیطان ہیں	106
219	ایک یہودی کی نقل اللہ کو پسند آگئی	106
220	زمزم سے بہتر پانی نہیں	107
221	محبوب کے ساتھ رہنے سے محبوبیت حاصل ہوتی ہے	107
222	اللہ کی راہ میں رکاوٹ نہ ڈالیں	108
223	ہر چیز کی ایک ضد ہے	109
224	شراب سے عقل ماؤف ہو جاتی ہے	109
225	یورپ کا حال	110
226	بری سوسائٹی کا اثر	110
227	آخرت میں باز پرس ہوگی	111
228	انسان وہ ہے جو اللہ سے قرب رکھتا ہو	111

229	قیامت کے دن ہر ہر نعمت کا حساب دینا ہوگا	112
230	بڑی نعمتوں کا شکر کیا ادا کر سکتی ہے؟	112
231	دنیا کی زندگی چند روزہ ہے اصل تو آخرت ہے	113
232	انسان دعا کرنے میں کنجوسی نہ کرے	113
233	حسد، کینہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں	114
234	دنیا ایک سفر ہے جس کی منزل آخرت ہے	114
235	اللہ تعالیٰ کی محبت ماں کی محبت سے ہزار گنا زیادہ	115
236	مسلمان کسے کہتے ہیں	115
237	ایک عبرت آمیز واقعہ	116
238	خدمت خلق سے خدا ملتا ہے	117
239	ایمان ایک روشنی ہے	118
240	صبر کسے کہتے ہیں	118
241	اللہ سے مدد حاصل کرنے کا طریقہ	118
242	مومن کا امتحان	119
243	شیطان کی غذا	119
244	بیمار اللہ کا مہمان ہے	119
245	اللہ کی نعمتیں عام ہیں	120
246	ہمارے دامن سیرت سے خالی	120
247	ایام جہالت کی رسومات آج بھی ہیں	121
248	حضور ﷺ کا طریقہ اور عمل	122
249	اصلاح کا بہترین طریقہ	122
250	کسی آدمی کو حقیر نہ سمجھو	122
251	دو آنکھوں پر جہنم کی آگ حرام ہے	123
252	وطن کی محبت بھی اپنے دل میں پیدا کرے	123
253	شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کا فتویٰ	124
254	مسلمان ملک میں برابر کا حقدار ہے	124
255	ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کی جائے	125
256	سیاست اسلام کا ایک اہم جزو ہے	125
257	سب ایک آواز ہو جائیں	126

258	مسالک کی دیواریں	126
259	اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو	127
260	کلمۂ طیبہ کی بنیاد پر متحد ہوں	127
261	اخلاق کو درست کرنے کی ضرورت	128
262	نظریات قرآن وحدیث کے مطابق ہوں	128
263	بچے کا اعمال میں ماں کا بھی حصہ ہے	129
264	اپنے بچوں کی تربیت اسلامی انداز میں کریں	129
265	عورت اکیلی جہنم میں نہیں جائے گی	130
266	عورت بگڑتی ہے تو خاندان بگڑ جاتا ہے	130
267	عورت ننگے سر رہتی ہے تو فرشتے گھر کے اندر نہیں آتے	131
268	راحت وآرام مطلوب ہے تو آخرت کی تیاری کرلیں	132
269	اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں	132
270	ایک جامع نصیحت	133
271	انسان میں بذات خود کوئی خوبی نہیں	133
272	برتھ ڈے کا فلسفہ	134
273	پیری کو مذاق نہ بنائیں	134
274	اللہ تعالیٰ کی بات کا یقین کیوں نہیں؟	135
275	مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں	135
276	بندوں پر رحمت کی نظر	136
277	حسن سلوک کی فضیلت	136
278	عاجزی اور انکساری	137
279	ہر حال میں اللہ سے ڈرے	137
280	اللہ تعالیٰ کی مدد کا مستحق کون؟	137
281	صبر کی توفیق بھی اللہ کی مدد سے ملتی ہے	138
282	حق پر ثابت قدم رہنا ضروری ہے	138
283	اہلِ ایمان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ	139
284	اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم	139
285	ایک ہو جائیں تو بن سکتے ہیں خورشیدِ مبین	140
286	اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق اور سچا ہے	140

287	ہر شخص کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا	141
288	جو دنیا چاہے اسے دنیا ملے	141
289	اللہ تعالیٰ عمل کا اجر ضائع نہیں فرماتے	142
290	نیکی کا اجر بے حساب ہے	142
291	سزا کا قرآنی تصور	143
292	نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتی	143
293	برائی کا بدلہ صرف آخرت میں ہی نہیں دیا جائے گا	144
294	عذاب سے تحفظ نہیں	144
295	خوشحالی بھی عذاب کی ایک صورت بن سکتی ہے	145
296	آخرت میں عذاب کی نوعیت	145
297	اسلام ہر دور میں فتح مندی اور سربلندی کا ذریعہ رہا	146
298	مساوات اسلام کا بنیادی پتھر ہے	147
299	امداد اور ہمدردی اعلیٰ درجہ کی نیکی	147
300	اذان دی جائے اور تحنیک بھی کی جائے	148
301	شفقت ومحبت اور مساوات کا برتاؤ	148
302	ڈاڑھی مسلمان کا یونیفارم	148
303	دشمنوں کے کلچر سے پرہیز	149
304	اساتذۂ کرام کا ادب ضروری	150
305	استاذ کی بے حرمتی سے علم کی روشنی چھن جاتی ہے	151
306	بادشاہوں کے ہاں بھی استاذ کا اکرام تھا	151
307	پوری فیملی نے اسلام قبول کرلیا	152
308	مغرب کے معروف نومسلم	152
309	جس چیز کیلئے محنت ہوگی وہ حاصل ہوگی	153
310	اللہ تعالیٰ کا انعام	154
311	حضرت حاذق الامتؒ کا ارشاد	155
312	اللہ تعالیٰ کا احسان ماننا چاہئے	155
313	نعمتوں کا استحضار	156
314	آج ہمارے پاس کونسی صلاحیت نہیں؟	156
315	بندے رحمٰن کے اور کام شیطان کے	156

316	آج نمازی صرف آٹھ فی صد ہیں	157
317	ایمانداری مومن کی خاص صفت ہے	158
318	حضرت تھانویؒ کا اہم واقعہ	158
319	امانت داری کے بغیر ایمان نامکمل	159
320	آج منھ دیکھ کر سلام کا رواج بن گیا	160
321	مخلوق پر رحم کرنا سکھایا	161
322	اسلام کی انفرادیت	161
323	پڑوسی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے	162
324	غریب اور ان پڑھ مسلمان کی حالت	162
325	غیر مسلموں میں بھی پڑوس کی اہمیت ہے	163
326	متاعِ ایمان دنیا کی ہر چیز سے زیادہ قیمتی	163
327	مساجد سونی پڑی ہیں	164
328	مساجد کا ماحول بندہ کو اللہ تعالیٰ سے جوڑتا ہے	164
329	آج ہم لوگ مساجد کو کیا سمجھتے ہیں؟	165
330	مسلمان کب اللہ کی راہ میں نہیں؟	166
331	مسالک کے فتنے بھی مسلم قوم کو کمزور کرتے ہیں	166
332	نیکی کر کنوئیں میں ڈال	167
334	روزی عطا کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں	167
335	سخت قانون بنائے جاتے ہیں!	167
336	انسانی مساوات کا لحاظ نہیں	168
337	مالک کی خوشحالی کا اثر مزدور پر بھی پڑتا ہے	168
338	ایسے لوگ شیطان کے بھائی ہیں	169
339	انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کی تباہ کاریاں	170
340	انٹرنیٹ فحاشی لیٹریچر کا سیلاب ہے	170
341	انٹرنیٹ بے دینی اور گمراہی کا ذریعہ	171
342	خیالی وہم	171
343	انٹرنیٹ پر تبلیغ کے نام پر لوگ گمراہ ہوتے ہیں	171
344	انٹرنیٹ سے شرم وحیا ختم ہوگئی	171
345	انٹرنیٹ کے زیادہ استعمال سے ذہنی توازن بگڑ جاتا ہے	172

346	انٹرنیٹ کے ذریعے گمراہ ہوتے کئی نوجوان	173
347	مسلمان قوم کے شعور کو بیدار کیا جائے	173
348	کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے فوائد	174
349	انٹرنیٹ کی تباہی سے بچنے کا واحد راستہ	174
350	انٹرنیٹ کے متعلق ایک اہم مشورہ	175
351	دینی کام کرنے والوں سے خاص گذارش	176
352	دینی اداروں کے ذمہ داران سے خصوصی گذارش	176
353	کم عمر بچوں اور بچیوں کو نیٹ استعمال کرنے کی اجازت نہ دیں	176
354	عدل وانصاف دنیا میں امن وچین کا ذریعہ ہیں	177
355	مسلمان حکمرانوں کا طرزِ عمل	178
356	جھاڑ پھونک اور جنتر منتر	178
357	داڑھی مردوں کی زینت ہے	179
358	آخر ڈاڑھی نہ رکھنے کی کیا دلیل ہے؟	179
359	داڑھی تمام اقوام وملل کا متفقہ مسئلہ ہے	180
360	داڑھی پست کرانا تغیر خلق اللہ میں داخل ہے	181
361	تشبہ بالکفار اور تشبہ بالنساء	181
362	عشق محمد ﷺ کا تقاضا داڑھی رکھنا ہے منڈانا نہیں	182
363	اغیار کی شباہت والے اجلاس اسلام کے منافی	183
364	جلوس محمدی ﷺ کرسمس کی نقل اور اختراع	184
365	آج مسلمان، اسلام کا نمونہ نہیں	184
366	خدا کی نعمتوں کی قدر ہر حال میں کی جائے	185
367	اللہ تعالیٰ کا ہر حال میں شکر ادا کرو	186
368	صبر کا درجہ بہت بڑا ہے	186
369	جہنم کے حالات اور خوفِ خدا	187
370	آخرت میں موت نہیں آئے گی	187
371	دوزخیوں کی جسامت	188
372	وضو کی فضیلت واہمیت	188
373	وضو، اللہ تعالیٰ سے مناجات اور تعلق کا قوی ذریعہ ہے	189
374	حضور ﷺ اپنے امتیوں کو کس طرح پہچانیں گے؟	190

375	وضو سے گناہ معاف ہوتے ہیں	191
376	اسلام میں خدا کا تصور	191
377	اللہ تعالیٰ کو بندوں سے محبت	192
378	اللہ تعالیٰ کی رضامندی اصل ہے	192
379	معاشرہ میں گناہ کے اثرات	193
380	ایک گناہ کا ارتکاب دوسرے گناہ کا راستہ ہموار کرتا ہے	193
381	ووٹ حقیقی تعاون ہے	194
382	ووٹ کے متعلق غلط فہمی	194
383	ووٹ ایک ناقابل انکار طاقت	195
384	ووٹ ایک شہادت ہے	195
385	ووٹ کا استعمال فرض ہے	196
386	متحد ہو کر ووٹ دیں	196
387	ہر کام کو بسم اللہ سے شروع کرنے کی حکمت	197
388	حروف تہجی کے اعتبار سے بسم اللہ کے اعداد	197
389	سلام سے محبت پیدا ہوتی ہے	198
390	ہم نے غیروں کا طریقہ اپنالیا ہے	199
391	سلام کرنا، اسلامی شعار ہے	199
392	اسلام امن وشانتی کا درس دیتا ہے	200
393	کامیابی کسے کہتے ہیں؟	200
394	بدگمانی سب سے بڑا گناہ ہے	201
395	ابلیس حسد کی وجہ سے ذلیل ہوا	201
396	دنیا بکری کے مرے ہوئے بچے کے برابر ہے	202
397	چھینک آئے تو الحمد للہ کہو	202
398	چھینک کے بعد قلب دوبارہ جاری ہوتا ہے	203
399	چھینک کے ذریعہ بیماری دور ہوتی ہے	203
400	مشکلیں اتنی پڑیں کہ سب آساں ہوگئیں	204
401	احساس محبت کی ایک عجیب مثال	204
402	عورت کی سب سے اچھی صفت	205
403	بعض عورتیں غیر مسلم مرد سے پردہ نہیں کرتیں	206

404	سعودی عرب کے ایک شیخ کا قصہ	206
405	غیر مسلموں کی حالت	207
406	بڑوں کی خرابیاں چھوٹوں میں بھی منتقل ہوتی ہیں	208
407	دعا سراسر شکر ہے	208
408	حلال اور پاکیزہ مال	209
409	محبت ایک نعمت عظمیٰ ہے	209
410	دو بزرگوں کو اللہ سے محبت	210
411	اللہ تعالیٰ سے محبت کر کے دیکھو	210
412	محبو کی شان ہی نرالی ہے	211
413	اللہ کا ذکر بڑی نعمت ہے	212
414	اللہ تعالیٰ بندے کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ ہیں	212
415	دلوں کا اطمینان ذکر اللہ میں ہے	213
416	انسان اللہ کا عاشق ہے	213
417	سو فیصد مسلمان بنو	214
418	ہمارے معاشرے کا حال	214
419	رشوت اور بے ضمیری	215
420	دعا کی توفیق	215
421	نئے سال کے آغاز پر ہمارا طرز عمل	216
422	شیطان لعین انسان کا ازلی وابدی دشمن	216
423	اللہ تعالیٰ بڑا رحیم وکریم ہے	217
424	ہر چیز سے بڑھ کر اللہ سے محبت کریں	218
425	قرآن پاک کی کتابت واشاعت تا قیامت جاری رہے گی	218
426	سود ایک قبیح لعنت ہے	219
427	کاروبار نفع اور نقصان کی بنیاد پر کیا جائے	220
428	سود کا انجام	220
429	سودی لوگوں کو عذاب	221
430	عورتوں پر بے جا بوجھ	222
431	عورت کی بے حیائی کا ذمہ دار مرد بھی ہے	222
432	کہتے ہیں کہ پڑوسی خراب ہیں	223

''ملفوظاتِ حبیب الامت'' جلد دوم کا

انتساب وثواب

اس اجلہ شخصیت کے نام جس کی آغوشِ تربیت نے ہم جیسے خاکساروں کو بزرگوں کے حضور دوزانو بیٹھنا سکھایا، جنہوں نے اپنے خاوند شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ کے شانہ بشانہ اور قدم بقدم چل کر مرکزی جامع مسجد اور دارالعلوم محمدیہ کی تعمیر واقامت میں بھرپور ساتھ دیا، جنہوں نے والد محترم کی غیر موجودگی میں ہماری تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی۔ یعنی پیار ومحبت، الفت وشفقت اور صبر وتحمل کی پیکرہ تقویٰ وحق گوئی کی علمبردار ہماری والدۂ محترمہ شاہ جہاں سیماء بانی مدرسہ الحسنات الباقیات جانسٹھ جنہیں ہم پیار سے ''امی جان'' کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو خوب خوب صحت وتندرستی اور شفائے کاملہ عطا فرمائے اور ان مشفق ومکرم والدین کا سایۂ رحمت ہم تمام برادران، ہمشیرہ اور اہل خاندان پر تادیر قائم ودائم رکھے، آمین!

محمد عثمان حبان دلدآر قاسمی

خانقاہ رحیمی احاطہ دارالعلوم محمدیہ بنگلور

۲۲ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ

مطابق ۲۴ نومبر ۲۰۱۶ء

تأثرات

نمونۂ سلف وصالحین محبو ب العلماء فضیلة الشیخ

حضرت مولانا عبدالرحمٰن مدنی قاسمی حفظہ اللہ تعالیٰ

استاذ تحفیظ القرآن مسجد نبویؐ المدینة المنورة سعودی عرب

بسم الله الرحمن الرحيم وبه استعين واصلي واسلم على رسوله الكريم، اما بعد!

اہل اللہ کے ملفوظات، ان کی گفتگو دلوں کی سردمہری کو گرمئ عشق میں تبدیل کرنے کی تاثیر رکھتے ہیں، ان کے ملفوظات مبارکہ کو پڑھ اور سن کر اللہ جل فی علاہ اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ترقی وبلندی کا باعث ہوتی ہے، طبیعت میں اچھے کام کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور برائیوں سے بچنے کا پختہ ارادہ بیدار ہوتا ہے۔

اہل اللہ کے ملفوظات کے ذریعہ قرآن وحدیث کی عظمت دلوں میں جاگزیں ہوتی ہے اور قرآن وحدیث کے بہت سے حقائق ومعارف منکشف ہوکر سامنے آتے ہیں، جب بزرگوں کے ارشادات وملفوظات ’’مکتوبات‘‘ کی شکل وصورت میں سامنے آتے ہیں تو ان کے افادات میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے، ان ملفوظات کے آئینہ میں

اہل اللہ کی قلبی کیفیات اور اندرونی احساسات کا جلوہ انتہائی آب وتاب کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے، ان بابرکت تحریروں میں اللہ ورسولؐ کے ارشادات کی ترجمانی، دینی دعوت، سلوک واحسان کی طرف رہنمائی، تزکیہ نفس اور ذکر اللہ کی تلقین، اور دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی پائیداری، اللہ جل جلالہ پر اعتماد وتوکل کی ترغیب غرض یہ کہ وہ تمام اعلیٰ مضامین ہوتے ہیں جن پر عمل کرنا دنیا وآخرت میں خصوصاً آخرت کی زندگی میں فوز وفلاح کا ضامن ہے۔

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی قاسمی مدظلہ العالی کے ملفوظات بنام ’’ملفوظات حبیب الامت‘‘ سامنے موجود ہیں، یہ ملفوظات کیا ہیں؟ دعوت الی اللہ، تصحیح عقائد، اصلاح اعمال واخلاق اور ذکر آخرت جیسے مضامین ہیں، جن کا مطالعہ مسلمانوں کے تمام طبقات کے لئے یکساں طور پر مفید ہوسکتا ہے۔ اہل علم بھی اندازہ کرسکیں گے کہ اس ضمن میں یہ ملفوظات کتنا بڑا اصلاحی کام دے سکیں گے۔

معلومات وانکشافات کا بیش بہا خزانہ، متنوع اقسام کے جواہر پارے، تجربات وحکایات کے قیمتی موتی، اصلاح وقلوب وتزکیۂ نفوس کے بے شمار نسخے جن سے انسانیت کو ہدایت ملے، طالبین رشد وہدایت کو صحیح راہ نمائی ملے۔

ملفوظات ومخطوطات کا نہ کوئی خاص موضوع ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی مستقل عنوان، بلکہ اصلاح واحوال کے لئے صاحب ملفوظات کی فکر وخیال اور ارادے وعزائم ہوتے ہیں کہ کسی طرح انسانیت صحیح راہ پر آجائے، بگڑے ہوئے حالات کا رخ صحیح سمت پلٹ جائے، مردہ دلوں کی مسیحائی ہو، بیمار قلوب کو صحیح دوا ملے، نفوس انسانی کا تزکیہ ہو۔ قارئین کو یہ سب نسخے ان شاء اللہ العزیز اس مجموعہ میں بیک نگاہ ونظر دستیاب ہوجائیں گے۔

میرے نزدیک یہ ملفوظات بڑے نافع، بڑے بابرکت اور بہت پُرلذت ہیں، ملفوظات کا یہ مجموعہ ان شاء اللہ مفید اور جہت نافع تامہ ہوگا، بس یہ عاجز دعاء کرتا ہے کہ

جس طرح محض اپنے لطف وکرم سے حضرت موصوف مدظلہ سے یہ کام لیا ہے اور لے رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ لیتا رہے گا، اسی طرح وہ اس کو قبول فرمائے اور اپنے بندوں کے لئے نافع بنائے، آمین!

آمین آمین لا اقول بواحدۃ من اضم الیھا الف آمینا

طالب دعا

عبدالرحمٰن القاسمی المدنی

المدینۃ المنورۃ

۲۷ر رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۷ر ستمبر ۲۰۱۰ء بروز منگل

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حروفِ عثمانی

الحمد للہ رب العلمین، والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین، اما بعد! تمام تعریفیں اللہ رب العزت کیلئے ہیں، درود وسلام ہو رحمۃ اللعالمین ﷺ پر کہ آسمانِ ہدایت سے آپ کو امت کی رہنمائی کیلئے مبعوث فرمایا۔

شریعت محمدیہ اور قرآن وحدیث میں جو احکامات دیئے گئے ہیں ان کی دو اقسام ہیں ایک ''امر بالمعروف'' اور دوسرا ''نہی عن المنکر'' ساری شریعت کا دارومدار انہی دو اقسام پر ہیں۔

آقائے مدنی محمد عربی ﷺ کے بعد کوئی پیغمبر اور رہنما نہیں آئے گا، ہاں! نبی کریم ﷺ کے فرمانِ عالی ''**العلماء ورثۃ الانبیاء**'' (علماء انبیائے کرام کے وارث ہیں) کے مطابق کثیر تعداد اہل علم کی ایسی ہوگی جو نبی کی پیروی کرتے ہوئے فرزندانِ اسلام کو دعوت وتبلیغ اور امر ونواہی کے احکامات بدستور پہنچاتی رہے گی۔

اس سلسلہ میں علمائے کرام ہیں جو وعظ ونصیحت اور تصانیف وتالیف کے ذریعہ اصلاح وتربیت کا عظیم فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''**وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ**'' مومن مرد اور مومن عورتیں باہم ایک دوسرے کے دوست ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ ''حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دعا کرنے سے قبل نیکی کا حکم کرو اور ممنوع چیزوں سے منع کرو! ورنہ تمہاری دعا قبول نہ ہوگی''۔ بعض روایات میں ہے ''بخشش کی دعا مانگنے سے پہلے نیکی کرو، ایسا نہ ہو کہ تمہاری دعا قبول نہ ہو اور یاد رکھو! امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہ تمہاری روزی کو بند کرتے ہیں اور نہ تمہاری عمر کو کم کرتے ہیں''۔

ارشادِ رسولؐ کے مطابق مومن کی پہچان یہی ہے کہ وہ خود بھی عمل کرتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کو ''امر و نہی'' کی تلقین کرے، یہاں تک کہ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی قبولیت سے قبل امر و نہی یا پھر نیکی کے کام کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کو نیکی اور بھلائی کی تلقین کرنا مسلمان اور مومن بندے کی شان ہے۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایک دوسرے سے ملاقات کرتے تو معلوم کرتے ''آپ کے ایمان کا کیا حال ہے؟'' پھر اسلامی احکامات کا ایک دوسرے سے تبادلہ کرتے، اگر معمولی سی بات کا علم بھی ہو جاتا تو بتانے والے کے بے انتہاء مشکور وممنون ہوتے کہ آپ نے مجھے اس بات سے واقف کرایا۔

یہ تو صحابۂ کرامؓ کا حال تھا، حالانکہ آج کے دور میں اس کی ضرورت پہلے سے زیادہ ہے، آج جدید دور میں جب کہ آدمی خود مشین کی طرح مصروف ہے ایسے اہل اللہ خال خال ہی ملتے ہیں جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تلقین کرتے ہیں۔

میں نے اپنے بچپن سے آج تک دیکھا ہے والد محترم حضرت حبیب الامت دامت برکاتہم کے سامنے جب بھی کسی سلسلہ میں شکوہ شکایت کرتا تو خاموش ہو جاتے یا پھر مجھے تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے کہ یہ چیز آپ کے اندر بھی تو ہے لہٰذا پہلے اپنے آپ پر

توجہ دیں، اس کے بعد دوسروں کے متعلق آپ کو کہنے کا حق حاصل ہوگا۔ یہی نہیں بلکہ ہمیشہ فرمایا کرتے ہیں کہ جو کام آپ نہیں کرتے اس کے بارے میں دوسروں کو بھی نہیں کہنا چاہئے! یعنی پہلے خود عمل کرو پھر اوروں کو نصیحت کر سکتے ہو۔

والد بزرگوار حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی دامت برکاتہم ایسے اہل نظر کے زیر سایہ رہے جن کی توجہات نے ان کو کندن بنا دیا، بحر العلوم حضرت مولانا حکیم عبد الرشید محمود عرف حکیم ننھو میاںؒ نبیرہ حضرت گنگوہیؒ، قلندرِ زماں حضرت مولانا الحاج محمد مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابی (گدی نشین حضرت گنگوہیؒ وخلیفہ اجل شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ) عارف باللہ حاذق الامت حضرت مولانا حکیم زکی الدین احمد صاحبؒ پرنامبٹ جیسی ہستیوں کی نظر التفات نے آپ کو حبیب الامت بنا دیا۔

............''ملفوظات حبیب الامت'' کے نام سے ترتیب دی جانے والی اس کتاب میں حضرت حفظہٗ اللہ تعالیٰ روزمرہ پیش آنے والی ان چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف زیادہ توجہ دلاتے ہیں جو انتہائی معمولی ہیں، جن کے بارے میں نہ کبھی تصور ہوتا ہے اور نہ ہماری توجہ اس طرف جاتی ہے، لیکن شریعت اسلامیہ میں ان کا بہت بڑا مقام ہے۔

میری خوش نصیبی ہے کہ حضرت حبیب الامت کے اقوال اور ملفوظات مبارکہ جمع کر کے ان کو ترتیب دینے کی سعادت نصیب ہوئی، اللہ تعالیٰ ان پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین! امید ہے ملفوظات حبیب الامت قارئین کرام کے لئے اصلاحِ قلب اور عمل صالح کا ذریعہ بنیں گے اور مجھ طالب علم کے لئے ذخیرۂ آخرت۔

والسلام

دعاؤں کا طالب: محمد عثمان حبان دلدارؔ

ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور

۳؍صفر المظفر ۱۴۳۲ھ مطابق ۸؍جنوری ۲۰۱۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسان کسی قسم کی سکت نہیں رکھتا

فرمایا انسان کی جملہ حرکات وسکنات، اعمال افعال اور زندگی کے جملہ لوازمات محض اسی ذاتِ قدس جل مجدہٗ کے حکم سے قائم ہیں، ورنہ انسان تو ایک ضعیف مخلوق اور نازک وجود ہے ایک حبّہ یا تنکا اٹھا کر رکھنے کی سکت نہیں رکھتا جب تک کہ فضلِ خداوندی نہ ہو۔

انسان ایک عجوبۂ روزگار، شاہ کار تخلیق

فرمایا اس جلوہ خانہ کے رنگارنگ مظاہر فطرت اور انگنت مخلوقات میں انسان ایک عجوبۂ روزگار شاہ کار تخلیق ہے۔ جس کو قرآن مجید نے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْم کے ذریعہ واضح کردیا ہے، اپنے خالق کی صورت پر پیدا ہونے والا، اپنے پروردگار کی قدرت سے جان پانے والا، ’’اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر‘‘ کا مظہر اتم ہے۔ روایات کے مطابق رب ذوالجلال نے کائنات کی تمام مخلوقات کو ایک ہاتھ سے تخلیق فرمایا لیکن حضرتِ انسان کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا یعنی پوری توجہ سے انسان کی تخلیق فرمائی۔

اللہ رب العزت کے فرماں بردار بندے

ارشاد فرمایا ایسے کریم رب العزت کا انسان کو کتنا ممنون ہونا چاہئے اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں، پاک اور سلیم ارواح یقیناً اپنے خالق و مالک کی طرف جھکیں

گی اور سرکشی کرنے والے فطرت سے بغاوت کرکے خداوند کریم کے احساناتِ عظیم اور نعمتہائے بے کراں کی ناقدری کریں گے، یعنی سلیم الفطرت ’’رب السمٰوات والارض ومابینہما‘‘ کے مقرب کہلائیں گے اور بغاوت اور ناقدری کرنے والے گنہگار اور عذاب کے مستحق ہوں گے، سلیم الفطرت قوانین خداوندی اور احکاماتِ الٰہی کے مطابق زندگی گزارنے والے ہیں، جن کو صدیقین، شہداء، صالحین، عابدین، ذاکرین، متقین کے القاب عطا کئے گئے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح کا نسخہ ارشاد فرمایا

اصلاح کا سہل نسخہ اور بے ضرر طریقہ، جس کو انسان کی فطرت کے مطابق حضور ﷺ نے فرمایا، دنیا کے بڑے بڑے مصلح اور بڑی بڑی انقلابی شخصیات ایسے جامع اور کیمیا سے زیادہ گراں قدر فارمولے پیش کرنے سے عاجز ہیں۔

اتر کر حراء سے سوئے قوم آیا
اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

اسی نسخۂ کیمیا کو حاصل کرنے والے عرب کے بدو مسلمان، صحابہ رضی اللہ عنہم بن گئے، تابعین تبع تابعین بن گئے، ائمہ، محدثین اور صالحین بن گئے۔ (رحمۃ اللہ علیہم)

آپؐ کے بغیر کچھ نہیں

خواہ فتوحات جنگی ہوں، خواہ انتظامات ملکی ہوں، خواہ عبادات روحانی ہوں، خواہ اہل وعیال کے درمیان قناعت وتوکل کا مجاہدہ ہو آپ ﷺ ہر جگہ ممتاز تھے۔ جہاں آپؐ ہوتے مسندِ امارت وہاں پہنچ جاتی تھی، خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنھوں نے آپ ﷺ کی

صحبت کا فیض اٹھایا، آپ ﷺ کے ساتھ دس منٹ دس سال کے برابر ہیں، اور آپ ﷺ کے بغیر دس سال دس منٹ کے برابر ہیں۔

سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت

فرمایا انسان کا حقیقی کردار "اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُو الرَّسُوْلَ" میں ہے۔ جب اطاعتِ حق اور اتباعِ رسول ﷺ سے انسان ہٹ جاتا ہے تو نفس و شیطان اس پر غالب ہو جاتے ہیں اور اس کو مقصدِ اصلی سے روگرداں کر دیتے ہیں، خود غرض اور طمع اس کے دل میں گھر بنا لیتے ہیں، انسانیت کے مدارج انحطاط کی طرف رواں دواں ہو جاتے ہیں، اور یہی وہ راہ ہے جس سے دنیا میں سرکشی، قتل و غارت گری، خود غرضی، مکروفریب، لوٹ کھسوٹ، شیطانی تدابیر اور ہمہ قسم کے رذائل اخلاق معاشرہ کے اندر پیدا ہو جاتے ہیں اور خدا ترسی اور ایثار و قربانی کا جذبہ سرد ہو جاتا ہے۔

انحطاط اور پستی سے نکلنے کا راستہ

اس انحطاط اور پستی سے باہر آنے کے لئے واحد راستہ یہی ہے کہ مسلمان اپنے فرائض کو سمجھے اور ہر ممکن طور پر قرآن و سنت کو رہبر بنائے اور نفسانی خواہشات کی غلامی اختیار نہ کرے۔

رسولِ اکرم ﷺ زندگی کا نصب العین

فرمایا حبیب الامت نے کیا ایک مسلمان کے لئے کافی نہیں ہے کہ وہ اسوۂ رسولِ اکرم ﷺ کو زندگی کا نصب العین بنائے اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسی جانثاری اور فدائیت پیدا کرے، اپنی جان، مال، عزت، آبرو، صلاحیت کو حق تعالیٰ کی امانت اور اس

کی عطا تصور کرے۔ نیز فرائض، سنن و واجبات کا پابند رہے، راتوں کو جاگ کر خدا کے حضور سجدہ ریزی کرے اور قرنِ اول کی متاعِ گمشدہ کے لئے انفرادی اور اجتماعی جد وجہد کرے، سوفی صد اسلامی معاشرہ کے لئے مخلصانہ روش اختیار کرے، اپنی ذات سے لے کر گھر کے ہر فرد و بشر تک پاکیزہ اور صالح ماحول بنائے، جان و مال کو راہِ خدا میں قربان کرنے کا ہمہ وقت جذبہ رہے، جہاد فی سبیل اللہ کی اور شہادت کی آرزو سے سرشار رہے، علم کے ساتھ عمل کی توفیق بارگاہِ ایزدی سے طلب کرتا رہے۔

انحطاط کا ردّ

صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ کرام، اولیائے عظام، سالکین اور محبوبانِ رب العالمین، علمائے کرام کے واقعات کو مشعلِ راہ بنائے اور ان کی زندگیوں سے اپنی زیست کو روشن کرے، مساجد، مدارس اور خانقاہی ماحول کو دل سے پسند کرے، خصوصاً علماء اور صالحین اور مشائخ کی صحبت کو اختیار کرے، خلاصہ یہ کہ جب گھر سے بازار اور بازار سے گھر تک معاشرہ دینی، مذہبی ہوگا تو یہ انحطاط ضرور دور ہوگا۔

اکابرین کے فیض

اکابر کی تحریروں کے اقتباسات اور ہدایات، ملفوظاتِ روحانی، پند و نصائح کو پڑھ کر ایمان میں تازگی، روح میں بالگی پیدا کرنی چاہیے تاکہ علم کے ساتھ عمل اور عمل کے نتیجہ میں تقویٰ اور آخرت کا استحضار پیدا ہو، اور دل معصیت کے اثرات سے پاک ہو کر نورانیت کی وادی میں آجائے۔

حضور ﷺ کو آئیڈیل بنانا ہی طریقت ہے

فرمایا جس قدر معاشی عیوب دور ہوتے جاتے ہیں اسی قدر اعمالِ صالحہ کی زیادہ سے زیادہ توفیق ہوتی جاتی ہے، قلب و دماغ میں انشراح پیدا ہوتا ہے۔ ارکانِ اسلام

سے رغبت، معاصی سے نفرت اور سیرتِ رسول ﷺ سے محبت ہو جاتی ہے، تکبر کے بجائے تفاخر، تفاخر کے بجائے عجز وانکساری اور بندگی کا سلیقہ آجاتا ہے، اسی کو سادہ الفاظ میں معرفت کہتے ہیں کہ بندہ پہچان لے کہ تو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے، اللہ تعالیٰ کی غلامی تیری اصلیت ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی مالک الملک ہے، وہی تمام قسم کی تعریف کے لائق ہے، اور تمام خوبیاں، بڑائیاں اس کی محکوم ہیں، اور محسنِ کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو سالک اپنا آئیڈیل بنالے، اسی کو طریقت کہتے ہیں۔ راقم الحروف اپنے دوستوں اور متعلقین سے یہی عرض کرتا ہے کہ شریعت پر عمل ہی طریقت کی راہ ہے، جیسا کہ قرآنِ مجید اور احادیث سے ثابت ہے۔

شریعت پر عمل ہی تصوف ہے

فرمایا تصوف ضروریاتِ زندگی کو پوری کرنے کی تعلیم دیتا ہے، انسانی زندگی کو اخلاقِ حسنہ سے مزین کرنے، اللہ ربّ العزت کے قرب کیلئے شریعت پر عمل پیرا رہ کر حقوق العباد کی ادائیگی کی تاکید کرتا ہے، نفس کے فریب میں نہ آنے اور شیطانی وساوس کو شکست دینے کی سعی کراتا ہے، مومن کو اعمالِ صالحہ کی ترغیب اور منکرات سے روکتا ہے، غرض تصوف اور راہِ طریقت انسانی فطرت اور اسلامی شعائر کے عین مطابق ہے بلکہ اسلامی زندگی اور قرآنی آیات کو حیاتِ انسانی میں اتارنے کا وہ آسان طریقہ ہے۔

اہل اللہ کی صحبت سے شیطان کو خوف

فرمایا اہل اللہ کی صحبت کو کیمیا سمجھنا چاہئے اور کسی نہ کسی راہبر سے اپنی اصلاح کرانی چاہئے، اس لئے کہ اللہ والوں کی صحبت سے شیطان خوف کھاتا ہے اور ان کے کلام کی نرمی وگرمی اور خشیت الٰہی سے اس کے جال میں پھنسنے والوں کا شکنجہ ڈھیلا پڑ جاتا ہے۔

خانقاہ کیا ہے؟

ارشاد فرمایا حبیب الامت نے کہ خانقاہ کو آج بے عملوں کا مسکن سمجھا جاتا ہے، مگر خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ نے خیر المجالس (۲۳۸) میں فرمایا کہ یہ دو لفظوں سے مرکب ہے، ''خان'' تو وہی ہے جو فارسی میں خانہ ہے، اور ''قاہ'' عربی زبان میں علم اور عبادت کو کہتے ہیں، گویا خانقاہ کے لفظی معنی ہے ''عبادت گاہ'' یا ''عمل کرنے کی جگہ''۔

سلوک کی تعلیم اس لئے ضروری ہے کہ درویشی کا مقصد ''اخلاق اللہ'' پیدا کرنا ہے اور اخلاق اللہ کسب سے حاصل ہوتا ہے یا صحبت اہل دل سے، خانقاہ میں رہ کر تکمیل سلوک کا جواز حضرت چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت سے پیش کرتے ہیں: ''یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ''۔

رضائے الٰہی مومن کی زندگی کا اصل مقصد

فرمایا قلب وزبان، دست وشرمگاہ وغیرہ، یہ ارکان شریعت محمدی ﷺ پر جوں جوں اپنی گرفت مضبوط کرتے ہیں ویسے ویسے انسان کے اندر ایک تزکیۂ نفس کا پیدا ہونا فطری ہوجاتا ہے، نتیجتاً ایک ایسا صالح انسان تشکیل پاتا ہے جس کا ظاہر وباطن منور ہوتا ہے، رضائے الٰہی اس کا مقصد بن جاتا ہے، ایسے انسان کے لئے حضور اکرم ﷺ نے جنت کی ضمانت عطا فرمائی جو مختلف احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں واضح ہے۔

میری بات کا ظاہر کرنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے

فرمایا انسانی بدن میں زبان اور شرمگاہ دونوں اہم ہیں، زبان اگر آزاد ہوجائے، بولنے سے پہلے تولنے کا عمل ندارد ہوجائے تو ہر قسم کی لغویات، تہمت بازی، جھوٹ،

غیبت، گالی گلوچ، عیب جوئی، طعن و تشنیع، بداخلاقی، امراضِ قلب کی سیاہی اور ذہنی تاریکی کو فزوں تر کر دیتے ہیں، گویا اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کا انسان ایک عضو کی وجہ سے ہر لمحہ مرتکب ہوتا ہے، ارشاد ہوتا ہے: اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں بُری بات کا ظاہر کرنا۔

بے قابو ہونے سے حفاظت

امت مسلمہ کی اکثریت صرف اپنے دو اعضاء کو بے قابو کر دینے سے جہنم کو اپنا مقدر بنائے گی چونکہ زبان اور شرمگاہ یہ انسانی جسم میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں، ان پر قابو اسی وقت ہوسکتا ہے جب آدمی اپنے آپ کو دستور العمل کے تابع رکھے، پیٹ کو حرام سے پُر نہ کرے، صوفیائے کرام سیر ہو کر کھانا کھانے کو سخت ناپسند کرتے ہیں، چہ جائیکہ حرام وحلال کا امتیاز ختم کر دیا جائے، اکلِ حلال وہ روشنی ہے جو قلب وجان کو منور کرتی ہے اور شکم سیری ایک ایسا وبال ہے جو خواہشاتِ نفس کے تلاطم میں مدوجزر پیدا کر کے نفس کو بے قابو کرتی ہے۔

اصلاح کی تاکید

فرمایا اپنی زندگی کو قرآن وسنت کے احکامات سے سجالو، اور علماء کرام اور مشائخ عظام کی صحبت اختیار کر کے تقویٰ، اخلاص، تزکیہ نفس سے قلوب کی صفائی کو لازم پکڑلو، ہر وقت دل پر اور دل کے حالات پر متوجہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل تو نہیں؟ اگر غافل ہے تو خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ، اگر دل ذکر اللہ میں مشغول ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں، اے اللہ آپ کا احسان ہے کہ آپ نے ہمارے دل کو اپنے ذکر کی لذت سے آشنا کر دیا ہے۔ یہ بات ہمیشہ ملحوظ رہے کہ ہمارا اپنا کردار اور عمل ہی ہماری نجات کا ضامن ہے جب تک اخلاص وللّٰہیت کا پیکر نہ بنو گے، آخرت میں کامیابی محال ہے۔

مصائب سے رنجیدہ نہ ہوں

ایک مرتبہ سالکین کی جماعت سں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: فقر وفاقہ، مصائب وآلام، بیماری اور اپنے تیروں کی بے جا مخالفت سے کبھی رنجیدہ نہیں ہونا چاہئے! اللہ تعالیٰ ان حالات میں صبر کرنے والوں کے درجات بڑھاتے ہیں۔ ان حضرات کی دنیا سے بے رغبتی اور بے نفسی، سالکین کے لئے نمونہ عمل ہے۔

معاف کرنا زیادہ بہتر ہے

فرمایا: اسلام میں بھی عفو و درگزر کی بڑی اہمیت ہے، اگر چہ کسی شخص کو دوسرے سے کوئی تکلیف پہنچتی ہو تو اسے شریعت کی حدود میں رہ کر بدلہ لینے کا بھی حق حاصل ہے، لیکن اگر وہ بدلہ لینے کے بجائے معاف کر دے تو بے حد اجر وثواب کا حقدار بنتا جاتا ہے۔

حسد انتہائی نقصاندہ

فرمایا: اپنی صحت کا خیال رکھئے، دوسروں کی غلطیوں کو درگزر کیجئے کہ اسی طرح آپ زندگی میں کامیابیاں حاصل کر سکتے ہیں، انتقام ''حسد'' کو جنم دیتا ہے اور حسد اس شخص کے لئے بھی نقصان دہ ہے جس سے کیا جائے اور خود حاسد کے لئے بھی۔

وحدانیت کا سوال ہوگا

ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا: اگر آپ خدا کی وحدانیت کا پیغام تسلیم کریں اور اس کے بھیجے ہوئے تمام پیغمبروں پر ایمان لے آئیں، جن کو اس نے نسل انسانی کو صراطِ

مستقیم دکھانے کے لئے بھیجا تھا تو اللہ تعالیٰ کے سچے معتقد بن جائیں گے، تب آپ وحدانیت (توحید پرستی اور بھائی بندی کا سنہرا دور قائم کرنے اور کائنات کو اخلاقی اور روحانی تنزل سے جو کہ آخری بڑی تباہی کائنات ہوگا، اسے بچانے میں مدد کریں گے، اگر آپ اس پیغام کو ٹھکرا دیں گے تو اگلے جہاں میں آپ خدائے واحد کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔

اخلاص ہے تو اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتے ہیں

مومن اور مسلمان جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں مجاہدہ کرتا ہے، ریاضت کرتا ہے تو اس کو شیطان اپنی پوری قوت اور مکر سے نقصان پہونچانے کی سعی کرتا ہے، طارق اور مجاہد اگر مخلص ہے تو اللہ تعالیٰ شیاطین سے اس کی حفاظت کرتے ہیں اور اپنی حضوری کے بلند ترین مقام تک پہونچا دیتے ہیں۔

علم فرقوں میں تقسیم ہو گیا

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنے وعظ میں ارشاد فرماتے ہیں: کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے مگر وہ علم جس کی بنیاد محبت پر ہو نہ کہ نفرت، فساد اور فرقہ بندی پر۔ جب علم حاصل کرنے نکلے تو حادثہ یہ ہوا کہ ایک طرف تو وہ اسلاف سے بھاگ کر جا رہے تھے کہ ان سے بہتر علم لے لیں مگر جب آگے پہنچے تو دنیا میں کہیں بھی مسلمانوں کی درسگاہ نہیں تھی، کوئی درسگاہ سنیوں کی، کوئی شیعہ کی تھی، کوئی دیوبند کی تھی اور کوئی اہل حدیث کی، سب مسالک اور فرقوں کی درسگاہیں تھیں خالصتاً اسلام کی بنیاد پہ (فرقوں سے ماوریٰ) کوئی درسگاہ بھی نہیں تھی، ظاہر ہے ان کو جس مسلک کی درسگاہ

میں قدم رکھنا تھا اس مسلک کی چھاپ ان پہ لگ جانی تھی اور یہی ہوا، اب عالم ہونے کے ساتھ ساتھ وہ حضرات پیر بھی تھے چونکہ پیر کی اولاد تھے۔

شاید کچھ حضرات کو یہ بات ناگوار گزرے کہ اکثر مدارس و درسگاہیں ایسی قائم ہو چکی ہیں جن کی بنیاد فقر و معرفت نہیں بلکہ صرف ''نحو'' اور ''منطق'' ہے بلکہ جہاں صرف علم ہو وہاں درسگاہ تو بن جاتی ہے خانقاہ نہیں بن سکتی، کیوں کہ خانقاہ تو ہے ہی وہ جس کے پاؤں کسی مسلک کی زنجیر سے جکڑے ہوئے نہ ہوں، جس کے دامن پہ کسی فرقہ کے شب خون کے داغ نہ ہوں، جس کے گلے میں مسلمانوں میں تقسیم اور پھوٹ ڈالنے کا طوق نہ ہو، جس کے ہاتھوں میں مسلمانوں میں تفریق ڈال کر ہانکنے، اور اپنے مفاد نکالنے کی چھڑی نہ ہو، کیوں کہ اگر خانقاہ کا بنیادی ڈھانچہ دیکھیں جس طرح اس کی تشکیل ہوئی اس میں نہ کوئی تقسیم ہے اور نہ کوئی تفریق، اصل خانقاہ کو اگر دیکھیں تو وہ تین حصوں پر مشتمل ہوتی تھی اور وہ تینوں حصے اس زہر وجاں برد (تقسیم وتفریق) سے بالکل پاک تھے، (۱) طعام گاہ، (۲) قیام گاہ، (۳) کلام گاہ۔

طعام گاہ

ہر خانقاہ پر عوام وخواص کے لئے لنگر کا اہتمام کیا جاتا تھا جہاں سے لوگ بلاتفریق کھانا پینا مفت حاصل کرتے تھے، اس میں یہ کوئی قید نہیں تھی کہ وہ کس مذہب یا کس مسلک سے تعلق رکھتا ہے، سب ہی ایک صف میں بیٹھ کر لنگر حاصل کرتے، اس کا زندہ مشاہدہ آج بھی کئی خانقاہوں میں دیکھنے کو ملتا ہے بالخصوص ہندوستان میں جہاں مخلوط معاشرہ ہے، حضرت نظام الدین اولیاء، حضرت معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ یا کسی بھی صوفی وعارف کی خانقاہ ہیں جتنا ہجوم مسلمانوں کا ہوتا ہے اس سے بڑھ کر غیر مسلموں کا ہوتا ہے، اب تو دنیا نے بڑی ترقی کر لی ہے جگہ جگہ ہوٹل اور ریستوران بن گئے ہیں،

ورنہ پہلے قافلے جب چلتے تھے تو وہ اپنے راستے کا تعین اس طرح کرتے تھے کہ ہمارا اتنے دن کا سفر ہے اور راستے میں ہمیں فلاں فلاں جگہ پہ خانقاہ پڑتی ہے اس لئے اتنے اوقات کے طعام کا بندوبست ہمارا ان خانقاہوں سے ہو جائے گا۔

قیام گاہ

لنگر خانہ کی طرح ہر خانقاہ پہ مسافر خانے تعمیر کئے جاتے تا کہ زائرین ومسافرین کے قیام ورہائش کا انتظام ہو، وہ بھی بالکل لنگر کی طرح اپنے پرائے کی تفریق کے بغیر عوام وخواص کے لئے بالکل مفت تھا، اس لئے کہ قافلے کہیں بھی جائیں خانقاہوں کی پناہ ڈھونڈتے تھے کہ مفت اور مناسب قیام مل جائے گا، بنیادی طور پر اگر دیکھا جائے تو درجِ بالا ہر دو انتظام اس وقت کا ایک منظم تنظیم کے مترادف تھے جو تنظیم اپنی خوبیوں کی بنا پر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتی تھی اور لوگ اس حسن کردار، حسن اخلاق اور حسن انتظام سے متاثر ہو کر کھنچے چلے آتے تھے، یہ کہنے میں ذرّا بھر بھی مغالطہ نہ ہوگا کہ دورِ حاضر کی فلاحی تنظیمیں (این جی او) خانقاہی نظام سے ماخوذ ہیں۔

کلام گاہ

جب لوگ وہاں پر آتے تو پھر وہ تیسرا حصہ (کلام گاہ) اپنا تحرک دکھاتا، اور غیر مسلموں کو بصیرت وکلام سے مسلمان، مسلمانوں کو مومن، مومنوں کو عارف اور عارفوں کو معارف بتاتا، خانقاہی نظام کی سب سے بڑی مثال اگر لی جائے تو وہ رسولِ اکرم ﷺ کا دورِ مبارک ہے کہ آپ ﷺ نے بلا امتیاز غلام وسردار ہر کسی کو اپنی نظر عنایت سے نوازا، اگر اس وقت ایک معیار رکھ دیا جاتا کہ نہیں صرف مسلمان ہی بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کی حضوری سے فیضیاب ہوسکتا ہے تو پھر کتنے لوگ ہوتے جو جانثارِ نبی ﷺ بنتے، اس لئے صاحبانِ خانقاہ سے یہ گزارش ہے کہ اپنی بنیاد فرقوں کی تاویلات سے اخذ کئے گئے

علم پہ نہ رکھیں بلکہ اس کی بنیاد اس فقر محمدی ﷺ پہ رکھیں جو تمام فرقوں اور تفریقوں سے منع کرتا ہے، خدا کی مخلوق کو خدا کا کنبہ قرار دیتا ہے، اور اب دنیا کو جس آسودگی کی ضرورت ہے اس کے مہیا کرنے کا بندوبست کریں۔

خانقاہ اصحابِ صفہ کی نقل ہے

یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ خانقاہ اصحابِ صفہ کی جدید نقل ہے، ہندوستان میں بے شمار خانقاہیں موجود ہیں، بس ان میں اصحاب رسول اکرم ﷺ جیسے جذبات کو جگانے کی ضرورت ہے تا کہ مسلم وغیر مسلم خانقاہی نظام سے فیضیاب ہو کر رجوع الی اللہ کی سعادت حاصل کر سکیں۔

متحدہ طور پر اسلام کو مٹانے کی کوشش

طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: کیا آپ نے اسلامی تاریخ پر نظر نہیں ڈالی جو ہمارے اسلاف ومجاہدین اسلام نے ان یہودیوں وعیسائیوں کی سازشوں کو کس طرح روند ڈالا جو متحد ہو کر اسلام کو مٹانے کی کوشش کر رہے تھے وہ ناکام ہو کر رہ گئی، یہ وہ مجاہدین اسلام تھے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور احکام کی پابندی کرتے تھے، قرآنِ کریم اور سیرتِ محمدیہ ﷺ کو اپنے سینہ سے لگائے رکھتے تھے۔

جرأت وبہادری مسلمان کی خصوصیت

افسوس صد افسو آج خواص ہوں یا عوام، ہر ایک نے ریاضت ترک کر دی ہے، آج ہم علماء اور طلباء اور دانشوران میں کوئی تلوار چلانے والا، لاٹھی اور بندوق چلانے والا مشکل سے ملے گا، آج گھوڑ سواری اور تیر اندازی مفقود ہو چکی اور مدافعت کا حوصلہ نہیں رہا، دشمنوں سے آنکھ ملا کر بات کرنا اور ایمانی حرارت سے اپنی زندگیوں کو

مزین کرنا ہم بھول گئے ہیں۔ آج کے حالات میں ضروری ہے کہ ہم میں عسکری صلاحیت پیدا ہو اور ہم میدان میں سینہ دکھانے کے قابل ہوں، پیٹھ دکھا کر بھاگنے والوں میں ہمارا شمار نہ ہو۔ آج اختلافات کو یکسر بھلا کر مسلمان سیسہ پلائی دیوار کے مانند ہو جائیں تو کچھ بات بنے۔

ولایت نبوت کا عکس

فرمایا: نبوت کا عکس ولایت ہے، جو حضرات نبی ﷺ کی شریعت پر عمل پیرا ہو کر مقامِ ولایت حاصل کرتے ہیں ان کے اجسام کو محفوظ رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں وعدہ فرمایا ہے، ایسے بہت سے واقعات ہیں کہ اولیاء کی قبور کو کئی کئی سو سال بعد اتفاقاً کھولا گیا تو ان کے اجسام اور کفن کو جوں کا توں پایا گیا۔ انبیاء علیہم السلام کو کھانا مٹی کے لئے حرام کر دیا گیا، اور صحابہ کرامؓ کے اجسام بھی آج تک دنیا میں جا بجا صحیح، سالم بر آمد ہو رہے ہیں۔ اللہ اکبر

صدقہ کا اہتمام ضروری ہے

آج کے ماحول میں جہاں ہزاروں فتنے ابھر چکے ہیں اور انسان کی جان نہایت سستی ہو چکی ہے، صدقہ اور خیرات کا خاص اہتمام کرنا چاہئے، خصوصاً اہل تصوف اور اہل طریقت پر تو صدقہ، خیرات اور ایثار لازمی ہے کہ وہ اپنی ذات پر دوسروں کو مقدم رکھیں، تبھی فقر کا مقام عطا ہوتا ہے۔

حاذق الامتؒ ہمیشہ دعا فرماتے

ارشاد فرمایا حبیب الامت مدظلہٗ نے: بندہ کے شیخ حاذق الامت حضرت مولانا حکیم زکی الدین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پرنامبٹ ارشاد فرماتے اور گاہِ بگاہِ اپنے مکتوبات میں

بھی تحریر فرماتے ''اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے اور درجات میں ترقی عطا فرمائے، علم میں عمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے'' آمین!

خانقاہ رشیدیہ قدوسیہ

بحمد اللہ تعالیٰ اس حجرہ میں جہاں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے چلّہ کشی فرمائی تھی آپؒ اس میں ذکر الاذکار میں مشغول رہتے۔ الااللہ کی ضرف سے اس حجرہ کی دیوار میں شگاف آ گیا تھا جو آج بھی موجود ہے، اس ناچیز کو دو سال قیام کرنے کی سعادت حاصل ہے۔ خانقاہِ قدوسیہ رشیدیہ کے ماحول اور انوارات کی بات ہی کچھ اور ہے، امامِ ربانی حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اس خانقاہ میں کوئی ویسے بھی پڑا رہا، وہ بھی خالی نہ رہے گا۔

گناہ اعترافِ گناہ

اعترافِ قصور اللہ کو بہت پسند ہے اور یہ اللہ کے فضل کے حصول کا بڑا محرک بنتا ہے، فنائیت اور تواضع وانکساری، اور اسباب کو اختیار کرنے کے بعد مسبب الاسباب پر نظر ہو تو پھر یہ اسباب اس کے لئے بڑے نتیجہ خیز اور ثمر آور ثابت ہوتے ہیں، لیکن تکبر واستکبار، عجب وانانیت، بغض وحسد اور تحقیر وتذلیل، دھوکہ دھڑی رحمت الٰہی سے دور کر دیتے ہیں۔

ہر انسان میں خیر وشر ہے

انسان میں خیر وشر کی صلاحیت موجود ہے، ہر انسان میں ان دونوں کی طرف میلان کی صلاحیت ہے، خیر میں سادگی ہے تاہم شر میں دلفریبی اور چمک، انسان سادگی کا پرستار نہیں بنتا، اس کی نظر دلفریب مناظر کو قبول کرتی ہے اور اس کا دل اسی سے لطف

اندوز ہوتا ہے، خیر کو بقا حاصل ہے اور شر کو زوال، خیر کا تعلق آخرت سے ہے اور شر کا دنیا سے، دنیا کو زوال ہے اور آخرت کو ابدیت۔

آپ ﷺ نے امت کو سب کچھ سکھایا

حضورِ اکرم ﷺ نے اس کی مفید رہبری صرف زبانی طور پر کر کے ختم نہیں کر دی بلکہ اس کے سکھانے اور بتانے کے لئے آپ ﷺ نے تیس سال عام انسانوں کے ساتھ زندگی گذاری اور ان کو پیش آنے والے سب دُکھ اور سُکھ میں شریک رہے اور ان کے سامنے اپنے مالک اور پروردگار کی پسند کا طریقہ بتاتے اور دکھاتے رہے کہ خوشی میں آدمی کو کیسا ہونا چاہئے اور غم کی حالت میں کیسا ہونا چاہئے، دولت مندی میں کیسا ہونا چاہئے اور فقر وفاقہ کی حالت میں کیسا ہونا چاہئے، ان تمام باتوں اور طریقوں کو بتانے بلکہ کر کے دکھانے میں آپؐ نے کم از کم تیس سال فکرمندی اور برداشت میں گذارے۔

ایمان کا اثاثہ

سیرت ﷺ کے واقعات وقصص نے ہمیں ایمان وعمل کی راہ بتائی اور صاف طور پر ظاہر کر دیا کہ محبوبان بارگاہ کی عظمتوں کو تسلیم کرتے ہوئے ان کی تعظیم وتوقیر ہی اساسِ ایمان ہے اور عشق رسالت ہی ایمان کی بنیاد ہے اور ذاتِ رسالت ہی کے احسان سے یہ جوہر گراں مایہ ہمیں نصیب ہوا۔

حرارتِ ایمانی کی ضرورت

ایک مرتبہ نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے کاش! آج مسلمانوں میں وہ حرارتِ ایمانی اور قوتِ صمدانی پیدا ہو جائے کہ جس طاقت اور قوت کے حامل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے، تابعین تھے، تبع تابعین تھے، صلاح الدین ایوبی اور نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہما تھے اور

ہندوستان میں مولانا سید اسماعیل شہید، امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی، حافظ ضامن شہید، مولانا قاسم نانوتوی، شیخ الہند مولانا محمود الحسن، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا حفظ الرحمان سیوہاری رحمۃ اللہ علیہم تھے۔

یارب دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے

محبت خود سکھا دیتی ہے آدابِ شہنشاہی

فرمایا: میں اپنے دوستوں، رفیقوں اور شاگردوں سے بار بار کہتا ہوں کہ حرم شریف میں اس وقت تک قیام کرو جب تک قلبی حضوری میسر ہو یعنی دل حاضر رہے، اور جب ہلکی سی بھی بیزاری ہو، سستی آئے یا دنیوی بات کرنے کو دل چاہے تو فوراً حرمین شریفین سے باہر آجائے، ایسا نہ ہو کہ ہماری زبان سے کوئی ایسی بات نکل جائے جو عذابِ خداوندی کا سبب بن جائے، یہ دونوں مقامات ایسے ہیں کہ نیکی اور بدی کا اجر فوری طور پر ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حسنِ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

اہلِ طریقت کے لئے انمول موتی

فرمایا: انسان کو عمل کے لئے کتنی آسانیاں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرما دیں، اس کا فائدہ اٹھانا چاہئے اور ان باتوں پر عمل کرنا چاہئے، ان پر عمل کرنے میں اللہ تعالیٰ نے کتنا ثواب رکھا ہے، اور جن سے پرہیز کرنے کے لئے کہا گیا ہے، ان سے بچنا کتنا ضروری ہے اور اس کے فوائد کس قدر ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مومن کے لئے نعمتیں اور رحمتیں ہیں، ان کی قدر کرنا چاہئے اور اہل طریقت کے لئے تو یہ انمول اور بیش بہا سچے موتیوں سے بھی زیادہ قیمتی ہیں، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

جو بات سنیں فوراً عمل کریں

فرمایا: بندہ ہمیشہ اپنے دوستوں اور شاگردوں اور متعلقین سے یہی عرض کرتا ہے کہ عمل کرنے والے کے لئے قرآنِ کریم کی ایک چھوٹی سی آیت یا حدیث پاک کا ایک چھوٹا ساٹکڑا بھی کافی ہے یا اپنے بزرگوں اور اساتذہ کرام کی چھوٹی چھوٹی نصیحتیں ہی کافی ہیں۔ لیکن عمل نہ کرنے والوں کے لئے کتابوں کے ابنار لگا دیئے جائیں یا وعظ ونصیحت کے لئے بڑے اجلاس کر لئے جائیں تو بھی ان کے حال وقال میں کوئی فرق نہ آئے گا۔

جو بات سنیں اس پر عمل کی نیت اسی وقت ہو جائے تا کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ بنے اور نیکوکاری کا مزاج بھی بن جائے۔

نفس پر قابو روح کے لئے ضروری ہے

اہل طریق کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ نفس پر ہر اعتبار سے قابو پانا لازمی ہے اور نفس کی مکاریاں بعض اوقات عقل سے ماورا ہو جاتی ہیں، اس لئے نفس کا تزکیہ لازمی ہے اور نفس کی جس قدر اصلاح ہوگی اسی قدر روح میں پاکیزگی پیدا ہوگی، روح کی پاکیزگی کے لئے ضروری ہے کہ نفس کے حال پر ہر وقت نظر رکھی جائے، تا کہ سلوک پر چلنا آسان اور سہل ہو جائے۔

نماز میں خشوع اور آہ وزاری

فرمایا: ہائے افسوس آج امت کا طبقہ ان اعمال اور ایسی طویل نمازوں سے محروم ہو گیا، لیکن بحمد اللہ تعالیٰ خواص میں ایسے ثقہ حضرات موجود ہیں کہ جن کی نمازیں خیر القرون کے مسلمانوں سے یا اولیاء وصالحین کی نمازوں کی طرح ہیں۔

اللہ تعالیٰ امت میں پھر ایسی نمازیں عام فرما دے کہ جن میں خشوع وخضوع ہو، گریہ وزاری ہو، شیخ طریقت حضرت مولانا اسرار الحق صاحب اعظم گڈھی رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ جب آیاتِ عذاب آجاتیں تو بدن پر کپکپی اور آواز میں نالہ وزاری پیدا ہو جایا کرتا تھا، جیسا کہ آج کل ائمہ حرمین شریفین کو دیکھا جاتا ہے کہ نماز کے دوران ایسا گریہ طاری ہوتا ہے کہ عام مسلمان کیا خواص بھی ایسی حالت سے محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری نمازوں میں ہمارے اعمال میں ایسی قوت پیدا فرما دے، آمین!

حق کہنے کی جرأت نہیں رہی

فرمایا: آج حق بات کہنے کی جرأت کم ہوگئی اور غیبت کا بازار گرم ہو گیا۔ کاش! ہم دل وجان سے صدق وصفا کے پیکر ہوتے تو سماج اور معاشرہ میں برائیوں کو اور فتنہ وفساد کو پھلنے پھولنے کا موقع نہ ملتا۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ہماری اصلاح کے لئے غیب سے سامان پیدا فرما دے، آمین!

بخل اور عبادت

شرافت اور نیکی ایمان والوں کی متاع ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے! بے وفا اور بے مروت شرافت سے عاری ہوتا ہے، ایسے لوگوں کی صحبت سے بچو! بخیل شیطان کا دوست ہے اور سخی اللہ کا دوست، بخیل سے شیطان محبت کرتا ہے اور سخی سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں، اس لئے میرے دوستو! سخی رہو، ایک روایت میں آتا ہے کہ شیطان نے کہا کہ کنجوس عابد میرا دوست ہے اور گناہگار سخی میرا دشمن ہے، اس لئے کہ عابد کی کنجوسی اس کو دوزخ میں لے جانے کا سبب ہوگی اور سخی کو اللہ تعالیٰ اس کی سخاوت کی وجہ سے اس کے گناہ معاف کر کے بخش دیں گے۔

فقر کا اظہار نہیں کیا

میرا لڑکپن تھا، میں مدرسہ سے آنے کے بعد صوفی جی یعنی صوفی عاشق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہی بیٹھا کرتا تھا اور گویا ان کی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ صوفی جی کے یہاں کبھی کبھی دو پہر یا شام کو چولہا نہیں سلگتا تھا، مگر اللہ نے ایسا دل دیا تھا کہ راضی برضا تھے، کبھی اہل محلّہ کو بھنک بھی نہ ہونے دی کہ کس حال میں ہیں، فقر و فاقہ میں بھی کلّف لگے ململ کے کرتے اور نفیس لباس پہنتے رہتے اور پان کھا کر یہ باور کراتے کہ خوش حال ہیں۔ اللہ غریقِ رحمت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں شمار فرمائے، آمین!

حمد وثناء اور درود دعا کی قبولیت کا ذریعہ

نبی کریم ﷺ کی تعلیم ہے کہ بندہ کی جو دعا اللہ کی حمد وثناء اور نبی کریم ﷺ پر درود کے ساتھ پہنچتی ہے وہ شرفِ قبولیت پاتی ہے، دعا ختم کرنے کے بعد آمین کہنا چاہئے۔

ہر کسی کا اکرام ضروری

صوفیائے کرام کے یہاں ہر کس و ناکس کی دل جوئی اور اکرام کیا جاتا تھا، جو آج کے حقوق انسانیت کے نام نہاد ٹھیکیداروں کو جھنجھوڑنے کے لئے کافی ہیں، صوفیائے کرام دبے کچلے اور ہر طرح کے لوگوں کے احترام کا کتنا خیال رکھتے تھے، اس طرح کی ہزاروں مثالیں صوفیائے کرام کے افعال سے دی جاسکتی ہیں۔

موت قربِ الٰہی کا ذریعہ

فرمایا: موت وحیات تو قدرتِ خداوندی کے فیصلہ پر منحصر ہے، اس لئے بچہ کو جوانی کا اور جوان کو بڑھاپے کا انتظار نہیں کرنا چاہئے، بلکہ ہمہ وقت موت کی تیاری میں

لگے رہنا چاہئے، اللہ تعالیٰ ہمارے لئے موت کو محبوب بنادے اور موت ہمارے لئے پیاری ہوجائے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہو، پیار ہو، مومن کے لئے موت اللہ تعالیٰ سے ملنے کا ذریعہ ہے اور مومن کی لئے دنیا وآخرت میں سب سے بڑی دولت اللہ تعالیٰ کی زیارت اور دیدار ہے۔

حسن سلوک نہیں رہا

آہ دوستو! آج ہمیں کیا ہوگیا ہے کہ ہم کسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہی نہیں چاہتے، عوام کی بات چھوڑ دیجئے خواص کو لیجئے، ان سے ملنے جائیں تو ناگواری ہوتی ہے، کیوں آئے ہیں؟ مصافحہ کرتے ہیں تو پورے ہاتھ سے نہیں بلکہ چار انگلیوں سے، گویا آنے والے کے ہاتھ ناپاک ہیں۔

دوسروں کو حقیر نہ سمجھو

اے میرے پیارے دوستو! اسوۂ رسول اکرم ﷺ سے کچھ تو عکس لے لو، تاکہ دنیا بھی سیدھی ہوجائے اور آخرت بھی بن جائے، میں اپنے شاگردوں اور خواص کو تاکید کرتا ہوں کہ کتنا ہی حقیر ہو اس کو حقیر نہ جانو ورنہ تو خدا تعالیٰ تمہیں حقیر بنادے گا۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے، آمین۔

مسلمانوں کے بت

فرمایا: افسوس مسلمان نے آج بہت سے بت بنالئے ہیں جن سے وہ محبت کرتا ہے اور ان کے مقابلہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے، مال کا بت، عہدے کا بت، بیوی بچوں کا بت، تکبر اور نخوت کا بت اور عداوت وبغض کا بت، اتنے سارے بت ہم نے اپنے دلوں میں پال لئے ہیں، ان سے بھی خلاصی ضروری ہے تبھی تو دل میں ایمان کا نور داخل ہوگا۔

قرآن وسنت پر جمے رہنا اصل ہے

فرمایا: اہل طریقت پر حالات کچھ بھی آئیں، حکومت وقت کا عتاب ہو یا عوام الناس کی جانب سے پھٹکار وہ اپنے طریق یعنی قرآن وسنت پر جمارہے، تبھی تو ایمان کی روشنی اور نور حاصل ہوتا ہے۔

دوسروں کو فائدہ پہنچانا انبیاء واولیاء کا طریقہ ہے

فرمایا: اپنی ذات سے دوسروں کو فائدہ پہنچانا انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کا طریقہ ہے انسان اپنے لئے جئے، کمال نہیں ہے۔ ایسے تو جانور بھی اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے جیتے ہیں لیکن کمالِ انسانیت یہ ہے کہ دوسروں کو فائدہ پہنچائے یعنی اپنی جان، مال اور صلاحیت سے خوب فائدہ پہنچائے۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لے کچھ کم نہ تھے کرّ و بیاں

مرنے سے منزل بدل جاتی ہے

فرمایا: کئی مرحومین کو میں نے خواب میں دیکھا اور ان سے حالات معلوم کئے، جس کی تفصیلات، خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت نامی کتاب میں درج ہے، پڑھ سکتے ہیں۔

مطلب یہ کہ مرنے کے بعد رشتہ اور تعلق ختم نہیں ہوتا، بلکہ منزل بدل جاتی ہے، جنتی لوگ جب جنت میں پہنچ جائیں گے تو دنیا کے حالات اور زندگی کو یاد کریں گے اور اپنے پرائے لوگوں سے ملاقات کی خواہش کریں گے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ایسے لوگوں سے ملاقات کے وسائل عطا فرمائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رشتہ

داری، تعلق اور محبت کو باقی رکھا جائے کیوں کہ یہ آخرت میں بھی باقی رہنے والی چیز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

آج غیبت عام ہے

فرمایا: آج کل ہماری مجلس میں غیبت عام ہے، اور جب مذکورہ شخص سامنے آجاتا ہے تو کہتے ہیں سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز فرمائے، ابھی ابھی آپ کا ذکرِ خیر ہو رہا تھا۔ ایسے واقعات آج کل عام ہیں، دنیا داروں کی مجالس کا ذکر ہی کیا، خواص کی مجالس بھی اس سے محفوظ نہیں ہیں۔

اپنے اعمال درست کریں

خدارا! اپنے حالات کو درست کیجئے، قبل اس کے کہ موت آئے اور پشیمان ہوں، ضروری ہے کہ ہم اپنے دفتر اعمال پر نظر رکھیں اور اپنی حرکات وسکنات کا محاسبہ جاری رکھیں، قلوب کی طرف متوجہ رہیں۔

قبولیت خواہش پر ہے

ارشاد فرمایا: میرے پیارے مرشد حضرت حاذق الامت رحمہ اللہ فرماتے تھے ''جب بھی تمہارا کوئی نیک کام کرنے کا ارادہ ہو تو فوراً اسے انجام تک پہنچاؤ، عبادت ہو، یا دعا ہو، یا کوئی اور نیک عمل اس لئے کہ اس کی چاہت اور خواہش ہی قبولیت کی علامت ہے۔

دل صاف کرنے کے لئے تزکیہ ضروری

حضورِ اکرم ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وانعام ہے، کیوں کہ آپ ﷺ رحمۃ اللعالمین ہیں اور محسنِ کائنات ہیں، صوفیائے کرام اسی کو مدنظر رکھ کر

ریاضت اور مجاہدات کے ذریعہ اور ذکر اللہ کی حرارت اور تزکیہ سے دل کو صاف کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں، جب تک انسان کا دل برائیوں اور خواہشات سے پاک نہ ہوگا اور اس میں صفائی نہ ہوگی، اس وقت تک قلبِ سلیم نہیں کہلا سکتا، جس کا تذکرہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ" کہ قیامت کے دن پاک دل ہی کام آئے گا، اس کی مشق صوفیائے کرام سالک کو اور اہل طریقت کو خانقاہوں میں کراتے ہیں۔

خاتمہ بالخیر کی دعا کرتے رہنا چاہیے

ہم کو اپنی فکر کرنی چاہیے کہ اے اللہ! اخیر تک ایمان اور کلمہ پر باقی رکھ اور اپنی خوشنودی والی موت عطا فرما، آمین!

میرے دوستو! آخرت دنیا کے مقابلہ میں زیادہ قریب ہے، اس کی تیاری کرتے رہو، اور اپنی اولاد اور اہل وعیال کو بھی توبہ اور استغفار کراتے رہو۔

گریہ وزاری

حبیب الامت نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے پیر ومرشد عارف باللہ حاذق الامت حضرت مولانا حکیم شاہ زکی الدین احمد صاحب پرنامبٹی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آخرت کا ذکر آتا تو ایسے ہو جاتے کہ گویا اپنی آنکھوں سے جزاء وسزاء کا منظر دیکھ رہے ہیں، اتنا ضبط فرماتے آنسوؤں کو کہ کسی کو خبر تک نہ ہوتی کبھی کبھار باوجود ضبط کے آنسو نکل آتے تو جلدی سے نظریں بچا کر پونچھ لیتے۔ ایسے موقع پر حسرت سے فرماتے، ہائے ہم نے تو کچھ بھی نہیں کیا! اے اللہ جو اعمال ہیں تیرے فضل سے ہی ان کو قبول فرمالے، آمین!

والدین کی فرمانبرداری میں رضائے الٰہی

فرمایا: بڑے سعادت مند ہیں وہ جو والدین کی فرمانبرداری اختیار کر کے رب کی رضا حاصل کرتے اور بڑے بدبخت ہیں وہ لوگ جو والدین کو بڑھاپے کی حالت میں نظرانداز کر دیتے ہیں اور انہیں اذیتیں پہنچاتے ہیں۔

مسلمانوں کے عیوب بیان کرنا غیبت ہے

فرمایا: معاشرے کے سنوارنے اور نکھارنے میں جہاں اچھائیاں اور مختلف نیکیاں اپنا کردار ادا کرتی ہیں، وہاں اس کے بگاڑ میں چند نقائص اور خرابیاں بھی ہوتی ہیں۔ سورۃ الحجرات میں ارشاد ربانی ہے "نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو"۔

انفرادی طور پر معاشرہ کو پاک کریں

فرمایا: ہم سب جب انفرادی طور پر اپنے اوپر اسلامی تعلیمات کو نافذ کریں گے تو ان کی روشنی میں عین ممکن ہے کہ ہم سے کوئی غلطی سرزد نہ ہو اور جب ہم ایک صاف ستھرا معاشرہ قائم کر لیں گے تو ہم میں سے کوئی عیب دار نہیں ہوگا اور ہم کسی کے عیب نہیں نکالیں گے۔

معاشرہ ایک ایسے پودے کے مانند ہے جس کی نشوونما میں اگر کسی چیز کی بھی کمی آجائے تو یہ پودا پھل پھول نہیں دے سکتا۔ اس پودے کو تناور درخت بنانے کے لئے انتھک محنت کرنا پڑتی ہے۔

والدین کی فرمانبرداری سے گھروں میں برکت

فرمایا: والدین کی اطاعت وفرمانبرداری سے رضائے خداوندی ورضائے مصطفوی ﷺ حاصل ہوتی ہے، اور گھروں میں برکت وراحت حاصل ہوتی ہے۔ عامۃ المسلمین کو چاہئے کہ دائمی طور پر اپنے والدین کو خوش رکھیں ان سے حسن سلوک سے پیش آنا اور ان کی خدمت کرنا اولاد کا اولین فریضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

کیسی شانِ بندگی ہے

حرم نبوی ﷺ امت کی ماں ہیں اور امہات المؤمنین سب سے زیادہ محبوب ہیں، رب العالمین کو پسند ہیں، محدثِ کبیرہ ہیں، ہزاروں صحابہ اور تابعین کی معلّمہ ہیں، سخی، متقی، زاہدہ، عابدہ اور متوکلۂ علی اللہ ہیں، لیکن آخرت کی نعمتوں کا انتظار ہے اور اللہ رب العزت سے طلب گار ہیں کہ رزقِ کریم عطا فرما! آج کے دور میں لوگ کیسے غافل اور بے نیاز ہیں؟ جبکہ صحابہ اور صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی بے نیاز نہ ہوئے، بلکہ یوں کہئے کہ سراپا نیاز مندر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی بندگی کے گوہر سے سرفراز فرمائے، آمین!

صرف ذاتِ باری تعالیٰ سے مانگیں

فرمایا: آج مسلمان کا حال یہ ہے کہ غیر اللہ کی طرف دیکھ رہا ہے، حالانکہ ہمہ وقت اللہ رب العزت اس کو دیکھ رہے ہیں، بزرگوں سے دعا کراتا ہے، عملیات کے چکر میں جہاں تہاں پھرتا ہے، لیکن خود عمل سے کورا ہے، جو چیز باہر تلاش کرتا پھرتا ہے اسے خود اپنے اندر تلاش کرے، اللہ رب العزت کے سامنے اپنے کو ہمہ وقت حاضر سمجھے اور

جو بھی مانگے، رب سے مانگے۔ حضور کا علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد ہے کہ جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے وہ بھی اللہ سے مانگو! وہی ہر بڑی اور چھوٹی نعمتوں کا مالک ومختار اور داتا ہے۔

امر ونہی پر عمل اصل شکر ہے

عملی شکر اللہ تعالیٰ کی اطاعت بجالانا اور اعضاء کو اللہ کی نافرمانی سے بچانا ہے، عملی شکر کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ انسان نعمت کے حصول پر سجدۂ شکر ادا کرے۔ مختصر یہ کہ لفظ ''شکر'' کی دنیا بہت وسیع ہے اور انسان کے پورے کردار کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے، حق پرستی شکر ہے اور باطل پرستی کفرانِ نعمت ہے۔

زندگی امانت ہے

مالک کائنات نے ہر ذی روح کو ایک زندگی دی ہے اور یہ زندگی امانتاً دی گئی ہے، ایک مقررہ وقت آتا ہے اور یہ زندگی اس سے واپس لے لی جاتی ہے، پھر یہ چلتی پھرتی مخلوق زمین پر رہنے کے قابل نہیں رہتی بلکہ اس کو زمین کے نیچے (قبر میں) پہنچا دیا جاتا ہے۔

زندگی اور موت احکامِ خدا تعالیٰ پر

فرمایا: قرآن مجید میں روح کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے ''یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ'' اے میرے محبوب اگر کوئی تم سے پوچھے کہ روح کیا ہے تو بتا دو کہ یہ امر رب ہے۔ رب کا امر ہوتا ہے تو ڈھانچہ میں جان آجاتی ہے اور وہ چلنے پھرنے لگتا ہے اور رب کا امر ہوتا ہے کہ اب اس ڈھانچہ کو چھوڑ کر باہر نکل تو یہ بے جان ہو کر گلنے اور سڑنے لگتا ہے۔

جسم تو زمین کھا جائے گی

فرمایا: آج ذراسی بات ہو جائے تو چہرہ کا رنگ پھیکا پڑنے پر افسوس کیا جاتا ہے، ارے افسوس تو اس وقت ہوگا جب سارا جسم زمین کھا جائے گی اور ہڈیوں کا بے جان پنجرہ پڑا رہ جائے گا۔

مومن کا رواں رواں اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے

فرمایا: صالحین کی روح، ان کا دماغ ان کا دل اپنے رب کو خوش کرنے کے لئے بے تاب رہتا، وہ اپنے رب کے دیدار کے لئے بے قرار رہتے، ان کو قرآن نے یوں مخاطب کیا ہے ”یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ تُرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً، فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ“ اے اطمنان وسکون والی روح جا اپنے رب کی طرف، تیرا رب تجھ سے راضی اور خوش ہے اور داخل ہوجا اپنے رب کی بنائی ہوئی جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے، نہ وہاں غم ہوگا اور نہ فکر، نہ وہاں کسی قسم کی بیماری اور نہ کسی دشمنی کا خوف۔

انقلاب اور فنائیت کا ادراک

فرمایا: زندگی نام ہے اتھل پتھل اور انقلابات کا اور اسی میں امتحان ہے انسانیت کا، علمیت کا اور عملیت کا اور انسان کے مزاج کو سمجھنے اور دیکھنے کا، یہ سب سے بڑا ذریعہ ہیں۔ میں نے حضرت والاؒ حاذق الامتؒ کو دیکھا، یہ گویا حضرت والاؒ کی مبارک زندگی کے آخری ماہ وسال تھے لیکن حضرت کو دیکھا تو فنائیت کا ادراک پیدا ہوگیا، بلکہ یوں کہا جائے کہ حضرت کو دیکھا کہ ”تو مرمٹا“

ولایت وقلندری بادشاہت سے بڑی ہے

ارشاد فرمایا: یہ حقیقت ہے کہ ان درویشوں اور اللہ کے فقیروں نے دولت مندوں، بادشاہوں کو کبھی منہ نہیں لگایا اور نہ ہی کبھی یہ کوشش کی کہ ان کی دولت کا کچھ حصہ بھی ان کے لنگر خانوں میں جمع ہو، اس لئے کہ ولایت اور قلندری خود اتنی بڑی بادشاہت ہے جس کے آگے دنیا کی بادشاہت اور حکومت ماتھا ٹیکتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

مردانِ خدا آج بھی موجود ہیں

فرمایا: فی زمانہ بھی ایسے مردانِ خدا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک اونچا مقام ومرتبہ رکھنے والے اولیائے کرام سے میدان خالی نہیں ہے، جو نہ تو اہل زرومال سے متاثر ہوئے اور نہ حکومتوں سے خوفزدہ اور اگر کسی نے اپنی طاقت کے برتے پر ان خاک نشینوں کو مرعوب کرنے کی ناکام کوشش کی تو اس کا انجام بھی اس نے اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ لیا، برٹش حکومت کی مثال آپ کے سامنے ہے کہ اس کو نہ صرف حکومت سے ہاتھ دھونا پڑا بلکہ اپنے ناپاک وجود سے ہندوستان کی سرزمین کو پاک کرنا پڑا۔ ایسی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔

حاذق الامتؒ پابند شرع کامل دُرویش اور با اخلاق تھے

حاذق الامتؒ واقعی دورِ حاضر کے ولی کامل درویشِ وقت حق پرست وحق پسند وضعدار شخصیت کے مالک تھے، فرائض کی ادئیگی، سُنن کی پابندی، حقوق شناسی آپ کے اندر بدرجۂ اتم موجود تھی، محسنِ کائنات تاجدار مدینہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولایت کی یہی کسوٹی بتائی ہے کہ اگر کسی کو ولایت کے درجہ پر فائز دیکھنا چاہتے ہو تو اتنا دیکھ لو کہ وہ سنتوں کا پابند ہے یا نہیں، اگر سنتوں کا پابند نہیں اور آسمان پر اڑتا ہے یا پانی

کے سینہ پر نماز پڑھتا ہے تو ضروری نہیں کہ وہ ولی ہو، ہمارے حضرت حاذق الامتؒ الحمد للہ پابندِ شرع نیک خصلت با اخلاق انسان کامل پیر طریقت تھے۔

پرنامبٹ میں حضرتؒ کی علمی خدمات

فرمایا: شہر پرنام بٹ کے اندر جو علم کی خوشبو ہے وہ آپ کی بھی مرہونِ منت ہے۔آپ نے بہت سی علمی خدمات انجام دی ہیں۔اور اساطینِ علم پیدا کیئے۔آپ ہی کی محنتوں اور کاوشوں کا ثمرہ ہے کہ اسی چمنستان علم سیب ہت سے جو گلاب بن کر چمکے اور بہت سے تشنگانِ علم کو علم وحکمت سے سیراب کیا۔اور ہزاروں لا علاج مریض آپ کے دستِ مبارک سے شفایاب ہوئے۔

زندگی گزارنے کے لئے مصلح الامتؒ کی ہدایت

فرمایا حضرت حاذق الامت نے کہ مصلح الامتؒ نے میرے ایک خط کے جواب میں تحریر فرمایا کہ آپ ایسے رہیے جیسے خاروں میں گل اور گلوں میں گلاب۔واہ کیا بات فرمائی، سبحان اللہ۔

آب زمزم کھڑے ہوکر پینا افضل کیوں

فرمایا: ایک مرتبہ حضرت حاذق الامتؒ سے عرض کیا گیا کہ حضرت خلاصہ فرمایئے کہ آب زمزم کھڑے ہوکر پینا چاہیئے یا بیٹھ کر؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ دیکھو اصل بات یہ ہے کہ یہ پانی دنیا کے پانی سے الگ ہے دوسری بات یہ ہے کہ پانی پر اس کو قیاس نہیں کرنا چاہیئے۔فرمایا کہ آب زمزم کو کھڑے ہوکر پینا افضل ہے اس لئے کہ تمام بدن میں اس کی برکتیں جب ہی پہنچے گی جب کھڑے ہوکر پیئیں گے، تمام بدن

میں اس پانی کو پہنچانا ضروری ہے، وہ کھڑے ہوکر ہی ہو سکتا ہے۔دوسرے پانی جو ہوتے ہیں ان کے اثرات بدن میں دھیرے دھیرے پہنچانا ضروری ہیں ایک دم سے پہنچانا نقصاندہ ہوتا ہے اس لئے ان کو بیٹھ کر پینا افضل ہے۔تو یہ فضیلت ثواب کے اعتبار سے بھی ہے اور فضیلت کے اعتبار سے بھی ہے۔

ان سے ہی کام لے لو

حضرت والا حاذق الامتؒ نے فرمایا دو روز قبل احباب سے مخاطب تھا تو لائٹ چلی گئی تو موم بتی جلائی گئی میں نے کہا کہ ٹیوب اور بلب جانے کے بعد روشنی کے لئے موم بتی جلاتے ہیں، چراغ جلاتے ہیں۔بہر حال ان کے ذریعہ اندھیرا دور کرتے ہیں اور روشنی کی جاتی ہے۔اسی طرح زمانہ قدیم کے اکابر ومشائخ ٹیوب اور بلب تھے وہ چلے گئے ہیں اور آج جو مشائخ طریق ہیں وہ موم بتیاں ہیں ان سے ہی ایمان کی روشنی حاصل کرو اور اندھیرا (غفلت) دور کرو۔ان موم بتیوں کو ہی کام میں لاؤ! اندھیرے کے اندر نہ بیٹھو۔

حاذق الامتؒ فیض رساں انسان تھے

حضرت حاذق الامتؒ ایک ایسی نورانی شخصیت کا نام ہے جو مخلوق خدا کے لئے زندگی کے ہر شعبہ میں فیض رساں تھی۔آپ نے اپنی زندگی کا کوئی لمحہ ضائع نہیں فرمایا، امت کا ایک درد اور کڑھن مسلسل آپ کے دل میں رہتی تھی، صبح سے لیکر رات گئے تک متعلقین، مریدین، مریضوں اور حاجت مندوں سے ملاقات فرماتے، کسی کو وقت دینے یا نصیحت فرمانے میں بخل نہیں فرماتے، یہ خادم جب بھی حضرت کی خدمت میں حاضری دیتا قبل از وقت ہی فون پر حاضری کی اجازت لے لیا کرتا، حضرت والا تبسم فرماتے کہ حبان صاحب! آپ کو اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔

حاذق الامتؒ کوشریعت کے خلاف عمل سخت ناپسند تھا

حضرت والا بے غرض اور بے لوث مسیحا تھے، کبھی کسی سے کوئی غرض نہیں، کسی کی طرف کوئی امید نہیں، محض للہ مخلوق خدا کی رہنمائی اور اصلاح کے لئے بے قرار رہتے، شریعت کے خلاف کوئی ایک بات دیکھی تو فوراً ٹوک دیا، ہمیشہ مسلمانوں میں اتحاد واتفاق کو اہمیت دیتے اور کم سے کم تر آدمی کو بھی اہمیت دے کر گفتگو فرماتے، غیبت سے حد درجہ نفرت، یہاں تک کہ ناپسندیدہ عناصر کا بھی اپنی زبان مبارک سے اظہار نہ فرماتے۔

حاذق الامتؒ کی عادتِ شریفہ

حضرت والا کی عادتِ شریفہ تھی کہ جو بات ارشاد فرماتے پہلے اس کو خوب اچھی طرح سوچ لیتے اور پھر اس کو اس طرح سے سمجھا دیتے کہ حاضرین میں سے کسی کو تشنگی نہ رہتی، آہستہ آہستہ نرمی کے ساتھ سلسلۂ کلام جاری رہتا، چہرہ پر مسکراہٹ سجی رہتی، ہر آنے والا یہ محسوس کرتا کہ حضرت کی توجہ میری طرف زیادہ ہے، حسبِ مراتب اعزاز، حسب صلاحیت کلام فرماتے، بے جا گفتگو کی قطعاً عادت نہ تھی۔

جنت ودوزخ سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے

فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے دریافت کیا کہ تم نے موت کو کیسا پایا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں نے اپنے نفس کو ایسے پایا جیسے زندہ بکری قصاب کے ہاتھوں میں ہو اور وہ اس کی کھال کھینچ رہا ہو۔ موت، قبر، حشر، نشر اور جنت ودوزخ کے تذکرہ سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ ایمان قوی ہوتا ہے۔ معصیت سے نفرت اور اعمال خیر کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔

روزانہ موت کو یاد کریں

فرمایا: ہمیں سونے سے تھوڑی دیر قبل دوسروں کی موت کا جائزہ لیکر اپنے بارہ میں بھی غور وفکر کرنا چاہئے کہ ایک دن ملک الموت پیغام اجل لیکر میرے پاس بھی آئیں گے، دوست واحباب تین ہاتھ لمبی ڈیڑھ ہاتھ چوڑی قبر میں دفن کریں گے، سکرات موت کی تکلیف، قبر کی تاریک کوٹھڑی، دوخوفناک صورت والے فرشتے، منکر نکیر کے سوالات ان تمام مراحل سے گزرنا ہوگا۔

موت نئی زندگی کا راستہ کھولتی ہے

فرمایا: موت زندگی کا خاتمہ نہیں، وہ ایک نئے مرحلۂ حیات کا آغاز ہے، یہ نیا مرحلہ کسی کیلئے مصیبتوں کا آغاز اور کسی کے لئے راحتوں کا مسکن، اس سے پہلے کہ موت کا مرحلہ آئے اور ہمارا سفر آخرت شروع ہو ہمیں اس سفر کی تیاری شروع کرنی چاہئے۔

سیر وسیاحت کے ذریعہ قدرتِ کاملہ کی نشاندہی

اسلام میں سیر وسیاحت کی اہمیت بھی مسلّم ہے قرآن کریم میں جابجا اس کی ترغیب ہے تاکہ کارخانہ قدرت میں پائے جانے والے خدا کی تخلیق کے نمونے دیکھ کر انسانی عقل وخرد یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوجائے کہ دنیوی طاقتوں سے ماورا بھی ایک ایسی عظیم طاقت ہے جو بڑی حکمت اور نظم وضبط کے ساتھ ساری کائنات کو چلا رہی ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ اسی کے اشارے اور حکم پر گردش کر رہے ہیں۔ سیر وسیاحت سے افکار ونظریات کے نئے دریچے کھلتے ہیں نئی نئی چیزوں کے مشاہدے سے خدا کی عظمت وجلالت پر یقین میں اضافہ ہوتا ہے اور زندگی کے لئے ایسے کار آمد اور مفید تجربات

ہوتے ہیں جو دنیوی نشیب وفراز سے آگہی عطا کرتے ہیں۔خدا کا ارشاد ہے: قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلُ (سورۃ الروم،۴۲)

دین اسلام تمام ادیان میں افضل ترین ہے

یہ بات کسی سے بھی مخفی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دنیا کے سامنے جو دین پیش کیا ہے وہ دوسرے تمام ادیان سے اعلیٰ وافضل بھی ہے اور فطرتِ انسانی کے عین مطابق بھی ، انسان کو صحیح طریقہ پر زندگی گذارنے اللہ اور رسول ﷺ کا مطیع وفرمانبردار بن کر رہنے کے جتنے طریقے ہو سکتے تھے وہ سب مذہب اسلام نے کھلی کتاب کی طرح انسان کے آگے رکھ دیئے، انہیں طریقہائے زندگی کو دستور حیات یا ضابطۂ حیات اور شریعتِ محمدیہ کہا جاتا ہے۔

صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے مشن کو جاری رکھا

اصحاب رسولؐ نے اپنے محسن ﷺ کے ہر عمل کو اپنا جزوِ زندگی بنایا اور آپ کی چشمِ ابرو کے ایک اشارے پر اپنا سب کچھ لٹانے کو سرمایۂ دنیا وآخرت سمجھا، اسی مقدس اور محترم گروہ نے آپ کے پردہ فرما جانے کے بعد بھی آپؐ کے مشن کو جاری وساری رکھا، اوراسمیں ایک نکتہ کے برابر بھی کمی بیشی نہ خود کی اور نہ کسی کو کرنے دی۔

اللہ تعالیٰ کی رضا مقدم ہے

فرمایا: اصحابِ رسولؐ کے سامنے اصل مسئلہ دین اسلام کے احکامات کو پورا کرنے کا ہوتا تھا، وہ ہمیشہ خدا اور رسولِ خدا کے فرمان پر عمل پیرائی کو اپنی زندگی کا نصب العین سمجھے تھے اسلئے پوری دنیا میں عزت وعظمت کا مینار بن کے چمکے، جب سے امتِ مسلمہ نے دنیا کو مقدم اور دین کو مؤخر کر دیا اللہ تعالیٰ کے فیصلے بھی بدل گئے۔

خانقاہ کے نہ ہونے سے نقصان

فرمایا: آج خانقاہی ماحول نہیں ہے طلباء جدت کی طرف جا رہے ہیں اس لئے فارغ ہونے کے بعد پیسہ کمانے کی فکر تو پیدا ہو جاتی ہے لیکن امت کے سدھار اور اس کا حق ادا کرنے کا خاص جذبہ اور داعیہ پیدا نہیں ہوتا۔زمانۂ قدیم میں فراغت کے بعد فارغین کسی نہ کسی شیخ کی خدمت میں رہ کر تزکیۂ نفس کرتے بعدہٗ خدمت کے لئے میدان میں آتے، آج وہ سب قصۂ پارینہ بن گیا ہے۔

مثبت انداز میں عمل کرنے کا وقت

فرمایا: اب تو مسلمانوں کو اجتماعی اور انفرادی حیثیت سے مثبت انداز میں کام کرنیکی ضرورت ہے۔اس کیلئے مضبوط حکمت عملی درکار ہے۔مایوسی اور گھبراہٹ کے بغیر کام آگے بڑھایا جائے۔قرآن وسنت کی روشنی میں اپنے معاملات حل کئے جائیں۔

دعوت وفکر سے کوتاہی فتنوں کا سبب

فرمایا: ہندوستان میں مسلمانوں کے مستقبل کی سب سے بڑی ضمانت یہ ہے کہ مقامی آبادی کو اسلام کی خوبیوں سے روشناش کرایا جائے۔تاریخ سے ثابت ہے کہ مسلمان جب بھی دعوت فکر وعمل میں کوتاہی کرتا ہے تو نت نئے فتنوں اور مصائب وآلام میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اسلئے مسلسل تحریک کی ضرورت ہے جس کیلئے علماء کرام دانشوران، ادارے، تنظیمیں اور مواصلاتی ادارے اپنا فرض منصبی ادا کریں۔اور قرآن کی پکار اور رسول اکرم ﷺ کا ایمانی پیغام اور درس اخوت ومحبت گھر گھر پہونچایا جائے۔یہاں کی اکثریت رشد وہدایت قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔امن وسلامتی کی خواہش ہر انسان کا فطری تقاضہ ہے جو اسلام کے دامن سے وابستہ ہوکر ہی حاصل ہوسکتی ہے۔

موت کا ظہور نفس کو فنا کر دیتا ہے

فرمایا: اللہ تعالیٰ کا نظام ہے کہ جب کام پورا ہو جاتا ہے تو بندے کو اس دنیا سے اٹھالیا جاتا ہے۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کیا ہو گیا؟ ابھی سے کیسے انتقال ہو گیا۔ حالانکہ انسان جب دنیا میں آتا ہے تو اپنی زندگی کے آخری سانس تک تمام احوال و کوائف مادّی، روحانی، ظاہری، باطنی ریکارڈ ساتھ لاتا ہے۔ سب کچھ انسان کی نظر کے سامنے ہوتا ہے۔ بس ایک چیز چھپی ہوئی ہوتی ہے وہ ہے ''موت'' جب ظاہر ہوتی تو نفس فنا ہو جاتا ہے، اور یہ فنائیت حضرت انبیاء علیہم السلام سے لیکر اولیاء، قطب، ابدال صالحین اور ہر فرد و بشر کے حصے میں آتی ہے۔

جماعت کے ساتھی میں عجز وانکساری

فرمایا: ہم نے ساؤتھ افریقہ میں بہت سے جماعت کے ساتھیوں کو دیکھا تو ان میں کسر نفسی اور عجز وانکساری نظر آئی۔ علمائے کرام کی قدر دانی اور عزت افزائی ان حضرات کا خاص شیوہ ہے۔ کاش ہمارے اطراف کے جماعتی بھائیوں اور کارکنان میں بھی ویسا ہی جذبہ اور اخلاص پیدا ہو جائے تو اصلاح احوال میں کامیابی کا باعث بن سکتا ہے۔

عزم وحوصلہ ہی اصل ہے

جب ایک خدا کو مان لیں تو ایرے غیرے سے ڈر کیا، جب اس کے قریب ہو جائیں جو کہہ رہا ہے کہ میں تمہاری شہ رگ سے بھی قریب ہوں تو خوف کے کیا معنیٰ؟ حق کی خاطر جان دینے کی تمنا دلوں میں پیدا کریں، ایثار و قربانی کے جذبہ کو تازہ

کریں، حوصلہ وعزم کریں کہ حالات کا رخ موڑیں گے، اس طرح منظم و متحد ہو جائیں گے کہ مخالفتوں کا طوفان آئے تو ٹکرا ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے، آیئے مظلوم کی مدد کریں یعنی اس کو ظلم کرنے سے روکیں، چاہے زبان سے، قلم سے، طاقت سے، پچیس تیس کروڑ مسلمانوں کی تعداد کم نہیں ہوتی، مسلمان اس ملک میں اقلیت نہیں بلکہ دوسری بڑی اکثریت ہیں۔

مفت کی دولت ضائع ہو جاتی ہے

فرمایا: بزرگوں کا قول ہے کہ ''وہی کاٹتا ہے جو بوتا ہے'' یہ بات صرف کھیتی باڑی کے تعلق سے نہیں بلکہ انسان کو عمل کی ترغیب دلانے کے لئے ہے، انسان اپنی زندگی کے لئے چین وسکون سب کچھ داؤ پر لگا دیتا ہے، دولت کی خاطر اگر کوئی شخص ریس یا جوے میں اپنی کمائی داؤ پر لگاتا ہے تو چند دن بعد وہ کنگال ہو جاتا ہے اور جواری کہلاتا ہے، سب کچھ داؤ پر لگانے سے مراد جوا یا سٹہ بازی نہیں بلکہ عمل اور صرف عمل ہے، کوئی شخص اچھا فن کار کہلاتا ہے تو یقین کیجئے کہ اسے یہ فن راتوں رات نہیں آ گیا بلکہ اس نے دن رات ریاضت کرتے ہوئے فنی مہارت حاصل کی ہے اور اسی مہارت نے دنیا میں اسے عزت بخشی اور دولت بھی ہاتھ لگی ہے، یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اگر کسی شخص کے نام لاٹری نکل آئی تو بھی چند سال بعد وہ شخص کنگال ہو جائے گا، کیوں کہ مفت میں حاصل دولت کا صحیح استعمال اس کے دل و دماغ میں ہر گز نہیں آئے گا۔

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں

یہ زلزلے، یہ طوفان، یہ سیلاب، یہ آندھیاں، یہ آتش فشاں کیا ہیں؟ یہی وہ سوال ہے جو آج ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر ہے، تاریخ کی ورق گردانی کریں تو بانی

اسلام رہبر انسانیت پیغمبر آخر زماں سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھی حضراتِ صحابۂ کرام نے سرکار سے یہی سوال کیا تھا، آج کے اس سائنسی ترقی کے دور میں بھی اس کا جواب کچھ بھی ہوسکتا ہے، مگر کتاب وسنت کی دین وایمان کی روشنی میں جہاں ان کی وجوہات اور بھی ہیں وایک وجہ اپنے خالق کی نافرمانی بھی ہے، جب اللہ کے بندے اللہ کی نافرمانی میں پوری طرح مبتلا ہوجاتے ہیں تو پھر اللہ کی ملٹری کے سپاہی بحکم الٰہی بشکل عذابِ الٰہی نازل ہوتے ہیں اور مخلوق کی تباہی کا باعث ہوتے ہیں، یہ اور ان کے متعلقات (آگ، پانی، ہوا اور روشنی) اللہ کے خادم ہیں اور اللہ کے نزدیک زندہ ہیں، حکم الٰہی کی تکمیل میں سرمو غفلت یا تاخیر نہیں کرتے، مولانا رومیؒ نے ان کی حقیقت بڑے اچھے انداز میں بیان فرمائی ہے۔

باد وخاک وآب وآتش بندہ آند
بامن وتو مردہ باحق زندہ اند

تصوف کو بدنام کردیا گیا ہے

فرمایا کہ: تصوف ایک بلند اور ارفع مقام ہے، اور خداوند قدوس کی ایک بڑی نعمت ہے، لیکن بدعمل پیروں نے اس کو بدنام کردیا ہے، فرمایا حضرت سید احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ، حضرت گنگوہیؒ اور حضرت تھانویؒ کا امت پر بڑا احسان ہے کہ تصوف اور طریقت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کے باوجود دودھ کا دودھ پانی کا پانی کردیا، یعنی طریقت اور تصوف کے ہر مقام کو شریعت مطہرہ کی روشنی میں حل کرکے رکھ دیا، اور لوگوں کو گمراہی سے بچالیا، آج کل ایسے بھی نقلی پیر اور شیخ موجود ہیں جو اپنی مرضی کو ہی تصوف اور طریقت بتلاتے ہیں، الٹی سیدھی باتیں جن کا کوئی وجود نہیں ہوتا مرید کے سامنے بیان کرتے ہیں، حالانکہ تصوف یا طریقت شریعت سے علیحدہ کسی چیز کا نام نہیں ہے۔

غیر مسلم کا قرآن کو ہاتھ لگانا

فرمایا: موجودہ دور میں بہت سے غیر مسلموں کے بارے میں تقریباً یہ صورتحال ہے کہ وہ تحقیق کے لئے قرآن مجید کو سمجھنا چاہتے ہیں اور وہ ہم سے مطالبہ کررہے ہیں کہ ان کو قرآن کی تعلیمات اور توحید ورسالت کے بارے میں بنیادی باتیں بتائی جائیں، اس لئے ان کی پذیرائی، دلداری اور تالیف قلب کے ساتھ اسلام کی اصل منبع وماٰخذ تک ان کے لئے راہ پیدا کرنی چاہئے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے غیر مسلم کے لمس قرآن کا مسئلہ سامنے آتا ہے، امام ابن کثیرؒ نے آیت ”لا یمسہ الا المطھرون“ کے تحت حضرت قتادہ کا یہ قول نقل کیا ہے ”جو قرآن عند اللہ ہے اس کو صرف پاک لوگ چھوتے ہیں اور جو دنیا میں ہے اس کو نجس، مجوسی اور ناپاک منافق بھی چھوتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ۴/۲۹۸)

زبان میں اچھائی اور برائی دونوں ہیں

فرمایا: زبان دنیا میں انسان کی سلامتی اور بربادی کی ذمہ داری ہے، کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کسی آقا نے غلام سے کہا کہ آج مجھے دنیا کی بہترین چیز پکا کر کھلاؤ، غلام بازار گیا اور زبان لے آیا، اگلے روز آقا نے کہا کہ آج تم مجھے دنیا کی بدترین چیز پکا کر کھلاؤ، غلام پھر بازار گیا اور زبان لے آیا، آقا نے وجہ معلوم کی کہ تم زبان کو اچھی چیز بھی کہتے ہو اور بری بھی، اس کی کیا وجہ ہے؟ غلام نے عرض کیا: آقا! ہم سب کی آپس کی دوستی اور دشمنی زبان کی ہی بدولت ہے، زبان اگر اچھی ہو تو دنیا میں اس سے اچھی کوئی شئے نہیں، اگر بری ہو تو اس سے بری کوئی شئے نہیں، دوست کو دشمن اور دشمن کو دوست بنانا اسی زبان کے بس میں ہے، اس لئے ہماری رائے تو یہ ہے کہ ہمیں کچھ بولنے سے پہلے اچھی

طرح سوچ سمجھ لینا چاہئے کیوں کہ اچھا انسان تو وہی ہے جس کی زبان سے کسی دوسرے کو تکلیف نہ پہنچی ہو۔

زبان درازی اور ایذا جہنم میں لے جاتی ہے

فرمایا: مسلمانو! سرکار دو عالم ﷺ کے فرمان کے مطابق زبان دراز ہمسایوں کو ایذا دینے والی عورت باوجود نماز، روزہ اور خیرات کرنے کے دوزخ میں جائے گی، اگر تم دوزخ سے بچنا چاہتے ہو تو تمہارا فرض ہے کہ کوئی کام ایسا نہ کرو جس سے ہمسائے کو تکلیف ہو۔

مدارس اسلامیہ نے مسلمانانِ ہند کو محفوظ رکھا

یہ ہندوستان کے مسلمانوں پر خداوند قدوس کا خاص انعام ہے کہ دینی تشخص کو باقی رکھنے کے لئے مدارس اسلامیہ نے مسلمانانِ ہند کو خط امتیاز عطا کیا، ورنہ دین اسلام اور اہلیانِ اسلام کی بیخ کنی کے لئے جو ریشہ دوانیاں اور سازشیں گزشتہ دوسو سال سے جاری ہیں اس کے نتیجہ میں ہندوستان کا مسلمان بھی ترکستان کا مسلمان بن سکتا تھا۔

مدارس اسلامیہ کو وطن کی خدمت کا موقع دیا جائے

فرمایا: مدارس اسلامیہ نے ملک کو بے نظیر سپوت عطا کئے ہیں جنہوں نے ملک کو تعمیر کرنے میں دیگر اہل وطن کے ساتھ شانہ بشانہ کام کیا ہے، بہتر یہی ہے کہ ان بوریہ نشین علماء اور طلباء کو خاموش وطن کی خدمت کرنے کا موقع دیا جائے اور ان کو بے حس نہ سمجھا جائے، ورنہ یہ وہ جوالہ مکھی ہیں کہ جنہوں نے برٹش کے غرور کو خاک میں ملاکر اس کے تاج کو اپنی قربانی کی طاقت اور قوت سے اتار پھینکا تھا، ہندوستان کا مسلمان آج بھی اپنے ملک اور قوم کی حفاظت کے جذبہ سے سرشار ہے، اس کو موقع ملا تو اب بھی اپنے مستقبل کی حفاظت کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہے۔

مسلمانوں کا خون بہایا جارہا ہے

فرمایا: اکیسویں صدی کی آمد پر جب کہ سائنس اور ٹکنالوجی نے کرۂ ارض کو ایک گلوبل ویلیج کی شکل دے دی ہے، بوسینیا، فلسطین، لبنان، کشمیر اور چے چنیا میں بہنے والا خون پانچ ارب باسیوں سے بالعموم اور سوا ارب مسلمانوں سے بالخصوص سوال کررہا ہے کہ یہ خون کس وجہ سے بہایا جارہا ہے، اس خون کو بہانے کی غرض وغایت کیا ہے؟ مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے کونسی قوتیں کارفرما ہیں؟ ہمارا فرض ہے کہ ہم طاغوتی طاقتوں سے کسی طرح لوہا لے سکتے ہیں۔

وحدت وسالمیت کو پارہ پارہ ہونے سے بچائیں

برادرانِ وطن کے لئے ضروری ہے کہ ہم خود فلاح وبہبود کی میدان میں اتریں آئین ودستور، قوانین وضوابط کو سنبھالیں اور باطل افکار کے حامل، فسطائی ذہنیت کے متحمل اور دشمنانِ وطن کو سبق سکھائیں اور وحدت وسالمیت کو پارہ پارہ ہونے سے بچائیں، اگر ہم نے ایسا نہیں کیا تو جلد ہی یہ گلستاں اجڑ جائے گا اور یہ بھگوڑے ہمیں اغیار کے ہاتھوں بیچ دیں گے اور ہم کراہتے، سسکتے بلکتے ۱۸۵۷ء کی زندگی گذارنے پر مجبور ہوسکتے ہیں۔

آخرت کی آبادی عمل ہے

فرمایا: عابدوں کا نگہبان عقل ہے ہر ایک سوداگر کے لئے ایک پونجی اور سرمایہ ہوا کرتا ہے، مجتہدوں کا سرمایہ وپونجی عقل ہے، ویرانہ اور اجڑی ہوئی آبادی کا اثاثہ آبادی ہوتی ہے، آخرت کی آبادی عمل ہے۔

عقل سے اللہ تعالیٰ کی محبت

فرمایا: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے عقل کو چھپے ہوئے نور سے پیدا کیا اور جب اسے ایجاد کا لباس پہنا دیا گیا تو اس کی روح زہد، اس کا سرحیا، اس کی آنکھ کو حکمت بنایا گیا اور پھر اس سے کہا گیا کہ بول اور عقل بولی ”**الحمد اللہ الذی ذل کل شی لعزیز**“ یعنی اس خدا کا شکر جس نے ہر چیز کو اس کی عزت کی وجہ سے ذلیل کیا“ حق تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم! میں نے کسی چیز کو پیدا نہیں کیا جو تجھ سے زیادہ عزیز ہو اور میں نے تیرا ٹھکانہ اس مخلوق میں رکھا جو مجھے سب سے زیادہ عزیز اور پیاری ہے۔

حقیقی خوشحالی تو آخرت کی ہے

فرمایا: دنیا کی نعمتیں حقیقی نعمتیں نہیں اور نہ دنیا کی خوشحالی حقیقی خوشحالی ہے، نعمتیں اور خوشحالی تو آخرت میں ہوں گی، اسی بات کا ہمیں اللہ نے حکم دیا ہے، یہی بات ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہے اور ہمیں یہ نصیحت کی ہے کہ ہم دنیا کی اس سے زیادہ فکر میں نہ پڑیں کہ ہماری بھوک مٹ جائے اور ستر پوشی ہو جائے، باقی ہماری اصل فکر اور دھن اپنے رب کو راضی کرنے کی ہے۔

ہر انسان دوسرے کی اخروی زندگی کا خیال کرے

فرمایا: مولانا سید حسین احمد مدنی کا قول ہے کہ جب دنیاوی چند روزہ مصائب اور فنا ہونے والے جسم کو تکلیف سے بچانا انسانی فریضہ شمار کیا جاتا ہے تو کیا اخروی دائمی مصائب اور ہمیشہ باقی رہنے والی روح کو تکالیف سے بچانا اس سے بدر جہا زائد لزوم

والا فریضہ شمار نہیں کیا جائے گا؟ اس لئے ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ دوسرے انسانوں کی اخروی زندگی اور روحانی امراض سے شفایابی کی طرف پوری طوجہ کرے۔

رشتہ داروں سے تعلق محبت پیدا کرتا ہے

فرمایا: رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک نہ صرف یہ کہ دینی فریضہ اور اسلامی قانون ہے بلکہ باہمی محبت ومودت کے اضافہ کا سبب بھی ہے، اس لئے ہر انسان کو اس طریقہ پر عامل ہونا چاہئے۔

مسلک اور فرقہ میں کیا فرق ہے

عرض کیا گیا کہ مسلک اور فرقہ میں کیا فرق ہے؟ ارشاد فرمایا: مسلک اور فرقہ دونوں الگ الگ شئے ہیں، فرقہ وہ ہے جس میں عقائد کو دخل ہو، یعنی جیسے عقائد ہوتے ہیں ویسا ہی فرقہ کہلاتا ہے، اس لئے بہت سے فرقے ”فرقہ ضالا“ کہلاتے ہیں، اور مسلک میں سطحی اختلاف ہوتے ہیں نظریاتی اختلاف سے عقائد میں بگاڑ نہیں آتا۔

اولیاء پر اعتراض سے ایمان باقی رہتا ہے

حبیب الامت نے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص اولیاء اللہ پر اعتراض کرتا ہے تو اس کا ایمان باقی رہتا ہے لیکن اگر نبی یا رسولؐ پر اعتراض کرے تو وہ دین سے نکل جاتا ہے، اس کا ایمان باقی نہیں رہتا، نبی یا رسولؐ کے تعلق سے تو دل میں وسوسہ بھی نہیں آنا چاہئے، البتہ نیک، صالح اور متقی انسان کی مخالفت بھی اللہ تعالیٰ کو گوارہ نہیں ہوتی، اس سے بھی جہاں تک ہو سکے بچنا چاہئے۔

حقیقی اور اصلاحی تعلق

حبیب الامت نے اکابر سے متعلق ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا: علماء اور مشائخ سے تعلق رسمی نہیں بلکہ حقیقی اور اصلاحی تعلق رکھنا چاہئے، ان کی محبت اختیار کرنے اور ان کے فرمودات پر عمل کرنے سے عملی زندگی حاصل ہوتی ہے، قرآن وسنت پر عمل کرنے میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔

شبہ اور اعتماد بڑھتے جاتے ہیں

فرمایا: ابن دانش کا قول ہے کہ شبہ سے شبہ جنم لیتا ہے، اور اعتماد سے اعتماد پیدا ہوتا ہے، اور دونوں کے درمیان فاصلہ بڑھتا چلا جائے گا، اس کے برعکس اگر آپ اس کے ساتھ اعتماد کا معاملہ کریں تو اس کے دل میں بھی آپ کے بارے میں اعتماد پیدا ہوگا اور دونوں ایک دوسرے سے قریب ہوتے چلے جائیں گے۔

ملت اسلامیہ اور مدارس کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے

فرمایا: یہ کتنی عجیب بات ہے کہ اس صدی کا مسلمان مذہبی اور سیاسی انحطاط کا شکار بنا رہنے کے باوجود نہایت خودداری کے ساتھ مدارس، مساجد، خانقاہوں، تنظیموں اور دیگر اداروں کو (خاموشی اور کسمپرسی کے ساتھ) چلا رہا ہے، حکومت پر اپنے تعلیمی اور مذہبی اداروں کا بوجھ نہ ڈالتے ہوئے اپنے خون پسینے کی کمائی سے ان اداروں کو زندہ رکھنے میں اہم کردار ادا کیا ہے کہ مسلمانوں کی معاشی، اقتصادی، تعلیمی اور سیاسی حالت دگرگوں ہونے کے باوجود یہ ہزاروں مدارس اور لاکھوں مساجد آباد ہیں، مسلمانوں کی اس خاموش قربانی کو حکومت ہند اچھی نظروں سے دیکھتی اور احسان مانتی کہ حکومت پر کسی بھی طرح کا مالی اور انتظامی بوجھ نہ ڈالتے ہوئے مسلمان اپنے تعلیمی ادارے چلا رہے

ہیں، بجائے اس کے ان مدارس کو مطعون کیا جا رہا ہے، اور ان کے وقار اور ان کے مستقبل کو تاریک بنانے کے لئے نت نئے الزامات لگائے جا رہے ہیں۔

عشق حقیقی میں مصائب کا احساس نہیں ہوتا

فرمایا: کہتے ہیں کہ جب انسان کو عشق ہو جاتا ہے تو دنیا کی ہر شئے اس کے سامنے ہیچ ہوتی ہے، دنیوی مصائب وآلام اور کلفتیں ان کے لئے باعث اذیت نہیں ہوتیں، خاص کر جب عشق حقیقی ہو یعنی مولیٰ کی ذات سے ہو تو عشق ومحبت کی لذت مزید دوبالا ہو جاتی ہے۔

آپؐ نے اصلاحِ امت کا بار اپنے آپ پر لیا

فرمایا: اسلام دین فطرت اور اس کے ماننے والوں کا مذہب وسط ہے، خیر الامت کے بہترین لقب سے سرفراز فرمایا گیا اور دوسری تمام امتوں پر برتری عطا فرمائی گئی ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خاص محبوب ہیں، آپؐ ہمارے رہبر صادق اور سرچشمہ اسلام ہیں، آپ ہی کا کلمہ ہمارے ایمان اور اسلام کا سبب بنا ہوا ہے، آپؐ نے چودہ سو سال پہلے ساری دنیا کی فکر فرما کر اصلاح عالم کا بار عظیم قبول فرمایا تھا اور امت کی ایسی اصلاح فرمائی کہ امت محمدیہ آج بھی اس پر قائم ہے، حضورؐ کے زمانہ حیات تک مسلمانوں کی تعداد صرف چند لاکھ تھی لیکن آج دنیا میں مسلمانوں کی تعداد ایک ارب سے زائد پہنچ چکی ہے۔

نکاح کے ذریعہ غلط راہ سے حفاظت

ایک موقع پر حاضرین سے فرمایا: شرعی حکم یہ ہے کہ اولاد کے جوان ہوتے ہی ان کے رشتہ طے کر دینے چاہئیں تا کہ ذہن ودماغ صاف رہے، اولاد غلط راہ پر نہ

جائے، یہی وجہ ہے کہ سرکارِ دوعالمؐ نے نکاح کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ''دنیا تو ایک چیز ہے اور دنیا کی بہترین چیز نیک اور صالح عورت ہے'' اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

ذمہ دارانِ مدارس اسلامیہ کی دوہری ذمہ داریاں

فرمایا: ذمہ دارانِ مدارس اسلامیہ پر اب دوہری ذمہ داریاں عائد ہیں، ایک مدارس کو چلانے اور ان کی بقاء وتحفظ کی فکر کی ذمہ داری اور دوسرے اپنے برادرانِ وطن کے دلوں سے مدارس کے تئیں شکوک وشبہات دور کرنے کی ذمہ داری بھی اب ان کے سر ہے، غیر مسلم لوگوں میں جو شفاف ذہن رکھتے ہیں اور ان میں سیاسی، سماجی اور مذہبی رواداری کا جذبہ ہو ایسے لوگوں کو اپنے جلسوں اور تقاریب میں مدعو کرکے ان کو قریب تر کریں اور اپنی بہتر آواز اور مخلصانہ جذبہ ان کے کانوں اور قلوب تک پہنچائیں اور اسلام کی سچی دعوت پیش کرکے برادرِ وطن کا حق بھی ادا کریں اور ملک وملت کے لئے اپنی سچی محبت کا اظہار بھی۔ یہی مدارس اسلامیہ کا نصب العین بھی ہے۔

ہندوستان میں مدارس اسلامیہ کی دین

فرمایا: آج مسلمانوں کے سروں پر ٹوپیاں اور چہروں پر داڑھیاں اور شرعی لباس اور مذہبی رواداری اور جذبۂ ایثار وقربانی جو نظر آرہا ہے وہ انہیں مدارس اسلامیہ کا فیض ہے کہ ان مدارس میں پڑھنے اور پڑھانے والے دنیا کی رنگینی اور عیش وعشرت سے بے نیاز ہوکر جو خدمات انجام دے رہے ہیں یہ اسی کا ثمرہ ہے، ورنہ آزادی کے بعد ہندوستانی مسلمانوں پر جو قیامت ٹوٹی ہے اس کو بیان کرنے کے لئے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں صفحات بھی ناکافی ہیں، اپنے کاروبار اور اپنی جان ومال عزت وآبرو، دین

اور ایمان کو بچاتے ہوئے ہندوستان کا مسلمان ابھی تک حالات کا مقابلہ بڑے پروقار انداز میں کرتا چلا آرہا ہے۔

پہلے سے زیادہ حجاب کی اب ضرورت ہے

فرمایا: یوں تو ہر دور میں شریف عورتیں ہمیشہ حجاب میں رہی ہیں، حجاب صرف مسلمان عورتوں کے لئے نہیں بلکہ دنیا کی ہر عورت کے لئے ضروری ہے، اس لئے کہ پردہ یا حجاب نہ صرف عورت کی زینت اور وقار ہے بلکہ اس کے تحفظ کی ضمانت بھی ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر زمانہ میں شریف عورتوں نے حجاب کو اپنایا ہے، یہ ماننا پڑے گا کہ پرانے زمانے میں حجاب کی جتنی ضرورت تھی آج اس سے کہیں زیادہ ضرورت ہے، اس لئے کہ اس زمانہ میں شرم وحیا میں خاص کمی آئی ہے، بے حجاب بے مہار اور بے شرمی کے ساتھ ہر کس وناکس سے بات کرنا اور ملنا جلنا نہ صرف فیشن ہے بلکہ اسے روشن خیال (گمراہ) حضرات اعلیٰ سوسائٹی کی علامت سمجھتے ہیں۔

مدارس اسلامیہ نے ہندوستان کو سربلندی عطا کی

فرمایا: مدارس اسلامیہ کے وجود سے آر ایس ایس اور بجرنگ دل جیسی کئی تنظیمیں محض اس لئے بوکھلاہٹ میں مبتلا ہیں کہ ان کو مدارس کی اہمیت اور ان کی افادیت کا پتہ چل گیا ہے، ان تنظیموں کے فرقہ پرستوں کو معلوم ہے کہ ہندو راشٹر بنانے میں مدارس اسلامیہ ہی حائل ہیں، اور مدارس کی طاقت ناقابل تسخیر ہے، اس لئے ان مدارس پر دہشت گردوں کو پناہ دینے کا الزام لگایا جارہا ہے، بدقسمتی سے مرکزی سرکار بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتی ہے، اس کی سوچ اور فکر بھی مسلمانوں کے دینی ومذہبی تشخص کے خلاف ہے، مذہبی اور رواداری اور انسانیت کا تقاضہ یہ ہے کہ ملک کے تمام طبقات کے مذاہب اور ان کی تہذیب کا لحاظ رکھ کر ملک وملت کا وقار بلند کرنے کی سعی کی جائے۔

قنوتِ نازلہ کیا ہے؟

قنوت کے معنی یہاں دعا کے ہیں اور نازلہ سخت مصیبت کو کہتے ہیں، متعدد صحیح احادیث میں ایسے ہی حالات میں قنوتِ نازلہ پڑھنا منقول ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف حالات کے لحاظ سے الگ الگ دعائیں بطور قنوت نازلہ پڑھی ہیں اور خود یہ دعا بھی مختلف الفاظ میں منقول ہے، البتہ صرف وہی قنوتِ نازلہ پڑھی جائے جو حدیث کی معتمد کتابوں میں منقول ہیں۔

آج کے اور پہلے کے مسلمان میں فرق ہے

فرمایا: رب کریم کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں زندگی جیسی عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا اور ہمیں انسان بنا کر اشرف المخلوقات کے لقب سے مستفیض فرمایا، یہ ہی نہیں بلکہ ہمیں پکا اور سچا مسلمان بھی بنایا، لیکن افسوس! آج کے اس مسلمان پر جو اپنی حیثیت پہچاننے سے قاصر ہے۔ چودہ سو سال پہلے بھی وہی مسلمان تھا جو اپنا مال وزر اور اولاد کو اسلامی طریق پر استعمال کیا کرتا تھا اور اپنی اولاد کی تربیت، ضوابط اسلامی کی بنیاد پر کرتا تھا، اسی لئے آج بھی وہ دنیا کے لئے مشعل راہ ہیں۔

قوتِ فکر وعمل اصل بنیاد ہے

پہلے قوتِ فکر وعمل فنا ہوتی ہے
تب کسی قوم کی شوکت پہ زوال آتا ہے

ایک بار سال نو کے موقع پر ارشاد فرمایا: آج مسلمان ایسی قوتِ فکر وعمل سے بیگانہ ہے، فکر وعمل کی طاقت نے اسلام کو سربلندی بخشی اور اسی کا ثمرہ تھا کہ عرب کے صحرا سے نکل کر افریقہ اور یورپ کی سرزمین پر اسلام طلوع ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

سال نو ہمیں اپنے قصہ پارینہ یاد دلا رہا ہے، اے کاش! مسلمان آج پھر فاران کی چوٹی سر کر کے باطل اور طاغوتی طاقتوں کا منہ موڑ دیں اور مذہب اسلام پر کئے جانے والے حملوں کا منہ توڑ جواب دیں۔

مسلم لیڈرس بھی صحیح خطوط پر کام نہ کر سکے

ایک مرتبہ انتخابات کے موقع پر کچھ مسلم لیڈران ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا: ہندوستان میں ساٹھ سالہ دور حکومت میں مسلمانوں کو سوائے جھوٹی تسلی اور تشفی کے کچھ نہ مل سکا، الیکشن کے موقع پر نام نہاد لیڈرس مسلمانوں کی زبوں حالی اور تعلیمی پسماندگی کا رونا رُو کر ان سے ووٹ بٹورتے رہے، کچھ غیر مسلم لیڈروں پر ہی منحصر نہیں بلکہ مسلم لیڈرس بھی اپنی قوم وملت کیلئے صحیح خطوط پر کام نہ کر سکے، ان کا مقصد بھی حکومت کی چاپلوسی اور اپنی کرسی اقتدار سے چمٹا رہنا اور بینک بیلنس بنانا رہا، خدا کرے وہ دن بھی آئیں کہ مسلم لیڈرس اپنی ملت کیلئے مخلصانہ خدمات انجام دے سکیں۔

مسلمان آج بھی امن وسلامتی کا پیامبر ہے

تبلیغی اجتماع کے بعد حاضرین سے فرمایا: مسلمانوں کا یہ جم غفیر یقیناً غیر مسلموں کے لئے پیغامِ امن تھا، غیر مسلموں نے تعجب اور حیرت سے مسلمانوں کے ٹھاٹے مارتے ہوئے سمندر کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، سروں پر ٹوپیاں اور زبان پر ذکر جاری، سکون وطمانیت سے آمد ورفت تین دن تک جاری رہی، کسی پولیس آفیسر یا سپاہی کو مصروف نہیں دیکھا گیا، تمام نظام مسلم نوجوان رضا کاروں نے سنبھالا، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ابھی مسلمان اپنے اقدار اور تہذیب کا پاسبان ہے اور امن وسلامتی اس قوم کی گھٹی میں پڑی ہے۔

سات کا عدد دلچسپ

رمضان کے آخری عشرہ میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اکثر چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے سات کے حساب سے بنایا، اگر شب قدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے تو اوپر کے بیان سے استدلال ہے کہ وہ ستائیسویں تاریخ ہوگی، "**ھی حتی مطلع الفجر**" میں "**ھی**" کا لفظ ستائیس لفظ کے بعد آتا ہے، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر رمضان کی ستائیسویں تاریخ کو ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مکر وفریب سے بچائے

فرمایا: اللہ تعالیٰ ہمیں اور جملہ مسلمان بھائیوں کو شیطان کے مکر وفریب سے بچائے، دنیا کی آفتوں اور اس کی بلاؤں اور شیطان کے شکار ہونے سے بچائے، اپنے احسان اور اپنی رحمت اور بخشش کی طرف پاکی اور صفائی کے ساتھ اس فانی دنیا سے اٹھالے، آمین یارب العالمین۔

خواتین کا اعتکاف

جس طرح نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ مسلم مردوں اور خواتین دونوں پر فرض ہے اسی طرح عورتوں کو چاہئے کہ وہ دین کے معاملے میں مردوں سے پیچھے نہ رہیں اور رمضان شریف کے روزوں کے علاوہ آخری عشرہ میں اعتکاف کا بھی اہتمام کریں، ازواجِ مطہراتؓ بھی اعتکاف کیا کرتی تھیں۔

خواتین اپنے گھروں میں ایسی جگہ اعتکاف کریں جہاں عموماً نماز ادا کیا کرتی ہیں، یا گھر کی کسی پرسکون پاک وصاف جگہ کا انتخاب کرلیں، عورتوں کا اپنے خاوند

سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے، باقی تمام شرائط وآداب عورتوں اور مردوں کے لئے یکساں ہیں۔

آج توحید ورسالت کی اور وضاحت ہورہی ہے

فرمایا: آج توحید ورسالت سے انکار کی جسارت کوئی ذی فہم نہیں کرسکتا، علمی ترقی اور سائنسی ایجادات سے جس قدر ظاہری پردے اٹھائے جارہے ہیں اس سے توحید ورسالت کی چھاپ مزید گہری اور مستحکم ہوتی جارہی ہے۔

سیرت طیبہؐ دونوں جہانوں میں ذریعہ نجات

سیرتِ طیبہؐ ہی وہ واحد کسوٹی ہے جسے اپنا کر انسان ہر کھوٹ سے بچ سکتا ہے، سیرت ہی جدید مادی وروحانی، سماجی اور سیاسی، انفرادی اور عالمی مسائل پر رہنمائی کرتی ہے اور یہ رہنمائی رہتی دنیا تک نہیں بلکہ آخرت میں بھی ذریعہ نجات بنتی ہے۔

احیائے سنت

ایک بار قاضی مجاہد الاسلامؒ نے فرمایا کہ: شریعت محمدیؐ آج بھی اسی قدر مضبوط اور فائدہ مند ہے جتنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے دور میں تھی لیکن آج شریعت کو ماننے والے یعنی مسلمان عمل کے اعتبار سے کمزور ہوگئے ہیں۔ ایسے وقت میں شریعت محمدیہؐ کے قیام اور طریقہ رسالت مآب کے احیاء کی جدوجہد جہاد میں داخل ہے اور مسلمان کا فرض ہے کہ جس کے پاس جتنی صلاحیت ہے اسے بہرحال استعمال کرے ورنہ سنت پر عمل نہ کرتے ہوئے زندگی گذارنا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانا غیر اسلام پر راضی اور قانع ہوجانا اور پھر ایمان کا دعویٰ کرنا دونوں میں کوئی ربط نہیں۔

شیطان خفیہ طور پر اپنا کام کرتا ہے

شیطان انسان کے تعاقب میں لگا ہوا ہے، اسے نیکی ایک آنکھ نہیں بھاتی، وہ بدی کا شیدائی ہی، انسان کو برائی کرتے ہوئے دیکھ کر خوشی سے پھولے نہیں سماتا ہے، شیطان انسان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے اور خفیہ طور پر اپنا کام انجام دیتا ہے، وہ آہستہ آہستہ انسانوں کو اپنا شکار بنانے میں لگا رہتا ہے۔

کتاب اللہ عروج کا ذریعہ ہے

قرآن کریم کی فضیلت پر خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی کتاب تمہیں بامِ عروج پر پہنچادے گی، دنیا کی امامت وسرداری تمہارے ہاتھ آئے گی، تم دنیا میں کامیاب زندگی بسر کروگے، فتح تمہارے قدم چومے گی، دولت تمہارے گھر کی کنیز بنے گی اور آخرت میں تم کامیاب وسرخرو ہوگے۔

آج تو استقبال ہے اور کل حشر میں؟

ایک بزرگ کے بارے میں منقول ہے کہ ایک بار لوگوں نے کسی موقع پر ان کا استقبال کیا تو زاروقطار رونے لگے، لوگوں نے سبب گریہ دریافت کیا تو ایک آہ سرد دل پردرد سے کھینچ کر فرمایا: مجھے اس خیال نے رلایا کہ آج تو حسن ظن کے سبب آپ لوگوں کا میرے گرد ہجوم ہوگیا ہے، اگر خدانخواستہ کل قیامت کے روز تم لوگوں کے سامنے میرے عیب کھول دیئے گئے تو میرا کیا بنے گا؟

حضرت سیدنا مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں: منادی کرنے والا مسجد کے دروازے پر ندا کرے کہ سب سے برا شخص باہر نکل آئے، تو دروازے کے پاس مجھ سے پہلے کوئی نہ آئے مگر وہ جو مجھ سے طاقت میں بڑھ کر ہو۔ (تنبیہ المغترین)

اختلافِ مذاہب کی بنا پر انسانی حقوق میں کمی نہ کریں

ایک بار کسی شخص کے سوال پر جواب میں ارشاد فرمایا: اسلام پوری دنیا کا مذہب ہے، اس کے آنے کے بعد سابقہ مذاہب کی تعلیمات منسوخ ہوچکی ہیں، لیکن اس کے ساتھ ہی اسلام نے اپنے ماننے والوں کو یہ ہدایت بھی کی ہے کہ انہیں تمام سابقہ مذاہب اور ان کے بانیوں کا احترام کرنا چاہئے اور اختلاف مذہب کی بنا پر ان کے انسانی حقوق میں کمی کرنے کا کسی کو بھی حق حاصل نہیں ہے۔

آج بچیوں کی تعلیم ضروری ہے

ماں کی گود بچے کا پہلا مدرسہ ہوتا ہے، ماں اگر مہذب اور تعلیم یافتہ ہو تو وہ اسی نہج سے اپنے بچے کی پرورش وتربیت کرے گی، اس لئے آج بچیوں کی تعلیم وتربیت کی بہت سخت ضرورت ہے، خصوصاً لادینیت کے اس دور میں اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

زلزلے قیامت کا ادنیٰ نمونہ ہیں

فرمایا: قیامت کے آنے تک جو زلزلے آتے رہیں گے یہ بھی خدا کی جانب سے ایک انتباہ اور قیامت کا ایک انتہائی معمولی سا نمونہ ہے، ایک جگہ ارشاد ہے اذا زلزلت الارض زلزالھا۔ کہ قیامت کا زلزلہ یقیناً عظیم شئے ہے۔

کامیابی وناکامی میں اعتدال ضروری ہے

فرمایا: موجودہ دنیا میں کسی چیز کو ٹھہراؤ نہیں، اسی طرح یہاں کامیابی اور ناکامی کو بھی ٹھہراؤ نہیں، یہاں ہر ناکامی کے بعد کامیابی ہے، اور ہر کامیابی کے بعد ناکامی، اس

لئے آدمی کو چاہئے کہ کامیابی پیش آئے تب بھی وہ اعتدال پر قائم رہے اور ناکامی کا تجربہ ہوتب بھی وہ اعتدال اور توازن کو نہ کھوئے۔

دوسروں کے فائدہ کے لئے جینا مقصد حیات ہے

دنیا میں جتنی مخلوق ہیں کسی کے ذمہ یہ بات نہیں ہے کہ وہ دوسرے کے لئے کام کرے اور دوسرے کے لئے جئے، لیکن انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے سے زیادہ دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرے بلکہ دوسروں کے لئے جئے اور اس کو زندگی کا مقصد بنالے۔اسی کو کہا ہے ”طریقت بجز خدمت خلق نیست“

علم نورِ نبوت ہے

حضرت حاذق الامت سے بندہ نے عرض کیا کہ حضرت علم تو روشنی ہے اس سے کیسے اصلاح نہ ہو پائے ہے؟ فرمایا کہ علم کی خاصیت تعلّی ہے، اونچا کرنا، بنانا، سمجھنا، ابلیس تو معلم التوحید تھا، اس وجہ سے وہ غرور اور تکبر میں آ گیا، تعلّی کا شکار ہوگیا، بس نہ عبدیت آسکی نہ اطاعت، علم نورِ نبوت ہے، اس کا ظہور تو علم کے ساتھ عمل ہو تو نورِ نبوت علم نافع کی شکل اختیار کرتا ہے، کسی اللہ والے سے تواضع سیکھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچوں سے پیار

کبھی لیٹے ہوتے تو اپنے قدموں کے تلوؤں پر بچہ کو سنبھالتے اور کبھی سینہ اطہر پر بچہ کو بیٹھا لیتے، آپ اپنے دونوں تلوؤں کو پھیلا کر بیٹھ جاتے اور فرماتے بھئی تم سب دوڑ کر ہمارے پاس آؤ، جو بچہ سب سے پہلے ہم کو چھولے گا ہم اس کو یہ اور یہ دیں گے، بچے بھاگ کر آپ کے پاس آتے، کوئی آپ کے سینہ پر گرتا تو کوئی سینۂ اطہر پر، آپ ان کو سینۂ مبارک سے لگاتے اور پیار کرتے۔

بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نورِ فشانِ عالم ہیں

حبیب الامت نے جشن میلا دالنبیؐ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ہلالِ ربیع الاول ایک بار پھر فلک پر جلوہ نما ہے، جس نے چودہ سو سال قبل آسمانِ دنیا سے فضاؤں کے پردوں سے جھانکتے ہوئے مکمل تریسٹھ سال اس ارض انسانی پر محسن کائنات احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا بار بار دیدار کیا تھا اور زبانِ حال سے قصیدہ خوانی کرتے ہوئے کہا تھا ”اے محبوب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم! میں چاند ہوں اور داغ داغ ہوں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رُخِ انور، سیرت وکردار، اخلاق، آسمان پر جھلملاتے ستاروں، بکھیرتے سورج سے ہزاروں لاکھوں درجے منور ہے، بلاشبہ آپؐ نورِ فشانِ عالم ہیں۔

ہر جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونۂ عمل بہترین ہے

فرمایا: نمونۂ عمل بہترین ہے نہ صرف ہر زاویئے سے اور تمام زاویوں سے بلکہ ہر موقع پر اور تمام مواقع پر، نبوت سے پہلے بھی اور نبوت کے بعد بھی، مکی زندگی میں بھی، محکومیت اور مظلومیت میں بھی اور حاکمیت اور اقتدار میں بھی، انتہاء یہ ہے کہ چھینک اور ڈکار جیسے حالات میں بھی جہاں انسان بے قابو ہوجاتا ہے، حضورؐ کا پیش کردہ نمونہ بہترین ہے پرائیویٹ لائف میں بھی اور پبلک لائف میں بھی، گھر کی خلوتوں میں بھی اور حکومتوں وسیاست کی جلوتوں میں بھی، آپؐ ہر آن اور ہر حال میں اللہ کے رسولؐ ہیں۔

اصولِ محبت کو بیان کرنے والی عظیم ترین شخصیت

فرمایا: دنیا میں ہر چیز اور ہر کام کے چند اصول وضوابط ہیں اور ان اصول وضوابط پر آسان اور بہتر طریقے سے عمل کرنے کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہ کوئی شخص

موجود ہوتا ہے، سو محبت والفت کے طریقے اور ان پر عمل پیرا ہونے کے آسان اصولوں کو بیان کرنے والے بہت سے افراد ماضی میں گزرے ہیں لیکن سب سے عظیم ترین شخصیت (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کا نام لیتے ہوئے دنیا کی ایک کثیر ترین تعداد احترام سے اپنا سر جھکا دیتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احسانِ عظیم

فرمایا: رحمۃ اللعالمین کے اس احسانِ عظیم کا اگر کوئی شکر گزار نہ ہو تو یہ اس کی بدبختی اور تنزلی ہے مگر جو افراد آپ کے لائے ہوئے دین، شریعت، اتحاد واتفاق، اخوت ومحبت، عدل وانصاف پر عمل پیرا ہیں اور سب سے بڑھ کر جس نے اخروی نجات کا وہ اعلیٰ ترین اور بیش قیمت موتی اعمالِ صالحہ کی شکل میں دیا ہے جس کا احسان یومِ حشر کے بعد بھی ان تمام افراد کی گردنوں پر ہوگا جو آپ کو مانتے ہیں تو کیا اس احسان کا بدلہ وہ چکانا نہیں چاہتے۔

ذمہ داری کے احساس سے انسان قابو میں رہتا ہے

فرمایا: آپ جانتے ہیں کہ آدمی کو قابو میں رکھنے والی چیز صرف ذمہ داری کا احساس ہے، اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو جائے کہ وہ جو چاہے کرے کوئی اس سے جواب طلب کرنے والا نہیں اور نہ اس کے اوپر کوئی ایسی طاقت ہے جو اسے سزا دے سکے تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ وہ شتر بے مہار بن جائے گا، یہ بات جس طرح ایک شخص کے بارے میں صحیح ہے اسی طرح ایک خاندان، ایک طبقہ، ایک قوم، ایک سوسائٹی، ایک سماج، ایک کمیٹی اور دنیا کے انسانوں کے معاملے میں صحیح ہے، ایک خاندان جب یہ محسوس کرتا ہے کہ اس سے کوئی جواب طلب نہیں کر سکتا تو وہ قابو سے باہر ہو جاتا ہے۔

اعمال کا تعلق انسان کے ظاہر وباطن سے ہے

فرمایا: وہ اعمال جن کا تعلق انسان کے ظاہر سے ہے اور باطن سے بھی مثلاً نماز کے ظاہر کے متعلق فرمایا "وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی" اور جب نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو سستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور باطن کے متعلق فرمایا "یُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ" انسانوں کے دکھانے کے لئے۔ اعمال کے ظاہری حصہ کا تعلق "علم قال" (فقہ) اور باطنی حصہ کا تعلق "علم حال" سے ہے، یہ دونوں علوم صحابہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھے۔

دنیاداروں سے دوری اختیار کریں

ارشاد فرمایا: مریدین کی شان میں سے یہ بھی ہے کہ طالبان سلوک دنیا سے دوری اختیار کریں، کیوں کہ ان کی صحبت میں وہ زہر مضمر ہے جس کا تجربہ ہو چکا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ اس شخص کا اتباع نہ کیجئے جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے۔ اس طریق کی بنا اور مدار آدابِ شریعت کی حفاظت پر ہے کہ ہاتھ کو حرام اور مشتبہ کی طرف بڑھنے سے محفوظ رکھے۔ (صوفیاء نے فرمایا ہے کہ حلال کی طلب یوں تو ہر مسلمان پر فرض ہے مگر اس گروہ پر جو سلوک اختیار کرے ضرورت کی حد سے زیادہ فرض ہے۔

عبادت اور بندگی سے مراد ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے

فرمایا: عبادت کے معنی بندگی، اطاعت اور فرمانبرداری کے ہیں اور اس سے مراد نہایت درجہ کی عاجزی اور انتہائی انکساری ہے جو کسی کی تعظیم کے لئے عمل میں آئے، گویا ہر حرکت کرتے وقت انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگا رہے، اسلام نے عبادت سے

صرف پرستش اور بندگی مراد نہیں لی ہے بلکہ عبادت میں بندگی کے علاوہ کامل اطاعت اور فرمانبرداری کو شامل کیا، مقصد یہ ہے کہ انسان ہر کام اللہ کے حکموں کے مطابق کرے اور کوئی بات اس کی مرضی کے خلاف نہ کرے۔

زندگی کے لمحات آخرت کی طرف تبدیل ہو رہے ہیں

فرمایا: اس عالم فانی کا دستور ہے کہ جو آتا ہے اسے بہرحال جانا ہے، انسانوں کی آمد ورفت سے اس جہاں میں نقوشِ زندگی کا اظہار ہے، ہماری اس دنیا کا رنگِ محافظ ہی نرالہ ہے، کہیں مسرت اور شادمانی کا ماحول ہے تو کہیں رنج والم کا، کہیں صحت وتندرستی ہے تو کہیں بیماری اور علالت، کہیں تونگری ہے تو کہیں تنگ دستی، آدمی صبح میں خوش اور شاداں ہے تو شام میں فکر اور غم میں مبتلا ہے، غرض ہمہ وقت زندگی کے لمحات تبدیل ہو رہے ہیں اور یوں سفر زندگی آخرت کی طرف رواں دواں ہے۔

خلافت کے لائق اہل تقویٰ ہیں

فرمایا: ایک شیخ نے اپنے مریدوں کو آزمانا چاہا، ہمارے اکابر اس قصہ کو نقل کرتے ہیں، اس دور میں آزمائش ہوتی تھی، ایک شیخ چار مریدوں کو دیکھنا چاہتے تھے کہ ان میں تقویٰ پیدا ہوا یا نہیں۔

اتفاقاً چار مرغیاں آ گئیں، حضرت نے چاروں مریدوں کو بلایا اور کہا کہ ایک ایک مرغی لو اور ایسی جگہ اس کو لے جا کر ذبح کر لاؤ جہاں کوئی نہ ہو اور کوئی دیکھ نہ سکے، چاروں چلے گئے، اس میں سے تین مرید فوراً ذبح کر لائے، ایک مرید بہت دیر سے آیا، شیخ نے فرمایا کہ سب ذبح کر لائے اور تم ذبح نہیں کر کے لائے؟ اس نے عرض کیا: حضرت! آپ نے فرمایا تھا کہ ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں کوئی نہ دیکھ سکے، لیکن میں نے

دیکھا کہ آدمی تو نہیں دیکھ رہا مگر ہر جگہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں، اس لئے میں واپس آ گیا۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ خلافت کے لائق ہے۔

والدین کے غصہ کو برداشت کرنا رحمت الٰہی ہے

فرمایا: اگر ماں باپ کو تم پر غصہ آئے تو فوراً اس بات کو یاد کرلو کہ انہوں نے کس مصیبت سے تمہاری تربیت کی ہے، ماں کی شفقت، باپ کی محبت، ان کا رات بھر جاگنا اور ان کی محنت کو فوراً یاد کرلو، پھر یہ آیت کریمہ بھی یاد کرو "وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيْماً" (اور ان سے ہمیشہ نیک بات کرو) اگر ان کی رحمت جو تم پر تھی تمہارے غصہ کو کم نہ کرے تو جان لو کہ تم خدا کی رحمت سے محروم ہو، خدا کا غضب تم پر آنے والا ہے۔

اخلاقی انحطاط نے والدین کے حقوق پامال کیئے

فرمایا: ماں باپ کا وجود اور ان کا سایہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عظیم نعمت ہے کہ اس کی جتنی بھی قدر کی جائے کم ہے، اور آدمی ان کے ساتھ جس قدر بھی حسن سلوک، خدمت اور اطاعت کا معاملہ کرے پھر بھی ان کی خدمت کا حق ادا نہیں کرسکتا، لیکن آج دینی تعلیمات سے دوری کی بنا پر جہاں مسلم معاشرے میں زبردست اخلاقی انحطاط آیا ہوا ہے وہیں مغربی تہذیب وتمدن کی اندھی تقلید اور جدید تعلیم اور ترقی کے نام پر مادہ پرستی کے غلبہ نے رہی سہی کسر پوری کردی۔

انسان دونوں جہاں میں رحمت الٰہی کا محتاج ہے

فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ کرم واحسان ہے کہ ہم بندوں پر اس کی بے شمار نعمتیں اور رحمتیں نچھاور ہیں، انسان کی مختصر سی زبان جن کا احاطہ نہیں کرسکتی، متقی،

پرہیزگار، عالم دین، اولیاء واتقیاء، عابد وزاہد، ذاکر وشاکر اللہ رب العزت کی حمد وثنا میں کتنا ہی رطب اللسان ہو کبھی پروردگار عالم کے احسانات، بے پناہ فضل وکرم، بخشش ورحمت کا حق ادا نہیں کرسکتا۔

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی آقا ومولیٰ نہیں، حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے بڑھ کر کوئی مونس وغمگسار نہیں، اللہ رب العزت سے بڑا کوئی مددگار اور لطف وکرم والا نہیں، انسان سب کے بغیر گذارا کرسکتا ہے، لیکن اللہ رب العزت کے رحم وکرم اور توجہات کا بندہ ہمہ وقت محتاج ہے، دنیا میں بھی اسی کی مہربانیاں اور رحمتیں کام آتی ہیں اور آخرت میں بھی اس کی رحمت کے بغیر بخشش ومغفرت ممکن نہیں۔

میری والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا

حبیب الامت نے ارشاد فرمایا: اس حقیر وفقیر کی والدہ ماجدہ اصغری بیگم رحمۃ اللہ علیہا جن کی دعاؤں اور برکتوں سے خادم کو خوانِ علم سے چند ذرّات چننا نصیب ہوئے اور گلستانِ علومِ نبویہ سے خوش چینی نصیب ہوئی، جن کے سایۂ عاطفت نے کبھی کسی طرح کی محرومی کا احساس نہ ہونے دیا، جو علم نواز تھیں اور علمائے کرام سے خصوصی عقیدت اور محبت رکھتی تھیں، خصوصاً شیخ الاسلام اور حضرت حکیم الامتؒ سے خاص عقیدت تھی بچپن میں ہم لوگوں کو راتوں میں سونے سے پہلے صحابۂ کرامؓ کے واقعات سناتیں اور ان مبارک ہستیوں کا ضرور ذکر کیا کرتی تھیں، ان کی مجاہدانہ زندگیوں کی اپنی سادہ سی زبان میں عملی تصویر پیش کرتی تھیں، ان کے تقوی وپرہیزگاری کی شعائیں آج ہماری زندگی کو روشن کررہی ہیں۔

☆☆☆

حسد کی آگ ماں کی ہی دعا سے رفو ہوتی ہے

فرمایا: ماں ایک ایسی ہستی ہے جس کا متبادل دنیا بھر میں نہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اپنی محبت کی مثال ماں کی محبت سے دی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ مخلوق خدا سے اللہ تعالیٰ کی محبت ماں کی محبت سے ستّر گنا زیادہ ہے۔ اولاد کی جنت بھی ماں کے قدموں میں قرار دی گئی ہے۔ ایک روحانی بزرگ فرمارہے تھے کہ ''حسد'' کوئی وظیفہ نہیں کاٹ سکتا حتیٰ کہ مرشد کی دعائیں بھی نہیں کاٹ سکتیں، حسد کی آگ کو صرف ماں کی دعائیں ہی کاٹ سکتی ہیں۔

ماں کا رشتہ سب سے عظیم ہے

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے جو رشتے بنائے ہیں ان میں سب سے عظیم رشتہ ماں ہی کا ہے، کہتے ہیں کہ رشتے دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو ہمیں پیدائش سے ہی وراثت میں ملتے ہیں، پیدائشی رشتے خون کے رشتے ہوتے ہیں، ماں باپ، بھائی بہن یہ رشتے بنے ہوئے ہوتے ہیں، یہ رشتے نہ جوڑنے سے جڑتے ہیں اور نہ توڑنے سے ٹوٹتے ہیں، یہ دائمی رشتے ہیں۔

ماں مجسم محبت ہے

فرمایا: دوسرے رشتہ ہم خود بناتے ہیں جن میں ہمارے دوست، ہم جماعت، ہم مذہب، ہمارے محبوب، ہمارے سیاسی رفقاء، ہمارے مخالف، ہمارے مداح، ہمارے افسر، ہمارے ماتحت، ہمارے اساتذہ، ہمارے پیر ومرشد ہمارے شاگرد، اس طرح ہماری زندگی ان رشتوں میں بٹی ہوتی ہے، ہم باراتوں اور جنازوں میں شرکت کرتے

ہیں اور ایک دن خود بھی رخصت ہو جاتے ہیں، ضروری ہے کہ ہم ان رشتوں کا احترام کریں اور خاص طور پر ماں کے رشتہ کا کہ جس کا کوئی نعم البدل نہیں، ماں مجسم محبت ہے۔

سیکھنا اور سکھانا ہی تعلیم ہے

فرمایا: تعلیم کے حصول کی مدت نہیں، تعلیم سے میری مراد اسکول اور کالج کا نصاب نہیں بلکہ اصل تعلیم ہے جس کا دائرہ اور وسعت لامحدود ہے، سکھانے والی ہر صورت تعلیم ہے، سیکھنے اور سکھانے والوں میں سے ہر ایک استاذ و شاگرد ہیں، یوں یہ سلسلہ تا قیامت چلتا رہے گا، ماہرین تعلیم نے کہا ہے کہ ”زندگی ہی تعلیم ہے اور تعلیم ہی زندگی ہے“۔

حقیقتاً ساس ”ماں“ اور بہو ”بیٹی“ ہوتی ہے

ایک بار عورتوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ساس اور بہو دو ایسے کردار ہیں جو کبھی نہیں بدلتے، کیوں کہ ساس ”ساس“ ہوتی ہے اور بہو ”بہو“۔ ہمارے گھر کا ایک بڑا المیہ یہ ہے کہ ساس ”ماں“ نہیں بنتی اور بہو ”بیٹی“ نہیں بن سکتی۔ جب کہ اس گھر کی اصل بیٹی ”بہو“ ہوتی ہے جو اپنا گھر بار یہاں تک کہ اپنے پیاروں کو چھوڑ کر دوسرے کے گھر آتی ہے، صرف ایک رشتہ کے لئے جو اس کے لئے سب سے زیادہ مقدم ہوتا ہے، اور وہ رشتہ ہے شوہر کا۔

اسلام کی نگاہ میں عورت کا مقام

فرمایا: اسلام نے عورت کو بہت ہی خاص مقام عطا کیا ہے، ماں کے قدموں کے نیچے جنت قرار دی گئی، ماں کی خدمت جہاد جیسے ضروری فعل پر ترجیح دی گئی، بیویوں کے بارے میں کہا گیا کہ خانہ آبادی کی بنیاد ہیں، اور عورت کے نیک قدموں سے رزق بڑھتا ہے، میراث میں عورت کو شامل کیا گیا۔

برقعہ مخالفت کے باوجود اسلامی روایات کی محافظہ

فرمایا: یاد رکھئے آج جو برقعہ مخالفین ہیں، انشاء اللہ وہ وقت عنقریب آرہا ہے کہ ان مخالفین کی مائیں، بہنیں اور بیٹیاں برقعہ اور اسکارف پہننے والی بنیں گی اور برقعہ کلچر کو بامِ عروج پر پہنچائیں گی۔ برقعہ مخالف ممالک میں رہنے والی مسلم خواتین مبارکباد اور قابلِ رشک ہیں جنہوں نے اپنے لباس پر برقعہ کو باقی رکھ کر اسلامی روایات کی شاندار مثال قائم کی ہے۔

کھانے پینے میں متقدمین کی نقل نہ کی جائے

فرمایا کہ سالک کو کھانے پینے اور سونے میں متقدمین کی نقل نہ کرنا چاہئے، متقدمین ایک ایک بادام چھ چھ مہینے کھایا کرتے تھے اور ایک گھونٹ پانی سے افطار کیا، سحری بھی وہی افطار بھی ایسا ہی، تیس تیس سال سوئے بھی نہیں، نفلیں پڑھتے پڑھتے صبح کر جاتے اور سونے کی نوبت آتی ہی نہیں، مگر آج پندرہ روز ایسا کرو گے ماں باپ شکایت کرنے لگیں گے کہ میرا بچہ پاگل ہو گیا ہے، قویٰ بہت کمزور ہیں اس لئے متقدمین کی نقل اس بات میں ہرگز نہیں کرنی چاہئے، بلکہ حضرتِ والا سے سنا ہے ہمارے دادا پیر حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے ارے میاں خوب کھاؤ خوب کام کرو۔

ایصالِ ثواب کا مختصر طریقہ

فرمایا: جب کسی کے انتقال کی خبر ملے تو ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ پڑھے اور پھر اس کے لئے کچھ ایصالِ ثواب بھی کرے، بزرگوں نے لکھا ہے کہ کم از کم اسی وقت تین دفعہ سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کی روح کو

ایصالِ ثواب کرے، کیوں کہ تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنے کا ثواب حدیث شریف میں ایک قرآن پڑھنے کے برابر بتایا گیا ہے۔

آج امت کی تعلیمی پسماندگی پر افسوس ہے

فرمایا: اولاد کی تعلیم وتربیت کے حوالہ سے اسلام کی اس فاضلانہ تعلیم اور مسلمانوں کی موجودہ تعلیمی صورتِ حال کو دیکھنے کے بعد سخت حیرت بھی ہوتی ہے اور افسوس بھی ہوتا ہے، جس امت کے پیغمبر نے تاریخ کی جہالت کے دور میں فروغِ علم وادب پر اتنا زور صرف کیا، آخر وہ تاریخ کے علمی دور میں تعلیمی لحاظ سے اس قدر پسماندہ کیوں ہے؟ اور مسلم بچے سب سے زیادہ جہالت کے شکار کیوں ہیں؟

ہر بچہ یکساں دلداری کا مستحق ہے

فرمایا: ہمارے یہاں بوڑھوں کو اس بات کی بڑی شکایت رہتی ہے کہ ان کے سارے بچے ان کا یکساں خیال نہیں رکھتے، لیکن وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ وہ خود نصف درگور ہونے کے باوجود بھی اپنی آدھی جائداد مثلاً چھوٹے بچے کو دینے کے لئے بے چین رہتے ہیں، ایسی صورت میں ان کا اپنے بعض لڑکوں سے شکایت کرنا جو بوکر گیہوں کاٹنے کی خواہش کرنا ہے۔

کسی سے امید لگائے رکھنا

فرمایا: حضرت گنگوہیؒ فرمایا کرتے تھے کہ کسی وقت بھی کسی چیز کی کسی شخص سے بھی امید نہ رکھو حتیٰ کہ مجھ سے بھی، یہ بات دین اور دنیا کا گُر ہے، جس شخص کی یہ حالت ہوگی وہ افکار وہموم سے نجات پائے گا، غیبت جیسا گناہِ کبیرہ توقع ہی سے ہوتا ہے، کیوں کہ آدمی اسی کی غیبت کرتا ہے جس سے کچھ نہ کچھ توقع ہوتی ہے۔

بلا ومصیبت ولایت پر تعینات کردی گئی

فرمایا: ایک بزرگ کا ارشاد ہے کہ بلا ومصیبت ولایت پر تعینات کردی گئی ہے تاکہ ہر کوئی دعویٔ ولایت نہ کرسکے، اگر ایسا نہ ہوتا تو ہر شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا مدعی بن بیٹھتا، پس بلا وفقر پر جمے رہنے کو خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت بنادی گئی ہے۔

قلب ارض اللہ ہے

فرمایا: قلب اللہ کی زمین ہے اور ''لا الٰہ الا اللہ'' تخم ہے، اس ایمانی بیج بونے کے بعد آبیاری اعمالِ صالحہ سے کرنی ہوگی۔ یعنی اعمال کے ذریعہ اگر آبیاری نہیں کی تو یومِ آخر اس بنجر زمین سے کچھ حاصل نہ ہوگا، جو فصل اُگے گی وہی تو کاٹی جاتی ہے۔

ہر شئے کو موت کا مزہ چکھنا ہے

فرمایا: جب کائنات کے وجود کا ذریعہ بننے والی شخصیت کو دنیا میں بقا نہیں تو دیگر نفوس کا کیا شمار؟ ویسے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا تذکرہ کرکے اللہ تعالیٰ نے دیگر لوگوں کو موت کے برحق ہونے پر فی الجملہ تسلی دی ہے ''كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ'' موت کا مزہ تو ہر ایک کو چکھنا ہے۔

زکوٰۃ کسے دی جائے

فرمایا: شریعت نے اصحابِ مال اور فقراء دونوں کا لحاظ رکھا ہے اور کسی ایک فریق پر ظلم کی گنجائش باقی نہیں چھوڑی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ وصدقات کے مصارف کی خود ہی تقسیم فرمائی ہے اور اس کی آٹھ قسمیں بیان کی ہیں جو دو طرح کے

لوگوں پر مشتمل ہے، ایک تو وہ جو ضرورت کے مطابق لیتا ہے اور ضرورت کی شدت وضعف اور کمی وزیادتی کے مطابق سوال کرتا ہے جیسے فقراء ومساکین، غلام کو آزاد کرانے میں اور مسافر وغیرہ، دوسرے لوگ وہ ہیں جو اسے منفعت کے باعث لیتے ہیں جیسے زکوٰۃ وصول کرنے والے، دلجوئی کے مستحق لوگ، مقروض لوگ، اللہ کے راستہ میں مجاہدین اور اگر لینے والا احتیاج نہ ہو اور نہ اس سے مسلمانوں کا فائدہ وابستہ ہو تو اسے زکوٰۃ کا مال نہیں دیا جائے گا۔

اعتبار صرف دل کے ساتھ قائم صفات کا ہے

بہادر وسعت ظرف اور فراخی قلب کا مالک ہوتا ہے، اس لئے بزدل وبخیل ذکر الٰہی سے غافل اور دین الٰہی سے جاہل ہوتا ہے، دل کو دوسروں سے متعلق رکھنے میں روحانی کیف وسرور اور لذت حاصل نہیں ہوتی اور ایسے لوگوں کے دلوں کے انشراح یا انقباض کا کوئی اعتبار نہیں، کیوں کہ عارضی چیزیں اسباب ختم ہونے کے بعد ختم ہو جاتی ہیں، اعتبار صرف ان صفات کا ہوتا ہے جو دل کے ساتھ قائم ودائم ہوں اور اس کے انشراح وانقباض کا موجب ہوں اور لائق معیار اور قابل اعتبار ایسی ہی صفات ہیں۔

زکوٰۃ غرباء ومساکین کے لئے ہے

فرمایا: اللہ اور اس کے رسولؐ کے بعد ہم پر اس کے بندوں کے حقوق عائد ہوتے ہیں، دین درحقیقت خدا اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کا دوسرا نام ہے، نماز اور زکوٰۃ ہمیں انہیں دو قسموں کے حقوق کی یاد دلاتی ہیں، "اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنَ" زکوٰۃ کا مال تو غریبوں اور مسکینوں کے لئے ہے۔

☆☆☆

افطار کرانے کا ثواب

فرمایا: مرد وخواتین سبھی اپنے رشتہ داروں اور قریبی لوگوں کو کبھی کسی روزے میں افطاری کروائیں تا کہ آپس کی تعلق داری اور قرابت داری مضبوط ہو، ہر کوئی اپنی استطاعت کے مطابق افطاری کر سکتا ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں افطاری کرانے والے کے لئے تین انعامات ہیں (۱) افطاری کرانے والے کے گناہوں کی بخشش (۲) آگ سے آزادی (۳) جتنا ثواب روزے دار کو اتنا ہی افطاری کرانے والے کو۔

تراویح اور قرآن انہماک سے پڑھیں

فرمایا: تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنا چاہئے اور اگر ہو سکے تو پورا قرآن نماز میں سننے کی کوشش کیجئے، تراویح کسی ایسے حافظ کے پیچھے پڑھئے جو پورے احترام، دل بستگی اور ذوق وشوق کے ساتھ اس طرح قرآن ٹھہر ٹھہر کر اعتدال کے ساتھ پڑھے کہ زیادہ تاخیر کی وجہ سے مقتدی بھی نہ اکتائیں اور قرآن پاک بھی اس طرح صاف صاف پڑھا جائے کہ اس کی تلاوت کا حق ادا ہو، قرآن کو بے پناہ روانی کے ساتھ بے سوچے سمجھے اس طرح پڑھنا کہ گویا سر سے ایک بوجھ اتارا جا رہا ہے، درحقیقت قرآن کے ساتھ بڑا ظلم ہے، خدا کی کتاب کا حق یہ ہے کہ اس کو دل کی آمادگی، طبیعت کی حاضری اور انہماک کے ساتھ پڑھا جائے اور اس کو سمجھنے اور اس میں غور وفکر کرنے کی عادت ڈالی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے یتلونہ حق تلاوتہ

اعتکاف اور خاموشی

فرمایا: اعتکاف کی حالت میں دوست واحباب سے ملاقات منع نہیں، نہ خاموش رہنا روا ہے بلکہ بے معنی خاموشی کو مکروہ لکھا ہے، البتہ شر سے زبان کو روکے اور خیر کی باتیں کرے، اس کی ہر وقت اور ہر جگہ کے لئے تعلیم ہے، مسجد اور اعتکاف کی حالت میں اور بھی زیادہ مناسب اور اولیٰ ہیں۔

تراویح کی کتنی رکعت ہیں

فرمایا کہ حرمین شریفین کے اندر نمازِ تراویح بیس رکعت ہوتی ہیں اور حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک تراویح کی بیس رکعت ہی ہیں اور اجماع اسی پر ہے، حضرت مالکؒ کے نزدیک چھتیس رکعت ہیں وہ ہر ترویحہ کے بعد بھی دو رکعت پڑھتے ہیں۔

حقیقتاً قابل تعلیم کون ہیں

فرمایا: آج ہم لوگ غیر مسلموں کے ماحول میں رنگے جا رہے ہیں، ان کی زندگیوں کو نمونہ بناتے ہیں، جبکہ درحقیقت اسوۂ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ کی زندگیاں اور اولیاء وصالحین کی تعلیمات اور ان کی زندگیوں کے حالات ہمارے لئے قابل تعلیم ہیں۔

جن کی شباہت اختیار کریں گے ویسا ہی حشر ہوگا

فرمایا: آج ہم جن لوگوں کے ساتھ نشست وبرخاست کریں گے، جن کی شباہت اختیار کریں گے کل قیامت کے دن انہیں لوگوں کے ساتھ ہمارا

حشر ہوگا، اس لئے اپنے آپ کو خالص اسلامی سانچے میں ڈھالیں، علماء اور اکابر ومشائخ کی صحبت اختیار کریں۔

سائنس اور ٹیکنالوجی مسلمانوں کی ایجاد

فرمایا: آج سائنس کا ذکر کرتے ہی ہم یوروپ اور امریکہ کی طرف دیکھتے ہیں، لیکن صدیوں پہلے مسلمان دانشوروں اور سائنسدانوں نے اپنی ذہانت اور محنت سے آج کے اس حیرت انگیز سائنس وٹیکنالوجی کی ترقی کے بنیادی نقوش بنائے تھے، ہسٹری آف سائنس کے مصنف جارج سارٹن لکھتا ہے کہ قرونِ وسطیٰ میں عالم اسلام علوم وفنون کا سب سے بڑا گہوارہ تھا، تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ساتویں صدی عیسوی سے لے کر تیرویں صدی عیسوی تک مسلمان علم وفنون کی دنیا پر چھائے رہے، اس دور کو سارٹن ''اسلامی دور کی سائنس'' کہتا ہے۔

ذکر اللہ سے قوت حاصل ہوتی ہے

فرمایا: مومن کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے قوت حاصل ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب سیدہ فاطمہؓ کو گھر کے کام کاج سے کمزوری محسوس ہوئی تو آپؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خادمہ چکی پیسنے کے لئے مانگی، تو حضور علیہ السلام نے ان کو اللہ کے ذکر کی یعنی تسبیح تحمید، تحلیل اور تکبیر کی تعلیم فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ اذکار تمہارے لئے خادمہ سے بہت بہتر ہیں، ان سے قوت حاصل کرو۔

ماہِ صفر کی جہالت

فرمایا: بعض جاہل لوگ کہتے ہیں کہ اس مہینہ میں لنگڑے لولے اور اندھے جنات آسمان سے اترتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب قدم رکھو تو بسم اللہ پڑھا کرو تا کہ

جنات کو تکلیف نہ ہو، جب کہ بعض لوگ تو اپنے صندوقوں، الماریوں اور در و دیوار کو ڈنڈے مارتے ہیں تاکہ جنات بھاگ جائیں، بعض لوگ ماہِ صفر کے اخری بدھ کو عید مناتے ہیں اور بعض لوگ اس دن مٹی کے برتن توڑ دیتے ہیں۔

بعض تعویذات بنوا کر مصیبتوں سے بچنے کی غرض سے پہنا کرتے ہیں، یہ خالص توہم پرستی ہے جس کو ترک کرنا ضروری ہے۔

خوشی و غم میں نیکی و عبرت کا حصول دولت عظمہ

فرمایا: دنیا اور دنیا کے اعمال انسان کو کبھی خوشیاں دیتے ہیں اور کبھی غم میں مبتلا کر دیتے ہیں، حقیقت یہی ہے کہ یہاں کی مسرت و شادمانی اور غم و ابتلا عارضی ہیں، لیکن خوشی و غم میں اگر دنیائے جاودانی کے لئے قلب و نظر کی اصلاح ہو یا کچھ نیکیاں اور کچھ عبرت حاصل ہو جائے تو اس سے بہتر کوئی دولت نہیں ہے۔

جن و انس اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کے لئے ہیں

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جن و انس کو اپنی عبادت کے لئے بھیجا، جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے ”ہم نے انسان اور جنات کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے“ (القرآن)ا

ب عبادت کے ساتھ اس کی کچھ ذاتی ضروریات بھی ہیں جن کے پورا کرنے کے لئے انسان کو کچھ وسائل اور اختیارات دیئے گئے ہیں، ان وسائل و اختیارات کا استعمال اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی و اطاعت کے ساتھ کرے گا تو محفوظ رہے گا ورنہ عذاباتِ الٰہیہ میں مبتلا ہو کر برباد ہو جائے گا جیسا کہ پچھلی قوموں کی امثال ہیں۔

☆☆☆

احکامات کی خلاف ورزی پر عذابِ خداوندی

فرمایا: جاپان کا زلزلہ اور سونامی ہمارے سامنے ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی کرنے پر ہے، کتنے بے گھر ہوئے، کتنے پانی کی زد میں آ کر بہہ گئے، انسان و حیوان کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں، بڑے بڑے جنگی بیڑے اور پانی کے جہاز سمندر سے اٹھ کر آبادیوں اور مکانات کی چھت پر آ گرے، ایک طرف سونامی کا پانی اور دوسری طرف آتش فشاں اور چلتی ہوئی آگ اور پھر لگا تار بار بار زلزلے عذاب نہیں تو کیا ہے؟ سائنسدانوں نے انکشاف کیا ہے کہ اس زلزلے سے جاپان کی زمین آٹھ فٹ اپنا رخ تبدیل کر چکی ہے۔

اسلام دشمنی اور برقعہ مخالف بل کی منظوری

فرمایا: ہر قوم اور ہر فرد کی اپنی ایک شناخت ہوتی ہے، چاہے وہ مذہبی ہو یا غیر مذہبی، وطنی ہو یا غیر وطنی سب کی جداگانہ پہچان ہوا کرتی ہے، دنیا میں ہر قوم کی تہذیب و تمدن الگ ہے، بعض میں معاشرتی اعتبار سے کچھ رسول جاری ہیں اور بعض میں مذہبی لحاظ سے کچھ پابندیاں عائد ہوتی ہیں، اسلام اور اسلامی تہذیب میں عورتوں کا پردہ لازمی امر ہے، جس پر ہر مسلمان بخوشی عمل پیرا ہے، حالیہ فرانس میں برقعہ پر پابندی کا جو بل منظور کیا گیا ہے وہ ایک انتہائی تعصب اور اسلام سے عداوت کا پیش خیمہ ہے۔

بیماری عذاب نہیں

فرمایا: اسلام مذہب فطرت ہے اس کے تمام قوانین اور اصول فطرت کے عین مطابق ہیں، چنانچہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ بیماری عذاب نہیں بلکہ رحمت الٰہی کا ایک ذریعہ ہے، یہ ہمارے لئے خیر و برکت اور فلاح و کامرانی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

بیماری شامت اعمال نہیں کفارۂ گناہ ہے

فرمایا: بعض حضرات بیماری کو گناہ اور شامت اعمال کا نتیجہ سمجھتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ بیماری کسی سابقہ گناہ کا خمیازہ ہے، حالانکہ بیماری گناہوں کا نتیجہ نہیں بلکہ کفارہ ہے، اس کے ضمن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ''بے شک اللہ تعالیٰ مومن کے تمام گناہ ایک رات کے بخار سے دور کردیتا ہے''۔

پردہ غیر ضروری خیال کیا جاتا ہے

آج ہمارے سماج کا برا حال ہے کہ پردہ کو غیر ضروری خیال کرتے ہیں، بھابیاں دیوروں سے بڑی بے تکلف ہوتی ہیں، ان سے ہنسی مذاق کرنا اپنا فرض خیال کرتی ہیں جبکہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''الحمو موت'' دیور موت ہے۔ لہٰذا دیور ہی نہیں بلکہ دیور کے علاوہ وہ تمام قرابت دار مرد ہیں جن سے نکاح کرنا درست ہے۔

چہرہ کا پردہ اور سائنسی تحقیق

اللہ تعالیٰ نے چہروں کی جلد کو بہت نازک اور حساس بنایا ہے کہ جو کہ موسم اور دھوپ وغیرہ کے اثرات سے بہت جلد متاثر ہوتی ہے، یوروپ کے ماہرین جلد اس بات پر متفق ہیں کہ موسم و دیگر اثرات سے جلد کو بچانا ضروری ہے، اس لئے اسکارف یا کپڑے چہروں پر ڈال لئے جائیں جو خواتین اپنے چہروں پر بآسانی لٹکالیں، یہ اسکارف یا کپڑے سن بلاک کا کام دیں گے۔ ان سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوں گے (۱) سورج کی تیز گرم شعائیں چہرے پر نہیں پڑے گی۔ (۲) چہرے کی رنگت

دھوپ وغیرہ سے جل کر خراب نہ ہوگی۔ (۳) دھول، مٹی وغیرہ کے ذرات جو چہرے کی جلد خراب کرتے ہیں ان سے حفاظت ہوجائے گی۔

قضائے معلق اور تعبیرِ خواب

ایک سوال کے جواب میں فرمایا: خواب کی تعبیر خواب پر موقوف رہنے کا مطلب تفسیر مظہری میں یہ بیان فرمایا ہے کہ بعض تقدیری امور تقدیر مبرم یعنی قطعی نہیں ہوتے بلکہ معلق ہوتے ہیں کہ فلاں کام ہوگیا تو یہ مصیبت ٹل جائے گی اور نہ ہوا تو پڑ جائے گی، جس کو قضائے معلق کہا جاتا ہے، ایسی صورت میں بری تعبیر دینے سے معاملہ برا اور اچھی تعبیر سے اچھا ہوجاتا ہے، اسی لئے ترمذی شریف میں ایسے شخص سے خواب بیان کرنے کی ممانعت کی گئی ہے جو عقلمند نہ ہو یا خواب دیکھنے والے کا خیر خواہ و ہمدرد نہ ہو۔ واللہ اعلم

مستقل مزاجی قیمتی سرمایہ ہے

فرمایا: مستقل مزاجی انسانی زندگی کا قیمتی ورثہ ہے اور ہمارے اکابر اور مشائخ نے تو اس کو کامیابی کا زینہ قرار دیا ہے، سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کو اوراد و وظائف کا بڑا شوق ہوتا ہے، جہاں بھی کوئی پیر شیخ نظر آیا اللہ والا نظر آیا فوراً وظیفہ پوچھتے ہیں اور اس کو عمل میں لاتے نہیں بلکہ چند دن کیا چھوڑ دیا، بھول گئے، لاپرواہی ہوتی رہتی ہے۔...... میں کہتا ہوں کہ ایسا آدمی کسی کا بھی عقیدت مند نہیں ہوتا، اس کی عقیدت عارضی ہوتی ہے، وہ چٹکیوں میں مسئلہ حل کرنا چاہتا ہے۔

احکاماتِ پردہ کے مقاصد

فرمایا: پردہ کے احکامات پر ذرا غور کیجئے تو سمجھ میں یقیناً آئے گا کہ ان کے تین بڑے مقاصد ہیں: اول یہ کہ عورتوں و مردوں کے اخلاق کی حفاظت کی جائے اور ان

خرابیوں کا دروازہ بند کیا جائے جو مخلوط سوسائٹی میں عورتوں ومردوں کے آزادانہ میل جول سے پیدا ہوتی ہیں۔ دوم یہ کہ مردوں وعورتوں کا دائرۂ عمل الگ الگ رکھا جائے تاکہ فطرت نے جو فرائض عورت کے سپرد کئے ہیں وہ انہیں اطمینان سے انجام دے سکے اور جو خدمات مرد کے سپرد ہیں وہ ان کو باطمینان بجالاسکے۔ سوم یہ کہ گھر اور خاندان کے نظام کو مضبوط ومحفوظ کیا جائے، جس کی اہمیت زندگی کے دوسرے نظاموں سے بڑھ کر ہے۔ جن لوگوں نے پردہ کے بغیر خاندان کے نظام کو محفوظ کیا ہے انہوں نے عورت کو حقوق دینے کے باوجود اپنے نظام کو درہم برہم کردیا ہے۔

قدرتِ کاملہ ذرہ ذرہ سے نہاں ہے

فرمایا: یہ حقیقت ایمان ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدت اور قدرتِ کاملہ پر یقین کامل کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں، لیکن ہاں اگر انسان اپنی تسلی کے لئے کسی دلیل کا آرزومند ہو تو اسے ہر چیز میں ذاتِ باری تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ وملکیت کریمہ نظر آئے گی، البتہ انسانی آنکھ اور اذہان اس کو دیکھنے اور سمجھنے کی سعی نہیں کرتے۔

اس ادارہ کا فیض بھی عالم میں مقبول ہے

موضع نانکہ چھتملپور میں (حضرت شیخ حافظ عبدالستار صاحبؒ خلیفہ ومجاز حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ) حضرت حافظ جمیل احمد صاحب مدظلہ کی دعوت پر جانا ہوا۔ تو طلباء واساتذہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: جس طرح دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارنپور، مفتاح العلوم جلال آباد اور ندوۃ العلماء لکھنؤ کو اللہ تعالیٰ نے مرکزیت بخشی ہے، جامعہ ستاریہ فیض عبدالرحیم بھی انہی مادرِ علمی کا پرتو ہے، اس ادارہ کا فیض بھی عالم میں مقبول ہے۔ اس ادارے کو حضرت عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شب بیداری

اور دعائے سحرگاہی سے مزیّن کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ یہاں انوار مشکوٰۃ العلوم چپے چپے میں نظر آتے ہیں، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو تاقیامت جاری رکھے اور جو یہاں آجائے وہ محروم نہ جائے، آمین۔

مومن اللہ تعالیٰ کے دیدار کے شوق میں ہنستا ہے

فرمایا: موت کے وقت گھر والے اس کی جدائی سے روتے ہیں لیکن جانے والا اللہ تعالیٰ کے دیدار کے شوق میں ہنستا ہے، جانے والا شوق سے جارہا ہے، پسماندگان مل کر رورہے ہیں، یہ جانے والے کے وارثین، اعزا واقارب اور محسنین نم آنکھوں سے اسے رخصت کرتے ہیں، اللہ کی امانت لحد کے سپرد کردیتے ہیں، نسل انسانی کے انتقال کا یہ سلسلہ تاقیامت چلتا رہے گا۔

انسان کے مزاج میں ڈر اور خوشی بسا ہوا ہے

فرمایا: انسان کا مزاج ہے کہ جب اس کو کسی شئے سے نقصان پہونچتا ہے وہ ڈرتا ہے، سانپ اور بچھو کا ذکر آجائے تو ڈر جاتا ہے، سیلاب اور طغیانی سے بھی ڈرتا ہے، زلزلہ آجائے تو اس سے بھی ڈرتا ہے، گویا نقصان پہونچانے والی جتنی بھی چیزوں کا ذکر آتا ہے تو انسان ان کی مضرتوں کی وجہ سے ڈر جاتا ہے۔

آگ جلا کر راکھ کردیتی ہے اگر بھیانک آگ لگ جائے تو انسان خوف محسوس کرتا ہے، معلوم ہوا کہ آدمی کے دل میں اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں رکھی ہیں ایک خوف اور دوسرے خوشی، اللہ تعالیٰ انسان کو ان دونوں چیزوں کے ذریعے متوجہ فرماتے ہیں، کبھی خوف دلاکر اور کبھی خوشی دکھاکر، اللہ تعالیٰ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ دونوں چیزیں ہم نے تمہارے لئے رکھی ہیں تم جس کو چاہو اختیار کرلو، چاہے خوف کے راستے کو اختیار کرلو چاہے خوشی کے راستے کو۔

مصیبت پر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا چاہیے

فرمایا: انسان جب بیمار ہوتا ہے اور اس کو تکلیف ہوتی ہے تو وہ ہائے ہائے کرتا ہے لیکن ایک اللہ والے اپنی بیماری پر صبر کر رہے تھے، مزاج پرسی کرنے والے ایک عالمِ دین نے کہا کہ آپ کا یہ طریقہ غلط ہے جب بیماری میں تکلیف ہو تو ہائے ہائے بھی کرنا چاہئے کہ یا اللہ مجھے بچالے اور مجھ پر رحم کا معاملہ فرما، اللہ تعالیٰ کو ایسے بندے پر رحم آجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت بندے پر متوجہ ہوجاتی ہے اور جب بندہ الحمد للہ کہتا ہے کہ میں بہت بڑا صابر ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو مزید آزمائش میں مبتلا کر دیتے ہیں، اس لئے اکابر نے فرمایا ہے کہ جب انسان بیمار ہوجائے تو اس کو اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے اور آہ وغیرہ بھی کرنا چاہئے تاکہ محسوس ہو کہ بیمار کو تکلیف ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کو اس پر رحم آجائے، آہ وبکا انسان کو پریشانیوں سے نجات دلاتی ہے۔

آج ہمیں دنیا کی فکر ہے آخرت کی فکر نہیں

فرمایا: حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے والدؒ کو ٹرین کے ذریعے بمبئی سے دہلی لایا جا رہا تھا، آخری وقت تھا ان سے کہا گیا کہ قاری محمد طیب صاحب کو اطلاع کردی جائے ان کے والد حضرت مولانا احمد حسن صاحبؒ نے فرمایا کہ خاموش ہوجاؤ، آخری وقت ہے میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں، کسی کو بلانے کی ضرورت نہیں ہے، یہ اللہ والوں کی بات ہے، آج ہمیں دنیا کی فکر ہے آخرت کی فکر نہیں، یہ فکر نہیں کہ ایمان پر خاتمہ ہوجائے یاد رکھئے! مومن کبھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہوتا۔

اسی طرح ایک صاحب کا آخری وقت تھا وہ اپنے پورے گھر کو دیکھ رہے تھے، پریشان تھے کسی نے پوچھا کیا بات ہے اس طرح سے کیوں دیکھ رہے ہو؟ تو انہوں نے

جواب دیا کہ بھائی اتنا عالیشان گھر ہے اور اتنا اچھا فرنیچر ہے میرے مرنے کے بعد اس کا کیا ہوگا؟ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

بیٹا اور بیٹی ہونا اللہ کی طرف سے ہے

فرمایا: کتنے منحوس اور بدنصیب ہیں وہ لوگ جو بیٹی کے پیدا ہونے پر غم مناتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے ان لوگوں کو سلام بھیجا ہے کہ جن کے گھر میں بیٹی پیدا ہو، اور ہم بیٹی کے پیدا ہونے پر غم مناتے ہیں اور بعض لوگ تو اپنی بیوی کو مارتے بھی ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس بار اگر لڑکی پیدا ہوئی تو تجھے طلاق دے دوں گا یعنی بیٹا اور بیٹی پیدا ہونے کی ذمہ داری بیوی پر ڈال دی ہے حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے بیٹی پیدا ہو یا بیٹا اس میں عورت کا کیا دخل ہے؟ ارے اولاد کی قدر و قیمت ان لوگوں سے پوچھو کہ جن کے اولاد نہیں ہے۔

تلاوتِ قرآن ذریعۂ معاش

فرمایا: آج ہم دنیوی اعتبار سے بہت ساری فکریں کرتے ہیں لیکن قرآن کریم کے پڑھنے اور پڑھانے کے تعلق سے کوئی فکر نہیں ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میری بیٹیاں سورۃ الواقعہ پڑھتی ہیں اس لئے ان کو کبھی فاقہ نہیں ہوگا اور ہمارے یہاں کیا ماحول ہے؟ اول تو ہم اپنے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم ہی نہیں دیتے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن کریم پڑھا کر کیا ہوگا سوائے وقت ضائع ہونے کے، اتنے وقت میں اگر بچہ ہوم ورک کرے تو اچھا ہے (نعوذ باللہ) ہماری سوچ اور حضرات صحابہؓ کی سوچ میں کتنا بڑا فرق ہے کہ وہاں قرآن کریم سے عشق تھا اور یہاں قرآن کریم سے دوری ہے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
اور ہم خار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

قیامت کا حشر دنیا کے صحبت پر موقوف ہے

فرمایا: حضرت مولانا محمد عمر پالن پوریؒ ابھی حال ہی کے بزرگوں میں سے ہیں انہوں نے بڑی اچھی بات کہی ہے کہ اگر آدمی یہ دیکھنا چاہے کہ قیامت میں میرا حشر کن لوگوں کے ساتھ ہوگا تو وہ دنیا ہی میں معلوم کرسکتا ہے کہ قیامت میں ہم اچھے لوگوں کے ساتھ ہوں گے یا برے لوگوں کے ساتھ، کسی نے پوچھا حضرت یہ کیسے معلوم ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا دیکھ لو تم دنیا میں کس کے ساتھ رہ رہے ہو، تمہارا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا کن لوگوں کے ساتھ ہے، تمہارے معاملات اور تمہارا لین دین کس قسم کے لوگوں کے ساتھ ہے، اگر اچھے اور نیک لوگوں کے ساتھ معاملات ہیں تو یقیناً ان ہی لوگوں کے ساتھ حشر ہوگا، اور برے لوگوں کے ساتھ ہیں تو حشر بھی ان ہی کے ساتھ ہوگا، اس لئے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ کہ دنیا میں تم جن لوگوں کی شباہت اختیار کروگے تمہارا حشر ان ہی لوگوں کے ساتھ ہوگا۔

ہر نیکی اللہ کی طرف سے ہے

فرمایا: انسان دوسرے انسان سے اپنے عیوب چھپا سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے نہیں، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نیکی کرو تو بھی اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو اور برائی کرو تو بھی اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو، اپنی نیکیوں پر بھروسہ کرنا اور اپنی اچھائیوں پر تکیہ کرنا یہ نیک لوگوں کا کام نہیں ہے بلکہ ہر حال میں اس کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے، اسلئے کہ اگر نماز کی توفیق ہو رہی ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اگر صدقہ اور خیرات

کرنے کی توفیق مل رہی ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اللہ تعالیٰ توفیق نہ دیں تو انسان کوئی نیک کام نہیں کرسکتا۔

انسان چھوٹی نیکیوں کو حقیر نہ سمجھے

فرمایا: حدیث میں ہے کہ نیکی کرنے پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے اس نیکی کی توفیق عطا فرمائی، یہ میرا کمال نہیں بلکہ یہ تو آپ کا فضل ہے، انسان چھوٹی چھوٹی نیکیوں کو حقیر سمجھتا ہے حالانکہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان جب چھوٹے چھوٹے نیک کام کرتا ہے تو اس کو بڑے نیک کام کرنے کی بھی توفیق ہو جاتی ہے، اور جب انسان گناہ کرتا ہے تو پہلے چھوٹے چھوٹے گناہ کرتا ہے اس کے بعد اس کی نحوست سے وہ بڑے بڑے گناہ کرنے لگتا ہے اور پھر اس کی عادت بن جاتی ہے۔

شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے

فرمایا: انسان کے ساتھ شیطان اور دنیاوی حرص ہمیشہ لگی ہوئی ہے، جب شیطان انسان کو غافل پاتا ہے تو وہ اپنے اثرات ڈالنے کی کوشش کرتا ہے، اللہ کے ذکر میں گرمی اور حرارت ہوتی ہے جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو شیطان انسان سے دور ہو جاتا ہے، حدیث پاک میں ہے کہ شیطان اپنی سونڈ کو انسان کے قلب کے سوراخ میں داخل کرتا ہے اور غلط قسم کے وساوس دل میں ڈالتا ہے، جب انسان اللہ کا ذکر اور اللہ کی یاد میں غرق ہوتا ہے تو شیطان اپنا ڈنک باہر نکال لیتا ہے اور پھر اس انتظار میں رہتا ہے کہ کب آدمی غافل ہو اور میں اپنا کام شروع کروں۔

انسان قرآن کریم کو اپنا گائڈ سمجھے

فرمایا: قرآن کریم ایسی کتاب ہے جو ساری دنیا کو منور کر رہی ہے مگر مسلمان ظلمت اور اپنی بدعملی کے اندھیرے میں ایسا بھٹک رہا ہے کہ اس کو سب کچھ نظر آتا ہے لیکن کتاب اللہ نظر نہیں آتی ، اس وقت دن کا ایک بج رہا ہے اگر کوئی آدمی چراغ جلا کر باہر روڈ پر کوئی چیز تلاش کرے تو اس کو آپ کیا کہیں گے؟ یہی کہ یہ بے وقوف ہے، دیوانہ ہے ، اس کو معلوم ہے کہ اس وقت سورج بالکل آسمان کے درمیان ، سر پر ہے اور اپنی روشنی سارے عالم میں بکھیر رہا ہے ایسے موقع پر چراغ کیا کام آسکتا ہے، یہ ایک مثال ہے کہ قرآن ہمارے پاس ہے اور نبی کریم ﷺ کی شریعت ہمارے پاس ہے لیکن ہم نے ان سب کو چھوڑ دیا ہے جس طرح سے وہ پاگل آدمی سورج کی روشنی اور دھوپ کی پرواہ کئے بغیر ایک چراغ کی لو سے کسی چیز کو تلاش کرنے کی کوشش کر رہا ہے بالکل اسی طرح سے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ نے ہمیں جو راستے بتائے ہیں ان راستوں کو چھوڑ کر دنیا والے جو راستے ہمیں بتا رہے ہیں ان پر چل کر ہم اپنی کامیابی تلاش کر رہے ہیں ، انسان کو اصلاح کی فکر ہونی چاہئے ، اپنے نفس اور دل پر انسان کو ہمیشہ مطلع رہنا چاہئے ، فکر رہنی چاہئے کہ کہیں میرا نفس غالب تو نہیں ہو رہا ہے ، میرا قدم کہیں غلط طریقے پر تو نہیں چل رہا ہے۔

دوستو! ہمیشہ اپنی اصلاح کی فکر ہونی چاہئے ، کوئی کتنا بڑا عابد اور زاہد ہو جائے آخر دم تک اس کو اصلاح سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔

عورت کی بھی اصلاح ضروری ہے

فرمایا: مردوں کو اپنی اصلاح کی فکر کرنے کے ساتھ عورتوں کی اصلاح کی فکر بھی کرنی چاہئے ، اگر ایک ماں کی اصلاح ہوتی ہے تو پوری نسل کی اصلاح ہوتی ہے ، علماء

کرام نے لکھا ہے کہ اگر کسی خاندان میں کوئی بڑا اللہ والا پیدا ہو جائے تو اس کا اثر سات پشتوں تک رہتا ہے ، عورت کی بھی اصلاح ضروری ہے ، والدین گاڑی کے دو پہیوں کی طرح ہیں ، اگر ایک پہیہ خراب ہو جائے تو گاڑی نہیں چل سکتی ، بس جب تک عورت دیندار نہ ہوگی گھر کا ماحول صحیح نہیں ہو سکتا ، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا اَلْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبَاتِ کہ نیک مردوں کو نیک عورتیں ملتی ہیں اور نیک عورتوں کو نیک مرد ملتے ہیں اور خبیث عورتوں کو خبیث مرد ملتے ہیں اور خبیث مردوں کو خبیث عورتیں ملتی ہیں ، اب ہم سوچ لیں اور اپنے گریبان میں جھانک لیں کہ ہم کن لوگوں میں سے ہیں۔

گھر والوں کی بھی اصلاح ضروری ہے

فرمایا: آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر انسان اپنے گھر والوں کی بھی اصلاح کرے اور اس کے لئے راستے بھی تلاش کرے فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ دوڑو اللہ کی طرف ، نماز کا وقت آجائے تو نماز کی طرف جانا ، اللہ کی طرف دوڑنا ہے ، تلاوت کا وقت ہو تو تلاوت کرے ، ہر کام اور ہر معاملہ میں سوچے کہ اللہ ہمیں دیکھ رہے ہیں ، دل چاہتا ہے کہ تجارت میں بے ایمانی کرو لیکن نہیں اللہ دیکھ رہا ہے اسلئے دوستو! ہر انسان کو اپنی اصلاح اور اولاد کی تربیت کی فکر ہونی چاہئے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی کرنی چاہئے کہ اللہ پاک ہمیں سنت نبوی پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آخرت میں صرف اعمال کام آئیں گے

ارشاد فرمایا: علماء نے فرمایا ہے کہ اللہ والا وہ ہے جس کو دیکھ کر خدا یاد آجائے اور جس کی مجلس میں بیٹھنے کی وجہ سے خوف خدا اور انکساری پیدا ہو جائے اور نبی ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنا آجائے ، آج دنیا کے حالات بدل چکے ہیں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کون

درحقیقت اللہ والا ہے، بس جوکرامت دکھاتا ہے اس کو اللہ والا کہا جاتا ہے چاہے اس کی زندگی بدعملی میں گذر رہی ہو اور چاہے وہ غلط راستے پر ہی کیوں نہ چل رہا ہو، ہم ایسے لوگوں کو پیر مانتے ہیں جو بڑے بڑے کرتے اور بڑی بڑی پگڑیاں اور ٹوپیاں پہنتے ہیں اور جن کے پیچھے لوگ رہتے ہیں جو اپنے آپ کو پیر کہتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ مجھے پیر مانو تمہارے اوپر جنت واجب ہوجائے گی اور تم آرام سے جنت میں چلے جاؤ گے، ایسے لوگ شیطان ہوتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے صاف ارشاد فرمایا کہ بخشش کا دارومدار اپنے ایمان اور اعمال پر اور محض فضلِ خداوندی پر منحصر ہے۔

امت محمدی کا دعویٰ ہی کافی نہیں عمل بھی ضروری ہے

فرمایا: صرف دعویٰ کرنے سے کام نہیں چلے گا کہ حضور ﷺ کا امتی ہوں وہ میری سفارش کریں گے کچھ اعمال بھی ہمارے پاس ہوں جب کام چلے گا ورنہ مشکل ہوجائے گا، حضور اکرم ﷺ تو اسی وقت سفارش فرمائیں گے جب آپ بھی حضور ﷺ کی لاج رکھتے ہوں یعنی حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق عمل کرتے ہوں، اگر کچھ نہیں کیا ہے پوری زندگی بدعملی میں گذرگئی پھر بھی شفاعت کی امید کررہا ہے تو اس سے کام نہیں چلے گا خود بھی کچھ کرنا ہوگا ورنہ حالات اتنے سنگین ہوں گے کہ کوئی پوچھنے والا نہیں ہوگا۔

روایت میں ہے کہ ایک امتی حضور ﷺ کے پیچھے بھاگا جائے گا یہاں تک کہ آپ ﷺ کا دامن تھام لے گا اور کہے گا یا نبی اللہ ﷺ میں آپ کا امتی ہوں، اس وقت اللہ کے نبی ﷺ غصے میں اپنا دامن چھڑالیں گے اور فرمائیں گے دور ہوجا تو نے دنیا میں میری سنتوں پر عمل نہیں کیا آج ضرورت پڑی ہے تو امتی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

☆☆☆

بہت سے پیر شیطان ہیں

فرمایا: ایسے پیر اور شیخ جو مریدوں کی کمائی پر نظر رکھتے ہوں ایسے پیروں سے دور رہنا چاہئے، ایسے پیر جو عورتوں سے مصافحہ کرتے ہوں اور غیر عورتوں سے خدمت کراتے ہوں ایسے شیطانی پیروں سے دور رہنا چاہئے، حضرت پیران پیر دستگیرؒ نے فرمایا ہے کہ وہ پیر نہیں بلکہ شیطان ہے جو نامحرم عورتوں کو اپنے سامنے بٹھا کر بات کرتا ہے پیر دبواتا ہے، تنہائی میں بلاتا ہے وہ پیر نہیں شیطان ہے، بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ پیر وہ ہوتا ہے کہ دیوار اور عورت اس کے لئے برابر ہو، اس کے اندر شہوت کا غلبہ ہی نہ رہے، آج کل تو پتہ ہی نہیں چلتا ہے کہ اصلی اور نقلی پیر کون ہے، اصلی اور نقلی کا معیار قرآن وسنت ہے جو شخص قرآن وسنت کے مطابق اپنی زندگی گذار رہا ہے وہی اصلی پیر ہے اور جو اس کے خلاف ہو وہ نقلی پیر ہے، پیر اور نماز چھوٹ جائے، پیر اور روزہ چھوٹ جائے، پیر اور جھوٹ بولے، پیر اور برائی کرے، پیر اور بدکاری کرے، پیر اور شراب پئے، شرم آنی چاہئے ایسے لوگوں کو جو پیروں کے نام پر دھبہ کلنک بنے ہوئے ہیں، ایسے لوگ سیدھے سادھے ایمان والوں کو گمراہ کررہے ہیں، یہ پیر نہیں ایمان پر ڈاکہ ڈالنے والے ہیں۔

ایک یہودی کی نقل اللہ کو پسند آگئی

ارشاد فرمایا: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک شخص نے ایک یہودی کو جنت میں ٹہلتے ہوئے دیکھا تو ان کو بڑا تعجب ہوا اور انہوں نے اس یہودی سے پوچھا کہ بھائی تم تو جنت میں ٹہل رہے ہو تمہیں یہ مقام کیسے ملا؟ تو اس یہودی نے جواب دیا کہ میں حضرت عمرؓ کی نقل کیا کرتا تھا کہ وہ دربار میں کیسے بیٹھتے ہیں

اورلوگوں کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہیں، حالانکہ میں یہ سب مذاق میں کیا کرتا تھا مگراس نقل کواللہ نے اتنا پسند فرمایا کہ مرنے سے پہلے مجھے ایمان کی توفیق ہوگئی اوراللہ نے جنت میں داخل کردیا۔

زمزم سے بہتر پانی نہیں

یہودیوں کی ایک ایجنسی نے افواہ اڑائی تھی کہ زمزم بہت قدیم بلکہ ہزاروں سال پرانا پانی ہے جس سے لوگ بیمار ہوسکتے ہیں چنانچہ سعودی عرب کے بادشاہ شاہ فیصل مرحوم نے دنیا کے بڑے بڑے سائنس دانوں اور پانی کے ماہرین کو بلایا اور کہا کہ اس پانی کو چیک کریں کیسا ہے؟ سبھوں نے یہ رپورٹ دی کہ آبِ زمزم سے بہتر دوسرا پانی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس نشانی کو قائم فرمایا، حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس کے اندر جتنا زیادہ ایمان ہوگا اتنا ہی زیادہ اس پانی کو پیے گا اور جس نیت سے پیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری کرتے ہیں تو زمزم حضرت ابراہیم علیہ السلام اوران کی اولاد کی یادگار ہے۔

محبوب کے ساتھ رہنے سے محبوبیت حاصل ہوتی ہے

فرمایا: جب ایک بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے اوراس کے گھر والے اس کا ساتھ دیتے ہیں دین کی اشاعت کے لئے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گھر والوں کو بھی محبوب بنالیتے ہیں ابراہیم علیہ السلام ایسے ہی پاکیزہ انسان تھے جو بھی نبی تھے اوران کو بیوی بھی ایسی ہی ملی تھی صابرہ شاکرہ کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے ان کو حکم دیا آمَنَّا وَصَدَّقْنَا کہتی رہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پیدا فرمایا، ان کو ذبیح اللہ بنایا اور نبی بھی۔

اللہ تعالیٰ نے دکھادیا کہ بندہ جب ہماری راہ میں جدوجہد کرتا ہے تو ان کا ساتھ دینے والے کو بھی ہم اپنا محبوب بنالیتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے نبوت عطا فرمائی اوران کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے نبی بنادیا تاکہ دونوں ساتھ ساتھ احکامِ خداوندی کا فریضہ انجام دیں، آج بھی ساری دنیا کے مسلمانوں پر لازم اور فرض ہے کہ ہمارا بھائی اگر دین اسلام کی خدمت کررہا ہے تو سب کو اس کا ساتھ دینا چاہئے ہوسکتا ہے کہ اس کا ساتھ دینے سے اللہ تعالیٰ ہم کو بھی اپنا محبوب بنالیں اور ہم سے بھی راضی ہوجائیں۔

اللہ کی راہ میں رکاوٹ نہ ڈالیں

فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مبارک زندگی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کوئی انسان نیک کام کررہا ہے اور اللہ کی راہ میں ہے تو اس کے کام میں رکاوٹ ڈالنے کے بجائے ہم اس کا ساتھ دیں، ہوسکتا ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی شرف قبولیت سے نوازے اور ہمیں بھی اپنا محبوب بنالے، بڑا عجیب معلوم ہوتا ہے کہ ہم سے تو کوئی دین کا کام تو ہوتا نہیں اگر ہمارا بھائی کررہا ہے تو ہم ہی رکاوٹ بننے کی کوشش کرتے ہیں، ایک آدمی ہے کل تو نماز نہیں پڑھتا تھا آج نماز پڑھ رہا ہے تو شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ارے بھائی یہ کیا ہوگیا ارے یہ تو بڑے مولانا صاحب بن گئے ملاجی بن گئے پتہ نہیں اور کیا کیا القاب سے نوازتے ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اسی پچھلے راستے پر لوٹ آتا ہے، کچھ لوگوں کی عادت یہ ہوتی ہے کہ بلاضرورت کسی کو لعن طعن کرتے ہیں اور کہتے ہیں دیکھا دکان کو چھوڑ کر مسجد چلا جاتا ہے دکان اور کاروبار کو چھوڑتا ہے اور دوسرے کاموں میں لگ جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

☆☆☆

ہر چیز کی ایک ضد ہے

فرمایا: دن ہے تو رات کو بھی پیدا کیا یہ بھی نعمت ہے، دن کے اُجالے کو غنیمت سمجھا جائے اور رات کی اندھیری کو آرام کے لئے استعمال کرے، اسی طرح صحت دی تو بیماری بھی ہے کہ صحت ہی صحت نہیں جب بیماری کو یاد کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی شکر گذاری بھی کرے گا کہ یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے صحت جیسی نعمت عطا فرمائی ہے، ایک انسان کمزور ہے دوسرا انسان طاقتور ہے دونوں میں کتنا تضاد ہے، ایک انسان عقل والا ہے اور دوسرا پاگل اور دیوانہ ہے دونوں میں کتنا فرق ہے، اسی طرح ایک انسان شکر گذار ہے اور دوسرا ناشکرا ہے دونوں میں کتنا فرق ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی ضد رکھی ہے، معلوم ہوا کہ ہر ایک چیز کے دو رُخ ہیں تا کہ آدمی اچھے اور برے کو سمجھے۔ اسی طرح غذاؤں میں بھی اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزوں کو حلال اور کچھ کو حرام قرار دیا ہے، جن کے اندر پاکیزہ صلاحیت اور آخرت بنانے کی فکر ہے وہ حلال چیزوں کو پسند کرتے ہیں اور جن کو اچھی اور بری چیز کی تمیز نہیں ہے اور آخرت کی کوئی فکر نہیں ان کے یہاں حلال وحرام کی کوئی تمیز نہیں۔

شراب سے عقل ماؤف ہو جاتی ہے

فرمایا: حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ شراب ایسی بلا ہے جس سے انسان کی عقل بہک جاتی ہے، عقل میں فطور پیدا ہو جاتا ہے، شراب سے بگاڑ آ جاتا ہے، حضور ﷺ نے شراب پینے والوں پر لعنت فرمائی ہے مگر آج شراب اتنی عام ہو چکی ہے کہ انگریزی دواؤں میں بھی شراب اور الکوحل موجود ہے، خصوصیت کے ساتھ نیند اور کھانسی کی دواؤں میں اور موذی بیماریوں کی دواؤں میں، بیس تیس، چالیس پرسنٹ موجود ہے ہمیں یہ احساس نہیں کہ ہم کیا خرید رہے ہیں اور وہ شراب ہم دوا کے طور پر پی رہے ہیں۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ

یورپ کا حال

فرمایا: یوروپ کی حالت تو یہ ہے کہ عیسائی ہو یا یہودی، پانی کی جگہ شراب پی رہے ہیں، ایک صاحب سے ہماری ملاقات ہوئی انہوں نے بتایا کہ ماسکو میں ایک صاحب نے ان کی دعوت کی کہ شام میں آپ ہمارے مہمان ہوں گے، یہ ہندوستان کے رہنے والے تھے جب ان کے یہاں پہونچے تو میزبان نے ایک پیالے میں سوپ پیش کیا، انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے؟

میزبان نے کہا کہ یہ تو ہماری بہت پسندیدہ غذا ہے بلکہ پورے شہر اور پورے معاشرے میں بہت ہی زیادہ پسند کیا جاتا ہے انہوں نے پوچھا یہ سوپ کس چیز سے بنتا ہے؟ میزبان نے کہا کہ یہ خنزیر کے گوشت سے بنتا ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مہمان نے کہا کہ بھائی خنزیر تو حرام ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف ارشاد فرمایا کہ خنزیر کا گوشت اس کی ہڈی، اس کی کھال، اس کی چربی سب حرام ہے اور آپ لوگ خنزیر کا گوشت کھا رہے ہیں یہ تو آپ کی عقل خراب کر دے گا اور آپ کے ایمان کو دل سے نکال دے گا، تو انہوں نے بڑے تعجب کا اظہار کیا کہ واللہ ہمیں تو آج تک معلوم نہیں تھا کہ سور کے گوشت سے ایمان خراب ہو جاتا ہے۔

بری سوسائٹی کا اثر

اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کے مسلمانوں کو بہت اچھے حالات میں رکھا ہے، ہمیں اپنے نوجوانوں کی زیادہ فکر کرنی چاہئے کہ غلط ماحول اور بری سوسائٹی میں نہ جائیں جس سے ان کی زندگی خراب ہو، ایمان برباد ہو جائے، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

آخرت میں باز پرس ہوگی

فرمایا: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن باپ سے یہ سوال کیا جائے گا تو نے اپنے بچوں کی کس طرح پرورش اور تربیت کی؟ آجکل ماں باپ یہ سمجھتے ہیں کہ روٹی، کپڑا اور مکان کے بعد ان کی ذمہ داری ختم ہوگئی، حالانکہ ایسا نہیں ہے، حضور اکرم ﷺ نے صاف ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن باپ سے سوال کیا جائے گا کہ تو نے اپنے بچوں، گھر والوں کی کیوں دیکھ بھال نہیں کی، آج ہمارے نوجوانوں میں گٹکھے کا رواج ہوگیا ہے، یہ گٹکھا ایسی بلا ہے جو آدمی کے ظاہر اور باطن کو خراب کر دیتا ہے، گٹکھا بنانے والے بتاتے ہیں کہ چھپکلی اور گھر گٹ اس میں شامل کیا جاتا ہے تب جا کر گٹکھا بنتا ہے، آج کا نوجوان اس کا عادی ہے، ایک وقت کا کھانا نہ ملے تو برداشت ہے لیکن گٹکھا ملنا چاہئے، اس کے متعلق ڈاکٹر بتا رہے ہیں کہ جو گٹکھا استعمال کرتا ہے اس کو منہ اور گلے کا کینسر آتا ہے، بہت سے نوجوان میرے پاس بھی علاج کے لئے آتے رہتے ہیں، ان کا منہ ہی نہیں کھلتا ہے اور منہ کے اندر قسم قسم کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ لوگوں میں خمر کا رواج ہوگا مگر ان کو احساس نہیں ہوگا، وہ دور آج آگیا ہے، ہمارے گھروں میں گٹکھے، گُل، تمباکو اور بیڑی سگریٹ کے نام پر معاشرے کو گندہ کیا جا رہا ہے۔

انسان وہ ہے جو اللہ سے قرب رکھتا ہو

فرمایا: انسان اس کو کہتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ سے قرب اور محبت رکھتا ہو، اللہ کا خوف رکھتا ہو اور جس کے اندر اخلاق حسنہ ہوں اور جس کے اخلاق عمدہ ہوں

دوسروں کو بھلائی پہونچانے کا ارادہ رکھتا ہو یہ ساری صفات انسان کے اندر رہیں یعنی انسان وہ ہے جس کے دل میں پوری انسانیت کا درد ہو اگر کسی کو تکلیف یا کسی پر ظلم ہو رہا ہو، کسی کے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہو یا کسی کے ساتھ معاملہ غلط ہو رہا ہو تو یہ اس کا ساتھ دے یا کم از کم اس کو اپنے دل میں محسوس کرے۔

قیامت کے دن ہر ہر نعمت کا حساب دینا ہوگا

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے، ان نعمتوں کا قیامت کے دن حساب ہوگا اس دن پوری دنیا کو جمع کیا جائے گا اور ایک ایک چیز بلکہ ایک ایک قطرہ کا حساب دینا ہوگا، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس طرح حساب لیں گے کہ تصور میں نہیں آسکتا، اور یوں ارشاد فرمایا کہ جس آدمی سے حساب لیا گیا گویا وہ ہلاک ہوگیا، اللہ تعالیٰ حساب لینے پر آئیں اور انسان کی کوئی غلطی رہ جائے یا چوک ہو جائے یہ ناممکن ہے، اسی لئے حضور ﷺ دعا فرماتے یا اللہ بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل فرما۔ یعنی اگر حساب لیا جائے تو یہ بہت مشکل ہوگا، ایک آدمی صبح سے شام تک جو خرچ کرتا ہے اگر وہ نہ لکھے تو دوسرے دن کا حساب دینا مشکل ہو جاتا ہے۔

بڑی نعمتوں کا شکر کیا ادا کر سکتی ہے؟

ہم یہاں سو دو سو آدمی بیٹھے ہیں شاید میں سمجھتا ہوں کہ پانی پینے کی دعا کسی کو یاد نہیں ہے، پانی پینے کی دعا حضور ﷺ نے بیان فرمائی سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یہ تو ہم سب ہی پڑھتے ہیں اس امت کا کیا حال ہوگا کہ جس کو پانی پینے کی دعا بھی یاد نہ ہو وہ بڑی بڑی نعمتوں کا شکر کیا ادا کر سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا. حَدَائِقَ وَاَعْنَابًا کہ قیامت کے دن متقیوں کو ہم پورا پورا بدلہ دیں گے اور ان

کے لئے بڑے بڑے باغات ہوں گے، آج کسی کو اگر پانچ ایکڑ کا ناریل کا باغ مفت میں مل جائے وہ آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ پھر پانی پینے کی دعا پڑھی الحمد للہ الذی سقانا ماءً غذبًا و لم یسقنا ملحًا اُجاجًا.

دنیا کی زندگی چندروزہ ہے اصل تو آخرت ہے

حضرات! انسان سوچتا ہے میں دنیا میں آ گیا ہوں اب یہ دنیا ہی میرے لئے سب کچھ ہے ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کے علاوہ بھی ایک عجیب دنیا بنائی ہے وہ متقی اور پرہیزگاروں کے لئے ہے جس کو اللہ نے محفوظ رکھا ہے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو ڈھانپ دیا ہے پریشانیوں سے اور غربت وافلاس سے، جو بندہ ان تمام مصائب پر صبر کرے اور اللہ سے مانگے اور کہے یا اللہ میں ان تمام چیزوں پر خوش ہوں جو تو نے مجھے عطا کی ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو قیامت کے دن ضرور جنت میں داخل فرمائیں گے، اسی طرح دوزخ کو اللہ نے ڈھانپ دیا ہے رنگینیوں سے خوبصورتی سے، خواہشات اور ہوس سے، جو شخص ان پر ٹوٹ پڑے گا وہ دوزخ میں جائے گا، اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا یا اللہ تو میری مغفرت فرما اور میری امت کی بھی مغفرت فرما، اور بار بار اپنی امت کی مغفرت کی دعا فرماتے تھے، اللہ نے قرآن کریم میں فرمایا رَبَّنَا اغْفِرْلِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابِ.

انسان دعا کرنے میں کنجوسی نہ کرے

فرمایا: مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ جب وہ اپنے لئے دعا کرے تو اپنے والدین کے لئے بھی مغفرت کی دعا کرے بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کی مغفرت کی دعا کرے، انسان کو خودغرض نہیں ہونا چاہئے جب پوری امت کے لئے دعا کرتا ہے

تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ اس کو بھی وہ چیز عطا فرما جس کی یہ دوسروں کو دعا دے رہا ہے۔

حسد، کینہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں

آج ہمارے اندر حسد ہے پڑوس میں اگر کسی کو خوش دیکھا تو پیٹ میں درد شروع ہو جاتا ہے، نیک تمناؤں کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ حسد کینہ اور بغض عود کر آتا ہے جو اللہ کو بالکل پسند نہیں ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دوسروں کے لئے دعا کرو اللہ تعالیٰ وہ چیز تمہیں بھی مرحمت فرمادیں گے، ایک دوسری حدیث میں ہے جب کوئی بندہ اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر اپنے کسی رشتہ دار یا والدین کے لئے دعا کرتا ہے تو فرشتہ اس کے ساتھ لگا رہتا ہے اور اس کے رخسار سے اپنا رخسار لگا دیتا ہے اور کہتا ہے یا اللہ یہ بندہ جو دوسروں کے لئے مانگ رہا ہے اس کو بھی عطا کر، دوسروں کے لئے بھلائی مانگنے سے اس کے لئے خود بخود بھلائی ہو جائے گی، تم دوسروں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا، تم انسانوں کی بھلائی چاہو پیدا کرنے والا تمہاری بھلائی چاہے گا، آج آدمی خودغرض بن گیا ہے ساری بھلائی اپنے لئے ہی چاہتا ہے دوسروں کے لئے نہیں۔

دنیا ایک سفر ہے جس کی منزل آخرت ہے

فرمایا: یہ دنیا کی زندگی بہت تھوڑی سی ہے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کی قدر کریں اور سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ زندگی کتنے دنوں کے لئے دی ہے آدمی ہمیشہ رہنے کے لئے یہاں نہیں آیا یہ تو ایک سفر ہے دنیا میں آنے سے پہلے شکم مادر میں تھا اور اس سے پہلے عالم ارواح میں تھا ابھی عالم دنیا میں ہے اور پھر یہاں سے رخصت ہو کر عالم برزخ میں اور پھر عالم آخرت میں ہوگا، منزلیں بدلتی رہیں گی، آدمی تو اسی طرح باقی رہے گا لیکن مقامات بدلتے رہیں گے، انسان سوچتا ہے کہ جب مر جائیں گے تو بس مٹی میں

مل جائیں گے یہ کفار و مشرکین کا عقیدہ ہے حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ نے اپنے خطبات میں فرمایا کہ انسان کی زندگی مسلسل ہے یہ کبھی ختم نہیں ہوگی البتہ مقامات بدلتے رہیں گے، اسلئے ضرورت ہے اس بات کی کہ ہم نیکیوں سے اپنے اعمال نامے بھریں تاکہ ہماری آخرت سنور جائے۔ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اللہ تعالیٰ کی محبت ماں کی محبت سے ہزار گنا زیادہ

فرمایا: فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ دوڑو اللہ کی طرف، کسی چھوٹے بچہ کو جب کوئی پریشانی ہوتی ہے مصیبت آتی ہے یا ڈر محسوس ہوتا ہے تو ماں کی طرف بھاگتا ہے اور ماں سے جاکر چمٹ جاتا ہے، گویا ماں کی گود اس بچہ کے لئے امن اور شانتی کا گہوارہ ہے بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ماں اس کو مارتی ہے بھگاتی ہے لیکن بچہ بھاگنے کے بجائے ماں کی گود میں بیٹھ جاتا ہے ماں اس کو کوستی ہے اس پر غصہ کرتی ہے ناراض ہوتی ہے لیکن حقیقت میں اندر سے پیار کرتی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو ماں سے بھی زیادہ محبت، عنایت، لطف وکرم اور پیار کرتے ہیں، جتنی محبت ماں اپنے بچہ سے کرتی ہے اس سے ہزار گنا زیادہ محبت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کرتے ہیں۔

مسلمان کسے کہتے ہیں

فرمایا: ایمان چونکہ ایسی نعمت ہے جو تمام برائیوں سے بچانے والی ہے، مسلمان مسلّم ایمان ہے سر سے پیر تک نور ہی نور، ایمان ہی ایمان، مسلمان وہ ہے کہ جس کو دیکھ کر خدا یاد آئے، مسلمان وہ ہے کہ جس کی مجلس میں بیٹھ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی یاد آجائے، دل میں خوفِ خدا پیدا ہو جائے، رضائے الٰہی اور محبتِ خداوندی

پیدا ہو جائے، آخرت کی فکر اور دنیا سے بیزاری پیدا ہو جائے، آپ کسی تاجر کے پاس بیٹھیں گے تو آپ سے وہ تجارت ہی کی بات کرے گا، عطر بیچنے والے کے پاس بیٹھیں گے تو وہ عطر کی بات کرے گا مسلمان پہلے مسلمان ہے اس کے بعد تاجر، پہلے مسلمان ہے اس کے بعد دوکاندار وغیرہ وغیرہ۔ مسلمان داعی الی اللہ ہے یعنی اللہ کی طرف بلانے والا ہے اسی کو مسلمان کہتے ہیں اس کے ہاتھ، پیر، اس کی حرکات وسکنات اور اس کی ہر ادا اللہ کی طرف بلانے والی ہو۔ مسلمان اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ دینِ اسلام کی فکر میں گذارے اور دین کو زندہ رکھنے والی باتیں اس کی زبان سے نکلیں اسی کو مسلمان کہا جاتا ہے۔

ایک عبرت آمیز واقعہ

فرمایا: ایک جگہ دو بھائی رہتے تھے ان میں سے ایک بھائی بڑا نیک اور بہت دیندار تھا جبکہ دوسرا بھائی شرابی اور بدکار تھا، بڑے بھائی اوپر والی منزل پر رہا کرتے تھے اور ہر وقت اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے اسی طرح پچیس سال کا عرصہ گذر گیا اور چھوٹا بھائی جو نیچے رہا کرتا تھا اس کی محفل میں شرابی اور کبابی، گانے بجانے والے عیاش قسم کے لوگ رہا کرتے تھے، بڑا بھائی ہمیشہ اپنے چھوٹے بھائی کو حقیر سمجھتا تھا کہ عجیب بد بخت آدمی ہے ہمیشہ گناہوں میں مبتلا رہتا ہے دیکھو اللہ تعالیٰ نے مجھے کتنا نیک اور صالح بنایا ہے میری مجلس میں ہمیشہ نیک لوگ بیٹھتے ہیں پچیس سال سے بڑا بھائی نیکیوں میں اور چھوٹا بھائی گناہوں میں مبتلا تھا یکا یک بڑے بھائی کے دل میں بات پیدا ہوئی کہ اتنے دن ہو گئے ہیں نیکیاں کرتے کرتے، دنیا کا تو کچھ مزہ ہی نہیں لیا چلو آج چھوٹے بھائی کی محفل میں بیٹھ کر دیکھیں کیا مزہ ملتا ہے، عین اسی وقت چھوٹے بھائی کے دل میں یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ گناہ کرتے کرتے ایک طویل زمانہ گذر گیا کبھی نیکیاں تو کی ہی

نہیں چلو آج بڑے بھائی کی مجلس میں بیٹھ کر دیکھتے ہیں ہوسکتا ہے خدا کا خوف پیدا ہوجائے، بڑا بھائی اوپر سے نیچے اتر رہا تھا چھوٹے بھائی کی مجلس میں رقص وسرور کا مزہ لینے کے لئے اور چھوٹا بھائی نیچے سے اوپر جارہا تھا نیک بھائی کی مجلس میں، اللہ والوں کے ساتھ شریک ہونے کے لئے (اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتْ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے) اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عزرائیلؑ کو حکم ہوا جاؤ دونوں بھائیوں کی روح کو قبض کرلو چنانچہ حضرت عزرائیلؑ نے دونوں کی روح کو قبض کرلیا، چھوٹا بھائی توبہ کرچکا تھا کہ یہ کام نہیں کروں گا کیونکہ یہ کام براہے لہٰذا وہ جنت میں پہونچ گیا اور بڑا بھائی ساری نیکیوں کو چھوڑ کر برائیوں کی طرف آرہا تھا اس لئے اس کو دوزخ میں پہونچادیا گیا۔ (اَلْاَمَانُ اَلْحَفِیْظُ) اسی لئے کہتے ہیں کہ ہر مومن موت کے وقت تک اصلاح حال کی فکر کرتا رہے اور ایمان کی سلامتی کی دعا مانگتا رہے۔

خدمت خلق سے خدا ملتا ہے

فرمایا: اللہ تعالیٰ کو پانا ہے تو مخلوق کی خدمت کرنا چاہیے خدمت کئے بغیر خدا نہیں ملتا۔ آدمی نماز پڑھتا ہے اس کا بدلہ جنت ہے روزہ رکھتا ہے تو اس کا بدلہ جنت ہے، زکوٰۃ دیتا ہے اس کا بدلہ جنت ہے، نوافل ادا کرتا ہے تو اس کا بدلہ جنت ہے اور احکم الحاکمین ارشاد فرماتے ہیں بندوں کی خدمت کا بدلہ میں ہوں، دوستو! کوشش ہونی چاہئے کہ ہماری ذات سے ہر کسی کو فائدہ پہونچے، نقصان نہ پہونچے یہ بات اللہ تعالیٰ کو بے حد پسند ہے، اللہ رب العزت ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

☆☆☆

ایمان ایک روشنی ہے

فرمایا: ایمان ایک ایسی روشنی ہے جس سے اللہ تعالیٰ بہت سے علوم انسان پر منکشف فرمادیتے ہیں، اللہ نے غم اور خوشی بھی عطا فرمائی، عید بھی اور قربانی بھی، غرض انسانی زندگی مجموعہ ہے، بہت ساری چیزیں اس کی زندگی میں شامل ہیں، انسان کے مزاج میں، انسان کے عادات اور خصائل میں، انسان کی غذا اور چلنے پھرنے میں بہت سی تبدیلیاں آتی رہتی ہیں، یکسانیت نہیں رہتی، اسلئے ہر اچھی حالت میں اللہ کا شکر کرتے رہیں اور پریشانی کی حالت میں صبر اور استغفار کریں۔

صبر کسے کہتے ہیں

فرمایا: صبر کہتے ہیں کسی بھی بیماری اور پریشانی کے وقت انسان اللہ کو نہ بھولے، مزاج کے خلاف جو ہو رہا ہے اس پر صبر اور استقامت اختیار کرے، ایک آدمی مار رہا ہے اور مار کھانے والا سر جھکا کر بیٹھ جائے اس کو صبر نہیں کہتے، صبر کا مطلب یہ ہے کہ جو پریشانی آرہی ہے علم وحکمت اور حسن تدبیر سے اس کو رفع کرے اور ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنے والے اعمال کرتا رہے۔

اللہ سے مدد حاصل کرنے کا طریقہ

آج ہماری نمازوں کی حالت یہ ہے کہ نماز ایک رسم بن گئی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمادیا یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اسْتَعِیْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاۃِ کہ اے ایمان والو! جب تم پر کوئی مصیبت اور پریشانی آئے تو اللہ سے نماز اور صبر کے ذریعہ مدد طلب کرو، کیونکہ نماز میں مومن بندہ اللہ سے ہم کلامی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے قریب ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جنت عطا فرمائیں گے اور وہ جنت ایسی نہیں

ہوگی جیسی یہ دنیا ہے، بلکہ جنت کی مٹی اور گارا مشک وعنبر سے بنا ہے اور دیواریں سونے اور چاندی کی ہیں اور جنت میں درخت اور ان کی ٹہنیاں سونے کی ہیں جب ہوائیں چلتی ہیں تو اس کے اندر سے ایک خاص قسم کی سُریلی آواز نکلتی ہے۔

مومن کا امتحان

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوفِ الآیۃ تم سمجھتے ہو کہ ہم تمہیں ایسے ہی چھوڑ دیں گے اور ہم تمہیں ایسے ہی اپنی نعمتیں دیدیں گے؟ ایسا نہیں ہے بلکہ تمہارا کئی طرح سے امتحان لیں گے، کبھی تم کو خوف دے کر، کہ تم ہم سے ڈرتے ہو یا دنیا سے، اللہ تعالیٰ آزماتے ہیں کہ تمہارے دل میں سانپ، بچھو، زہر، آگ، طوفان کا خوف ہے یا ہمارا، جب بندہ معرفت حاصل کر لیتا ہے تو اس کے دل میں صرف اللہ کا خوف باقی رہ جاتا ہے؛ لیکن آج ہمارے اندر خوف ہے، ہم بچوں سے ڈرتے ہیں، گھر والوں سے ڈرتے ہیں، سماج سے ڈرتے ہیں بلکہ دنیا کی ہر چیز سے ڈرتے ہیں مگر اللہ سے نہیں ڈرتے جیسا کہ ہم کو ڈرنا چاہیے۔

شیطان کی غذا

فرمایا: حدیث میں ہے کہ شیطان نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اے محمد ﷺ! آدمی اگر اپنے کاروبار میں جھوٹ بولنا چھوڑ دے تو واللہ میں بھوکا مرجاؤں آدمی جھوٹ بول کر، دھوکہ دے کر کماتا ہے، ناجائز اور حرام طریقوں سے کماتا ہے وہ گویا شیطان کو کھلاتا پلاتا ہے۔

بیمار اللہ کا مہمان ہے

فرمایا: آج عورتوں میں صبر کا مادہ نہیں رہا، تھوڑی سی تکلیف آئی تو شوہر سے بات چیت بند کر کے لعن طعن شروع کر دیتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ

ہم مالوں میں نقصان کر کے بھی تم کو آزماتے ہیں کہ آیا تم سے صبر ہوتا ہے یا نہیں؟ آدمی بیمار ہوجاتا ہے اس پر بھی صبر کرنا چاہیے، کوئی آدمی بیمار ہوجائے تو اول تو خود اس کے اعمال خراب ہوتے ہیں دوسرے یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے شکوہ شکایت شروع کر دیتا ہے کہ میں نے ایسا کون سا گناہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیمار کر دیا، حالانکہ بیماری اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیمار اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے اور بیماری سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

اللہ کی نعمتیں عام ہیں

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کتنی نعمتیں دی ہیں، پہلے زمانے میں لوگ فاقہ کرتے تھے لیکن آج کوئی بھی ایسا نہیں ملے گا چاہے وہ فقیر ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کو عام اور تام کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ذریعہ چودہ سو سال پہلے فرمادیا تھا وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا اور میں نے اپنی نعمتوں کو اسلام کی شکل میں اپنی رضا اور خوشنودی کی شکل میں پورا کر دیا گویا اللہ تعالیٰ نے روحانی اور مادی نعمتوں کو بالکل عام کر دیا ہے اور کسی کو یہ کہنے کی گنجائش نہیں کہ میرا جسم ننگا ہے یا میں بھوکا پیاسا ہوں یا میرے پاس اسلام کی دعوت نہیں پہونچی ہے۔

ہمارے دامن سیرت سے خالی

فرمایا: آج ہمارے دامن اور ہمارے اخلاق نبی کریم ﷺ کی سیرت سے خالی ہیں، ہمارے سوچنے، کھانے پینے اور سونے کا انداز خلافِ سنت ہے، تجارت کرنے کا انداز قرآن وسنت کے خلاف ہے، ہمارے معاملات اور لین دین قرآن وسنت کے خلاف ہیں، کون سا عمل ہے جس میں حضور ﷺ کی سیرت کو باقی رکھا ہے؟ تھوڑی دیر

کیلئے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں اور اپنا احتساب کریں کہ کیا ہماری زندگی اللہ کے نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق ہے؟ اگر ہم غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ سیرت کے بہت سے پہلو نہ ہم کو معلوم ہیں اور نہ ہمارا ان پر عمل ہے، حضور ﷺ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ اس کائنات ہی کو نہ پیدا فرماتے، کائنات میں رنگ و بو پھولوں میں خوشبو اور ستاروں میں چمک نبی کریم ﷺ ہی کے صدقہ میں ہے مسلمان بھول گیا کہ ہمارا اپنا وجود بھی آقائے مدنی ﷺ کے طفیل میں ہے، اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو ہم بھی نہ ہوتے، یہ بڑی بڑی یونیورسٹیاں، اسکولس اور کالجس، مدارس اور انجمنیں، بڑی بڑی تنظیمیں، کارخانے، کمپنیاں اور فیکٹریاں حضور ﷺ ہی کے طفیل میں ہیں، معلوم ہوا کہ دنیا کا وجود ہی حضور ﷺ کے طفیل سے ہے، ہمارا معیار، ہماری سوچ، ہماری صلاحیتیں سب حضور ﷺ کی سیرت کے خلاف ہیں اس کے باوجود سوچ رہے ہیں کہ ہم پکے سچے مسلمان ہیں۔

ایام جہالت کی رسومات آج بھی ہیں

فرمایا: زمانہ جہالت میں جس کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی وہ شرم اور عار محسوس کیا کرتا تھا اسی لئے لڑکی کو زندہ دفن کردیا جاتا، مرد سوچتا تھا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میرے گھر میں داماد آئے اور میری مونچھ اور ناک نیچی ہوجائے؟ چنانچہ ماں کی گود سے لڑکی کو چھین لیا جاتا اور زمین کھود کر زندہ دفن کردیا جاتا، آج اس کی بدلی ہوئی شکل ہے قدیم لوگ لڑکی پیدا ہونے پر زندہ دفن کردیتے اور آج پیدا ہونے سے پہلے ہی لڑکی کو ماردیا جاتا ہے، اسکیننگ کرائی جاتی ہے اگر ماں کے پیٹ میں لڑکی ہے تو اسقاط کرادیا جاتا ہے، یہ شکل اس شکل سے الگ ہے لیکن گناہ دونوں کا برابر ہے۔

حضور ﷺ کا طریقہ اور عمل

فرمایا: کسی آدمی کے کام آنا، کسی کی مجبوری اور پریشانی میں اس کی مدد کرنا اسی کا نام سیرت ہے، ایک مرتبہ حضور ﷺ تشریف لے جارہے تھے کہ ایک بوڑھی عورت جو اندھی تھی راستہ نظر نہ آنے کی وجہ سے گرگئی، لوگ اس کو دیکھ کر ہنسنے لگے تالیاں بجانے اور مذاق اڑانے لگے، حضور ﷺ آگے بڑھے اور اس کو سہارا دے کر اٹھایا اور فرمانے لگے اماں جان! کہاں چوٹ آئی؟ پھر آہستہ آہستہ اس کے گھر تک پہونچادیا، یہ تھا حضور ﷺ کا طریقہ اور عمل!

اصلاح کا بہترین طریقہ

فرمایا: حضور ﷺ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ فلاں آدمی نماز پڑھتا ہے اور چوری بھی کرتا ہے، (ہم اور آپ ہوتے تو معلوم نہیں کیا کیا کہتے؟) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی نماز اس کو عنقریب برائی سے روک دے گی یعنی نماز کی برکت سے اس کی چوری چھوٹ جائے گی، یہ ہے حضور ﷺ کا انداز تربیت! اس کے برخلاف ہمارا طریقہ یہ ہے کہ سامنے تو بولتے نہیں اور پیٹھ پیچھے برائی کرتے ہیں، اسی کو حضور ﷺ نے سخت ناپسند کیا ہے اور اسی کو غیبت کا نام دیا ہے۔

کسی آدمی کو حقیر نہ سمجھو

فرمایا: اگر ہمیں اچھا انسان بننا ہے دنیا والوں کی نظر میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر میں محبوب بننا ہے تو اعمال بھی اچھے ہونے چاہئیں، اگر سامنے کوئی بدخلق بھی آجائے تو اس کو برا نہ سمجھیں، آقائے مدنی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم کسی آدمی کو حقیر سمجھو گے تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کل تم سے اپنی نعمت چھین لیں، اسی

لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ کافر کو بھی (ملامت کے طور پر) کافر مت کہو ہوسکتا ہے مرنے سے پہلے وہ مسلمان ہو جائے۔

دو آنکھوں پر جہنم کی آگ حرام ہے

فرمایا: حدیث پاک کے مطابق دو آنکھیں ایسی ہیں کہ جن پر جہنم کی آگ حرام ہے ایک وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے روئے، اسی لئے صحابہ کرام (جب اللہ کے خوف سے روتے تھے) کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے وہ ان آنسوؤں کو اپنے چہرے پر مل لیا کرتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ قطرہ جو اللہ کے خوف سے آنکھ سے نکلے جہاں بھی لگے گا جہنم کی آگ اس پر حرام ہو جائے گی۔ معلوم ہوا خوف سے رونا اور خوف سے آنکھوں میں آنسوؤں کا آجانا اللہ کو بہت زیادہ پسند ہے، دوسری وہ آنکھ جس پر جہنم کی آگ حرام ہے وہ سرحد اور ملک کی حفاظت کیلئے جاگے۔

وطن کی محبت بھی اپنے دل میں پیدا کرے

فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے ہمیں اپنے ملک کی حفاظت کا سبق دیا ہے کہ آدمی نماز اور عبادت کے ساتھ وطن کی محبت بھی اپنے دل میں پیدا کرے، آج ساری دنیا میں مغربی مفادات کی حفاظت ہو رہی ہے، عراق کے مقابلے میں بتیس ملک آگئے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو ناراض کر دیا، ایک ملک نے دوسرے ملک پر حملہ کیا اور اس ملک کو دس سال ہو گئے سزا بھگت رہا ہے، دنیا کی بڑی طاقت چاہتی ہے کہ مسلمان آپس میں لڑتے رہیں اور پوری دنیا میں جنگ ہوتی رہے اور ہم اپنی سیاست اور قوت کا مظاہرہ کرتے رہیں اسلئے آج اپنے مذہبی فرائض کے ساتھ ضروری ہے کہ امت سماجی اور معاشرتی معاملہ میں بھی غور کرے، اور اپنے ملک کی حفاظت کے لئے جو کرنا چاہئے

وہ کرے، ہندوستان کو آزاد ہوئے تقریباً 53 سال ہو گئے ہیں اور ابھی تک مسلمان اپنا حق حاصل نہیں کر سکا۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کا فتویٰ

فرمایا: شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے دیکھا کہ انگریز مسلمانوں کی بیخ کنی پر اتر گیا ہے اور مساجد و مدارس کو نقصان پہونچایا جا رہا ہے، اسلام کو مٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے، قرآن کے مقابلے میں بائبل کو لایا جا رہا ہے تو اس وقت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے فتویٰ صادر فرمادیا کہ انگریز کے خلاف جہاد کیا جائے اور اس کی حکومت کو یہاں سے مٹا دیا جائے، بالکل ختم کر دیا جائے۔

مسلمان ملک میں برابر کا حقدار ہے

فرمایا: نوجوان نسل کو پتہ ہی نہیں کہ ہمارے بزرگوں نے اس ملک کے لئے کتنا خون دیا ہے، نوجوان سوچتے ہیں کہ یہ ملک ہندوؤں کا ہے حکومت ہندوؤں کی ہے لہٰذا ان کے سامنے دب کر رہنا چاہئے، یہ ذہن مسلم نوجوانوں کا بن رہا ہے، نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اندر احساس کمتری کے بجائے احساس برتری پیدا کریں، یہ بات سوچ لیں کہ جس طرح سے اس ملک پر ایک ہندو کا حق ہے، ایک عیسائی کا حق ہے، ایک سکھ کا حق ہے اسی طرح مسلمان بھی اس ملک میں برابر کا حقدار ہے، مسلمانوں نے ملک کے لئے بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں، اپنی جان، مال اور عزت وآبرو کو قربان کیا ہے جب ملک تقسیم ہوا مسلمانوں کو جگہ جگہ خانہ جنگی کے ذریعہ قتل کیا گیا، ''جب امرتسر جل رہا تھا'' نامی کتاب پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ 90 لاکھ مسلمانوں کو اس زمانے میں شہید کیا گیا محض اسلئے کہ یہ مسلمان تھے، مسلمانوں نے اتنی بڑی قربانی دی مگر افسوس کہ

ہمارے نوجوانوں کو معلوم نہیں کہ اس ملک کے لئے ہم نے بہت کچھ قربان کیا ہے، ہمارے بزرگوں نے اس ملک کی آزادی کی خاطر سوسال تک نسل در نسل اپنی جانوں اور مالوں کا نذرانہ پیش کیا ہے۔

ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کی جائے

فرمایا: حضرات ! درج بالا آسمانی فیصلہ پورے نظامِ عالم کی روح ہے ، ہر ذی شعور انسان جانتا ہے کہ اس دنیا کا پورا انتظام انسانوں کے باہمی تعاون پر منحصر ہے، اگر آدمی ایک دوسرے کی مدد نہ کرے تو اکیلا خواہ کتنا ہی عقلمند ، بہادر اور مالدار ہو اپنی ضروریاتِ زندگی کو تنہا پوری نہیں کرسکتا۔ غور کیجئے قرآن کریم نے یہ نہیں فرمایا کہ مسلمان بھائیوں کے ساتھ تعاون کرو اور غیروں کے ساتھ نہ کرو، بلکہ نیکی اور خدا ترسی کو تعاون کی اصل بنیاد قرار دیا ہے۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اُنْصُرُ خَاکَ ظَالِماً اَوْ مَظْلُوماً . کہ اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہؓ نے حیرت سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ مظلوم بھائی کی مدد کو تو ہم سمجھ گئے مگر ظالم کی مدد کا کیا مطلب ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ظالم کا ہاتھ ظلم سے روک دو یہی اس کی مدد ہے۔

سیاست اسلام کا ایک اہم جزو ہے

فرمایا: یہ بات ہر وقت دل و دماغ میں رکھنے کے قابل ہے کہ ''سیاست'' اسلام کا ایک اہم جزو ہے، جس طرح نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج بنیادی ارکان ہیں، اسی طرح سچے مسلمان کے لئے سیاسی، معاشی، اقتصادی اور تعلیمی سرگرمیاں بھی ضروری ہیں،

انتخابات اور ووٹ بھی دین کا ایک جزو ہے، جو شخص اس میں ایمان داری اور صدق دل سے حصہ لے اس نے گویا ایک سیاسی حق ادا کیا۔

سب ایک آواز ہو جائیں

فرمایا: آج ہندوستان جس سیاسی بحران کا شکار ہے اس سے ملک کی عوام بخوبی واقف ہیں، ملک کی سیاسی و معاشی حالت ناگفتہ بہ ہوتی چلی جارہی ہے، فسطائی طاقتیں اس ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کردینے کی فکر میں ہیں، ایسے نازک حالات میں ہمارا فرض ہے کہ ہم آگے بڑھ کر ملک کی سیاسی حالت کو مستحکم کریں ، دانشمندی اور بصیرت سے کام لیں اور نفاق کو قریب نہ آنے دیں۔

مسالک کی دیواریں

فرمایا: آج کا نوجوان کدھر جارہا ہے؟ اس کے ذہن کو طاغوتی قوتیں کس طرح اپنی طرف کھینچ رہی ہیں ، غیر مسلم لڑکیاں اپنے جال میں کس طرح مسلم جوانوں کو پھنسا رہی ہیں ، سرکاری اسکولوں میں کس طرح مسلمانوں کے بچوں کے عقائد کو بگاڑا جارہا ہے ، غیر اسلامی نظریات اور دیومالائی تہذیب مسلم بچوں کے ذہنوں میں بٹھائی جارہی ہے، مغربی اور عیسائی مشنریاں اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ میدان میں اتر چکی ہیں تاکہ مسلمان کے ایمان پر ڈاکہ ڈال کر اسے جہنم میں جھونکنے کے قابل بنایا جاسکے۔

میرے بھائیو! آخر کب تک ہم ان سے غفلت برتتے رہیں گے اور آپس میں مسلک کی دیواریں کھڑی کرتے رہیں گے ، یاد رکھئے شر پسند اور ظالم قوتیں آپ کے مسلک کو نہیں دیکھتیں ، ان کو تو آپ صرف مسلمان نظر آتے ہیں ، وہ تو صرف اسلام کی بنا پر آپ کے خون کے پیاسے ہیں، ان کو تو آپ کی تباہی اور ذلت مقصود ہے۔

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو

فرمایا: میرے بھائیو! اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو اور آپس میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے نہ بنو، امت مسلمہ کو تفرقہ میں نہ ڈالو، کیا آپ کو یاد نہیں وصیتِ ربانی وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں اختلاف نہ کرو۔

شر پسندوں نے ہر جگہ نت نئے انداز میں پریشان کر رکھا ہے، افسوس تو یہ ہے کہ ہم خود بھی ایک نہیں، ہم نے آپس میں تفرقہ ڈالا تو جماعت کی بنیاد پر، زبان کی بنیاد پر، یہاں تک کہ اگر دو نوجوان آپس میں لڑے تو صرف اس لئے کہ ایک کانگریسی تھا اور ایک جنتا کا، ہم نے اپنے دین کو سمجھا نہ دین کے دشمنوں کو، دنیا جدھر لے گئی چلتے اور ڈھلتے رہے، ہچکولے بھی کھائے اور بہت سے ڈوب بھی گئے، مگر ہم نے ایک ہونے کا نام نہیں لیا۔

کلمۂ طیبہ کی بنیاد پر متحد ہوں

فرمایا: ملک کے موجودہ حالات اور گذشتہ پچاس سالہ تجربات نے مسلمانوں میں یہ احساس پیدا کر دیا ہے کہ اب ہماری ترقی اور تحفظ کا راستہ یہی ہے کہ ہم کلمہ طیبہ کی بنیاد پر متحد ہو جائیں، مشترکہ جدوجہد کا مزاج بنائیں، مسلمانوں کی مجموعی ترقی کے لئے مل جل کر کام کریں، مسلم ادارے اور تنظیمیں اتحاد واتفاق کے ساتھ فکر وعمل کی راہ اپنائیں اور ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر مشترکہ حکمتِ عملی تیار کریں، آج قوم اتحاد کے لئے ترس رہی ہے۔

پھوٹ ہو جس قوم میں پھر وہ پنپ سکتی نہیں
ایک دل سب ہوں تو بڑھ جاتی ہے قوت قوم کی

اخلاق کو درست کرنے کی ضرورت

فرمایا: آج انسانی سماج میں خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں، انسان کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو وہ محسوس کرتا ہے کہ آج سماج میں پہلے سے زیادہ برائیاں ہیں، دنیا میں کوئی دور ایسا نہیں آیا جس میں برائیاں نہ ہوں، اچھے اور برے لوگ ہمیشہ دنیا میں رہے ہیں اور رہیں گے، ہاں کبھی ایسا دور آتا ہے کہ اچھے لوگ زیادہ ہوتے ہیں اور کبھی برے لوگ زیادہ ہوتے ہیں، آج دنیا میں اچھے لوگوں کی کمی ہے اور برے لوگوں کی زیادتی ہے، بداعمالیاں اتنی زیادہ ہوگئی ہیں کہ ملک کو گھن کی طرح کھا رہی ہیں، کیڑا جس طرح لکڑی کی طاقت کو ختم کر دیتا ہے بالکل اسی طرح آج ہمارا سماج ہے، دیکھنے میں تو ہر آدمی اچھا لگتا ہے کیونکہ لباس اچھا ہے، مکان کی صفائی ہے، روڈ بھی اچھے ہیں، آبادیوں میں بلڈنگیں بھی اچھی ہیں یعنی ساری چیزیں اچھی ہیں، ترقی کی طرف لے جا رہی ہے لیکن اخلاقی اعتبار سے تنزلی کی طرف جا رہے ہیں، آدمی کے اندر بگاڑ پیدا ہو رہا ہے، جو صفات ایک درندہ اور جانور میں ہوا کرتی ہیں وہ سب چیزیں انسانوں میں پیدا ہو رہی ہیں۔

نظریات قرآن وحدیث کے مطابق ہوں

فرمایا: آج جو بگاڑ پیدا ہو رہا ہے وہ مردوں اور عورتوں کے شریعت سے دور ہونے کی وجہ سے ہے، دونوں کی فکریں اور سوچ بدل چکی ہے، اگر نظریات قرآن وحدیث کے مطابق ہوں تو یقیناً بچے نیک بن سکتے ہیں ضروری ہے کہ ہمارے اندر اصلاح کا جذبہ پیدا ہو، ماں کے ذریعہ بچہ کی اصلاح ہوا کرتی ہے، عورت بگڑتی ہے تو سارا معاشرہ بگڑ جاتا ہے اور عورت سدھرتی ہے تو سارا سماج سدھر جاتا ہے۔

بچے کا اعمال میں ماں کا بھی حصہ ہے

فرمایا: خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ جوان ہوگئے تو ایک روز اپنی والدہ سے کہنے لگے اماں جان مجھے بیس راتوں سے مسلسل حضور ﷺ کی زیارت مبارکہ ہورہی ہے ماں نے کہا بیٹا! اس میں ہمارا بھی حصہ ہے کیونکہ جب تو چھوٹا سا تھا اور دودھ پیتا تھا میرا اصول اور معمول تھا کہ پہلے وضو بناتی پھر حضور ﷺ پر سو مرتبہ درود بھیجتی پھر تجھے دودھ پلاتی جس کا نتیجہ ہے کہ تجھے بیس راتوں سے مسلسل حضور ﷺ کی زیارت ہورہی ہے، یہ ہے انداز تربیت، آج مسلمان عورتوں کا انداز اور مزاج بدل گیا ہے، قرآن کی باتیں مسلم عورتوں کو اچھی نہیں لگتی، مزاج میں بگاڑ آگیا ہے، جس طرح آدمی کو بخار ہوجائے اور اس کو بہترین کھانا اور سالن بنا کر دیا جائے وہ کہتا ہے یہ کڑوا ہے، گھر والے جانتے ہیں کہ سالن تو اچھا ہے، یہ کڑوا پن اس کے بخار کی وجہ سے ہے، بالکل یہی باتیں آج مسلم معاشرہ پر صادق آتی ہیں کہ دینی باتیں اچھی نہیں لگتی۔

اپنے بچوں کی تربیت اسلامی انداز میں کریں

آج مسلم بچے دین سے الگ اور برے راستے پر جارہے ہیں، مسلمانوں میں سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین جیسے پیدا ہورہے ہیں، گھروں کا ماحول بدل چکا ہے، اسی لئے تو بچوں کا دماغ فکر اور سوچ بھی بدل چکی ہے، مائیں اپنے بچوں کو حافظ قرآن بنانے کو تیار نہیں ذہن میں یہ بات ہے کہ حافظ صاحب بیچارے کیا کماتے ہیں، اتنے پیسوں میں کیا ہوتا ہے، انسان کی ترقی آج سائنس اور دنیوی تعلیم میں ہے ترقی دین کی تعلیم میں نہیں ہے، دوستو! یہ دھوکہ ہے آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ آج بھی بہت سے لوگ دنیا میں حافظ ہیں، عالم ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ترقی سے نوازا ہے، ابھی

پندرہ بیس سال پہلے کا واقعہ ہے کہ سعودی عرب میں شاہ فیصل حکمراں تھے، حافظ بھی تھے عالم بھی تھے، اللہ نے ان کو بادشاہ بنادیا، کشمیر کے شیخ عبداللہ وزیر اعلیٰ تھے وہ بھی حافظ قرآن تھے۔ آج ضرورت ہے کہ ہم اپنے بچوں کی اسلامی انداز میں تربیت کریں۔

عورت اکیلی جہنم میں نہیں جائے گی

فرمایا: قیامت کے دن ایک عورت کو دوزخ میں ڈالا جائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گی یا اللہ! میرا شوہر مجھے نماز کے لئے حکم نہیں کرتا تھا اس نے کبھی مجھے نصیحت نہیں کی اور میرا باپ بھی نمازی تھا لیکن اس نے کبھی مجھے نماز کا حکم نہیں کیا، اللہ پاک فرمائیں گے کہ والد اور شوہر کو جہنم میں ڈال دو، پھر عورت عرض کرے گی یا اللہ! میرا بیٹا اور میرے بھائی بھی اہل علم تھے لیکن انہوں نے مجھے نماز کے لئے نہیں کہا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس عورت کے ساتھ اس کے شوہر، والد، بھائی اور بیٹے سب کو جہنم میں ڈال دو، معلوم ہوا بدعمل عورت اکیلی جہنم میں نہیں جائے گی بلکہ چار مردوں کو ساتھ لے کر جائے گی اس لئے مردوں پر لازم ہے کہ اپنی عورتوں کی اصلاح کریں۔

عورت بگڑتی ہے تو خاندان بگڑ جاتا ہے

فرمایا: حکیم الامتؒ نے لکھا ہے کہ ایک امام صاحب کی بیوی بہت بگڑی ہوئی تھی، ایک بار اس نے منت مانی کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو مسجد کے منبر پر ڈھول بجواؤں گی، بدقسمتی سے منت پوری ہوگئی، اس نے امام صاحب سے کہا کہ میں نے منت مانی تھی کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو منبر پر ڈھول بجواؤں گی، اب وہ کام ہوگیا ہے آپ آنے والے جمعہ کو ڈھول بجائیں، شوہر نے کہا بے وقوف! مسجد میں یا مسجد کے باہر ڈھول بجانا بڑا گناہ ہے، یہ نہیں ہوسکتا، شوہر نے بہت کوشش کی عورت کو منالیا جائے لیکن وہ

ماننے کو تیار نہیں ہوئی، عورت نے کہا کہ اگر جمعہ کو ڈھول نہیں بجایا تو میں آپ کو اور آپ کے بچوں کو چھوڑ کر ماں کے گھر چلی جاؤں گی ، امام صاحب بہت پریشان ہوئے کیا کیا جائے؟ بالآخر امام صاحب نے جمعہ کے دن ڈھول منبر کے نیچے رکھ دیا اور منبر پر کھڑے ہو کر وعظ ونصیحت کرتے ہوئے کہا میرے بھائیو سنو! دنیا میں جتنے گانے بجانے والے آلات ہیں سب کا بجانا حرام ہیں، جیسے طبلہ، سارنگی ہارمونیم وغیرہ اور یہ ڈھول بجانا بھی ناجائز ہے اور بڑی ہوشیاری سے ڈھول پر عصا مار کر بتایا کہ اِدھر سے بھی بجانا حرام اور اُدھر سے بھی بجانا حرام ہے بس ڈھول بج گیا منت پوری ہوگئی اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ تو عرض یہ ہے کہ جب عورت بگڑتی ہے تو عالم، مولوی، حافظ سب کو بگاڑتی ہے اور پیروں کو بھی بگاڑ دیتی ہے، آج ہم اسی بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں، ہمارے گھروں کا ماحول بدل گیا ہے، آج باہر تو اللہ والے کہلاتے ہیں، نمازی کہلاتے ہیں لیکن جب گھروں میں جھانک کر دیکھا جاتا ہے تو کوئی بات ایسی نہیں ملتی جو دین اور شریعت کے مطابق ہو۔

عورت ننگے سر رہتی ہے تو فرشتے گھر کے اندر نہیں آتے

فرمایا: معمولی سی ایک چھوٹی بات کی طرف اشارہ کرتا ہوں، بہت سے گھروں میں عورتیں ننگے سر رہتی ہیں، خواص وعوام سب کا یہی معاملہ ہے، کوئی مرد یہ کہنے کو تیار نہیں اپنی عورتوں کو کہ سر پر اوڑھنی رکھیں جب کہ حدیث میں آتا ہے کہ عورت ننگے سر رہتی ہے تو فرشتے گھر کے اندر آنے سے شرماتے ہیں، حیا کرتے ہیں، اور جب عورت سر پر اوڑھنی رکھتی ہے اور پردہ کے ساتھ رہتی ہے تو فرشتے گھر میں آتے ہیں، رحمتیں نازل ہوتی ہیں، برکتیں آتی ہیں، اللہ تعالیٰ معاف فرمائے دوستو! میں کسی کا نام لینا نہیں چاہتا بلکہ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آج مسلمان عورتیں اوڑھنی کیا ایسا لباس پہنتی ہیں

کہ آدھا بدن ویسے ہی نظر آتا ہے، نیم برہنہ رہتی ہیں، ہم دیکھتے ہیں لیکن کبھی ان کو نصیحت کرنے کو تیار نہیں، تعجب ہے پھر بھی ہمارے ایمان میں کوئی فرق نہیں آتا، بہرحال آج سماج میں جو برائیاں ہیں وہ عورتوں کے بگاڑ کی وجہ سے ہیں۔

راحت وآرام مطلوب ہے تو آخرت کی تیاری کرلیں

فرمایا: مسلمان آج بھی ظلم کی چکی میں پس رہا ہے اور پہلے بھی پس رہا تھا، دو دن پہلے کچھ علماء کرام سے بات ہو رہی تھی انہوں نے کہا کہ ایسا زمانہ آگیا ہے کہ جینا مشکل ہوگیا ہے میں نے کہا کہ حضرت آدمؑ سے لے کر حضور محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت تک ایک زمانہ بھی ایسا نہیں گذرا جس میں جینا آسان رہا ہو، جینا تو ہمیشہ مشکل ہی رہا ہے اگر دولت آجائے تو اس کی فکر میں جینا مشکل، اگر دولت نہ ہو تو دولت حاصل کرنے کے چکر میں جینا مشکل اور صحت ہو تو اس کو برقرار رکھنا مشکل، بیماری آجائے تو اس سے نکلنا مشکل، کوئی چیز انسان کیلئے آسان نہیں، آدمؑ دنیا میں آئے گھر نہیں تھا، کھانا پکانے کا سامان نہیں تھا، میں نے ان سے کہا جن لوگوں کو یہ تمنا ہو کہ آرام سے رہیں تو ان کو چاہئے کہ وہ آخرت کی تیاری کرلیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں

فرمایا: فرمایا اللہ تعالیٰ کو ہر وقت حاضر وناظر جانو، ایک بچہ سمجھ رہا ہے کہ مجھے میری ماں دیکھ رہی ہے، یا ایک شاگرد کو یہ ادراک ہے کہ میرا استاد مجھے دیکھ رہا ہے یا ایک نوکر کو معلوم ہے کہ میرا مالک مجھے دیکھ رہا ہے تو وہ غلطی نہیں کرے گا، اسی طرح ایک مومن اور مسلمان کو یہ ادراک ہو جائے کہ میرا خدا مجھے دیکھ رہا ہے وہ بھی غلطی نہیں کرے گا، اسی کو تعلق مع اللہ کہتے ہیں کہ بندے کو اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو جائے خواہ وہ مجمع

میں ہو یا تنہائی میں ہو یا کہیں بھی ہو اس کو ادراک ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں تو پھر وہ بندہ غلطی اور گناہ کرنے کی ہمت نہیں کرے گا۔

ایک جامع نصیحت

فرمایا: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بولو تو سچ بولو اور جب کھاؤ تو حلال کھاؤ، اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر جانو، اگر یہ بات دل میں آجائے اور انسان اس بات کو سمجھ لے تو اس کی زندگی کے لئے یہی کافی ہے، اس لئے کہ انسان جب حلال کھاتا ہے تو وہ حرام سے خود بخود بچ جاتا ہے، اگر آدمی حرام کھائے گا تو حرام ہی کام کرنیوالا ہوگا، اسی لئے حضور ﷺ نے بہت جامع نصیحت فرمائی کہ جب کھاؤ تو حلال کھاؤ اسلئے کہ انسان جب حلال کھائے گا تو خود بخود نیکی کی طرف چل پڑے گا۔

انسان میں بذات خود کوئی خوبی نہیں

فرمایا: انسان کے جسم میں روح ہے جو اللہ تعالیٰ کا جمال بھی ہے اور کرشمہ بھی اور آدمی کے جسم میں بہت سارے مفاسدات بھی رکھ دیئے ہیں لیکن ان سب کو اللہ تعالیٰ نے کھال اور جلد سے ڈھانپ دیا ہے ورنہ دوستو! کوئی انسان دنیا کا کتنا ہی حسین اور جمیل ہو، کتنا ہی بڑا مالدار اور کتنا ہی بڑا بادشاہ کیوں نہ ہو، یا دنیا کی کوئی کتنی ہی بڑی حسینہ کیوں نہ ہو اس کی آنکھ کان اور ناک میں جو میل آتا ہے، منہ میں تھوک آتا ہے اور اس کے جسم سے جو فضلات نکلتے ہیں وہ تمام کی تمام چیزیں خراب ہی تو ہیں اس میں کون سی چیز اچھی ہے؟ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی ستاری ہے کہ ان تمام چیزوں پر اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈال دیا ہے اور انسان کو زندگی گذارنے کا طریقہ بتا دیا ہے کہ کس طرح سے وہ اپنے آپ کو پاک وصاف رکھ سکتا ہے، تھوڑا سا پسینہ آجائے تو آدمی کے بدن میں بدبو

پیدا ہو جاتی ہے دوسرا انسان اس سے نفرت کرنے لگتا ہے، معلوم ہوا کہ انسان میں بذات خود کوئی خوبی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے انسان کو نواز دیا ہے اور اس کو اپنا بنا لیا ہے۔

برتھ ڈے کا فلسفہ

فرمایا: حقیقت یہ ہے کہ برف بظاہر برف معلوم ہوتا ہے لیکن اندر اندر پانی بن کر بہتا رہتا ہے معلوم نہیں ہوتا، فرمایا کہ انسان کی زندگی بھی برف کی طرح ہے، انسان سوچتا ہے کہ میں بیس سال کا ہوگیا ہوں، تیس سال کا ہوگیا ہوں، چالیس سال کا ہوگیا ہوں، میری عمر زیادہ ہوگئی ہے، میرے تجربات بڑھ گئے ہیں، حقیقت میں وہ بڑا نہیں بلکہ چھوٹا ہو رہا ہے، اس کی عمر دن بدن کم ہوتی جارہی ہے، پیدائش کے وقت اگر اس کی عمر اسّی سال لکھی ہوئی تھی آج گھٹ کر چالیس سال کا رہ گیا ہے، بظاہر بڑا معلوم ہوتا ہے لیکن دن بدن چھوٹا ہوتا جارہا ہے گویا انسان دنیا سے دور اور آخرت سے قریب ہوتا جارہا ہے، ایک وقت آئے گا کہ یہ عمر ختم ہو جائے گی اور ہم دنیا چھوڑ کر چلے جائیں گے، یہی وہ فلسفہ ہے کہ جو اسلام غیر مسلموں کو سمجھانا چاہتا ہے، آج برتھ ڈے منایا جارہا ہے اور ماں باپ خوش ہو رہے ہیں کہ میرا بچہ دس سال کا ہوگیا ہے، ذرا تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھیں کہ اس کی عمر اگر ستّر سال کی تھی تو آج دس سال گھٹ کر ساٹھ سال کی رہ گئی ہے یعنی دس سال اس کی عمر سے کم ہوگئے ہیں۔

پیری کو مذاق نہ بنائیں

فرمایا: آج خود غرضوں نے پیری کو مذاق بنا لیا ہے باضابطہ اس کو کاروبار بنائے ہوئے ہیں کہ سال سال بھر اپنے مریدوں سے ملتے رہتے ہیں آج یہاں کل وہاں اسی طرح پورا سال گذر جاتا ہے وہ مریدوں کے پیسوں کے بل پر زندگی گذارتے ہیں،

ایسے پیر اپنی تابعداری کراتے ہیں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تابعداری نہیں، نہ خود نماز پڑھتے ہیں اور نہ مریدوں کو نماز کی تاکید کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم تو دل کی نماز پڑھنے والے ہیں ایسے لوگ شریعت کو توڑنے والے ہیں، بڑی بڑی داڑھیاں، بڑے بڑے کرتے اور بڑی بڑی ٹوپیاں اور عمامے یہ سب دھوکہ دینے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اَلْاَمَانُ وَالْحَفِیْظ

اللہ تعالیٰ کی بات کا یقین کیوں نہیں؟

فرمایا: دوستو اور بزرگو! کوئی بڑا آدمی یہ یقین دلا دے کہ میری بات مانی تو اتنا مال دیدوں گا یقین آجاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بالکل صاف فرما رہے ہیں وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ میری بات مان لو میں تم کو عیش و آرام دوں گا اور آخرت میں بھی اچھے انعامات سے نوازوں گا، لیکن سمجھ میں بات نہیں آرہی ہے، دماغ دنیا اور اس کی رنگینیوں میں ڈوبا ہوا ہے، اللہ کی بات بہت دیر کے بعد دلوں پر اثر کرتی ہے۔ استغفر الله

مومن آپس میں بھائی ہیں

فرمایا: کسی کی عزت سے کھیلنا اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے، حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ مومن مومن کا بھائی ہے اور تم زیادہ سے زیادہ بھائی بناؤ، اپنے دوست بناؤ، اپنے خیر خواہ پیدا کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ انسان کے اپنے خیر خواہ اور بھائی زیادہ سے زیادہ ہوں، اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عادت شریفہ یہ ہے کہ جس بندے کے جتنے بھائی اور دوست ہوں گے اللہ تعالیٰ بھی اسی لحاظ سے فیصلہ فرمائیں گے اور قیامت کے دن ان بھائیوں اور دوستوں کے درمیان اس بندے کو رسوا نہیں فرمائیں گے۔ اللہ اکبر

بندوں پر رحمت کی نظر

فرمایا: حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے بہت خوش ہوتے ہیں جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ (دسترخوان پر بیٹھ کر) کھانا کھائے، اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو رحمت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور فرشتوں کے سامنے فخر کے طور پر فرماتے ہیں دیکھو اپنے گھر والوں کے ساتھ کس محبت سے کھانا کھا رہا ہے، یعنی گھر والوں میں اتفاق ہو، بستی والوں میں اتفاق ہو، محلے والوں میں اتفاق ہو، خاندان اور قبیلے والوں میں اتفاق ہو یہ اتفاق واتحاد اور الفت اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے، حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ جو ایک ساتھ دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھائیں اللہ تعالیٰ مغفرت فرمادیتے ہیں کہ ابھی دسترخوان سے اٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ مغفرت ہوگئی۔ سبحان اللہ

حسن سلوک کی فضیلت

فرمایا: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے اس کے گھر اللہ تعالیٰ دس فرشتوں کو مقرر فرمادیتے ہیں اور وہ فرشتے ایک سال تک اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ایک سال گذر جاتا ہے تو ایک سال تک فرشتوں نے جتنا بھی پڑھا ہے، اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی ہے اور اس پر فرشتوں کو جتنا بھی ثواب ہوا وہ تمام کا تمام اللہ تعالیٰ اس گھر والے کے نامہ اعمال میں شامل فرمادیں گے اور ارشاد فرمائیں گے اے میرے بندے میں تجھ کو ذلیل نہیں کروں گا بلکہ جس طرح تیرے ساتھ میں نے دنیا میں ستاری کا معاملہ کیا آج بھی وہی معاملہ کرتا ہوں، پھر اس کو اپنی رحمت سے بخش دیں گے۔

عاجزی اور انکساری

فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر انسان گناہ نہ کرے نیکیاں ہی کرتا رہے تو پھر اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق کو پیدا فرمادیں کہ جو گناہ کر کے توبہ کر لے، یعنی اللہ تعالیٰ بندے کو عاجز اور انکسار دیکھنا چاہتے ہیں اور بندے کی گردن جھکی ہوئی دیکھنا چاہتے ہیں۔ دوستو! دنیا میں کوئی آدمی ایسا نہیں جس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو، سوائے انبیاء کرامؑ کے، ان کی ذات تو معصوم ہے ان سے کوئی گناہ نہیں ہوتا، البتہ انبیاء کرامؑ کے علاوہ جتنے بھی لوگ ہیں یہاں تک کہ قطب، ابدال اور بڑے بڑے اولیاء اللہ سے بھی گناہ ہوسکتا ہے ان میں سے کوئی بھی معصوم نہیں ہوتا، البتہ اللہ کے نیک بندوں سے اگر کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو فوراً اللہ کی بارگاہ میں توبہ کر لیتے ہیں اور دفترِ اعمال سے اس گناہ کو مٹا دیا جاتا ہے۔

ہر حال میں اللہ سے ڈرے

فرمایا: اس لئے دوستو! کہا جاتا ہے کہ جو گناہ کرتا ہے وہ بھی اور جو گناہ نہیں کرتا وہ بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا ہر بندے کو حق ہے دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں جو یہ کہہ دے کہ میں نے کبھی آنکھ سے کوئی گناہ نہیں کیا یا کان سے کوئی گناہ نہیں ہوا، آدمی کی خاصیت ہے کہ جب وہ گناہ کرتا ہے تو اس کو اپنا گناہ نظر نہیں آتا اور جب وہی گناہ دوسرا کرتا ہے تو بہت جلد نظر میں آجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد کا مستحق کون؟

فرمایا: قرآن کریم کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کی مستحق وہی قوم ہوسکتی ہے جس میں اقامت صلوٰۃ، ادائے زکوٰۃ، اللہ تعالیٰ سے وابستگی، اس کے

رسولوں کی توقیر اور دین کی ضرورتوں میں مال و دولت خرچ کرنے اور دوسرے طریقوں سے بھی دین کی مدد کرنے کے اوصاف موجود ہوں۔ سورۂ نور میں ارشاد ہے "وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ" اور جو اطاعت کریں اللہ کی اور اللہ کے رسول ﷺ کی اور ڈریں اللہ سے اور بچیں اس کی نافرمانی سے تو وہی کامیاب ہوں گے۔

صبر کی توفیق بھی اللہ کی مدد سے ملتی ہے

فرمایا: سورۂ نحل کے ختم پر ہے "وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ، اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ" (اے پیغمبرؐ) صبر اور برداشت سے کام لیتے رہو اور تمہارا صبر بھی اللہ کی مدد و توفیق ہی سے ہوگا اور ان منکروں اور مخالفوں کے حال پر غم نہ کھاؤ اور ان کی مخالفانہ تدابیر اور سازشوں کا فکر و غم نہ کرو، یقین رکھو اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرنے والوں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

حق پر ثابت قدم رہنا ضروری ہے

فرمایا: اللہ تعالیٰ کی خاص مدد اور اس کے ذریعہ فلاح و کامیابی حاصل ہونے کے لئے صبر و استقامت اور راہِ حق میں تکالیف کا برداشت کرنا اور حق پر جمے رہنا بھی ضروری ہے۔ سورۂ صف میں اللہ اور اس کے رسولؐ پر صحیح طریقہ سے ایمان لانے والوں اور راہِ خدا میں جان و مال سے کوشش کرنے والوں کو جنت کا وعدہ دینے کے بعد ارشاد فرمایا گیا ہے "وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ، وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ" اور دار آخرت کی اس جنت کے علاوہ اور اس سے پہلے اس دنیا میں ایک دوسری نعمت بھی

تم کو عطا ہوگی جس کو تم بہت چاہتے ہو (یعنی اللہ کی خاص مدد اور اس کے نتیجہ میں ملنے والی قریبی فتح) اور اے رسول آپ ایمان والوں کو اس کی خوشخبری سنا دیجئے۔

اہلِ ایمان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ

فرمایا: بہرحال اللہ تعالیٰ کے یہ وعدے صرف مسلمان کہلانے والی کسی قوم سے نہیں ہیں بلکہ ایمانی زندگی رکھنے والی اقوام اور ایمانی اوصاف کی حامل جماعت سے ہیں اور قیامت تک کے لئے ہیں اور دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ جس دور میں بھی کوئی قوم اور جماعت ایمانی اوصاف کی حامل ہوئی تو دنیا کے معرکوں میں اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس کی مدد فرمائی ہے اور وہ اپنی تعداد کی کمی و بے سروسامانی کے باوجود اپنے دشمنوں کی بڑی بڑی مسلح فوجوں پر غالب آئی ہیں اور جس حکومت یا طاقت نے بھی اس کو مٹانا چاہا وہ خود مٹ گئی، قرآن مجید کی شہادت ہے "وَكَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ" کتنی ہی کم تعداد والی جماعتیں غالب آئی ہیں بڑی تعداد رکھنے والی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے۔

اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم

اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ ہم پر اپنے پیارے حبیب خاتم النبین رحمت العالمین محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل میں امت مسلمہ کو وہ نورانی مقامات بخشے ہیں جن کا اجمالاً ذکر خیر اُمَّةٍ سے کیا گیا ہے اور جن کو الفاظ میں بیان کرنا انسانی فہم وادراک سے باہر ہے اور ساتھ ہی ساتھ امت مسلمہ پر بہت بھاری ذمہ داری بھی ڈالی گئی ہے جس کو ادا کرکے ہی ہم اپنے منصب کے مستحق قرار پائیں گے اور اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے حضور میں سرخرو ٹھہر سکتے ہیں۔

ایک ہو جائیں تو بن سکتے ہیں خورشیدِ مبین

فرمایا: آج ملت ابراہیمی کا شیرازہ مختلف جماعتوں یعنی اہل حدیث، اہل سنت والجماعت، تبلیغی جماعت، جماعت اسلامی، خانقاہوں کے سجادگانِ وقت وغیرہم کی شکل میں تقسیم ہوکر امت ملتِ واحدہ کی شناخت کو کھو چکا ہے، ہر جماعت اپنا ایک علٰحدہ قائد رکھتی ہے اور اپنے ہی انداز میں دین کی دعوت کو پہنچانا اور اپنے طرز فکر کو برپا کرنے کو عین منشائے دین سمجھتی ہے، اسی طرح عامۃ المسلمین طبقاتی طور پر ان سے متاثر ہوکر گروہ بندیوں میں بٹ گئے ہیں، یہی نہیں بلکہ ایک طبقہ نے دوسرے طبقہ کی مخالفت کرکے اپنے مکتبۂ فکر کو اپنا محور بنالیا ہے، نتیجہ ہمارے سامنے ہے میرے شیخ عارف باللہ حاذق الامت حضرت مولانا حکیم زکی الدین احمد فرمایا کرتے تھے اپنا مسلک چھوڑو مت دوسرے کا چھیڑو مت اور اکرامِ مسلم پر عمل کرتے ہوئے زندگی گذارو۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق اور سچا ہے

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انسان کے عمل کا بدلہ خواہ اچھا ہو یا برا دینے کا وعدہ کیا ہے، یہ بدلہ دنیا میں بھی مل سکتا ہے اور آخرت میں بھی، دنیا میں اچھے عمل کا بدلہ فضل کے طور پر دیا جاتا ہے اور آخرت میں انعام کے طور پر، اس طرح دنیا میں برے عمل کا بدلہ عبرت ونصیحت آموزی کے لئے ہوتا ہے اور آخرت میں انجام کے طور پر، دنیا کا بدلہ مطابقِ عمل بھی ہوسکتا ہے اور اس سے کم بھی لیکن آخرت میں پورا پورا بدلہ دیا جائے گا وہاں پر کسی قسم کی کمی نہ کی جائے گی، اچھے عمل کا بھی پورا اجر ملے گا اور برے عمل کا بھی پورا بدلہ دیا جائے گا "فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ" جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

ہر شخص کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا

فرمایا: عامل خواہ دنیا میں ذی حیثیت رہا ہو یا معمولی حیثیت کا، خواہ امیر ہو یا غریب ہو، بادشاہ ہو یا گدا ہو، عالم ہو یا جاہل ہو، عورت ہو یا مرد ہو، غرض کہ ہر شخص کو اس کے عمل کا بدلہ دیا جائے گا، خواہ اچھا کام کیا ہو یا برا، اس کا عمل خواہ معمولی ہو یا غیر معمولی، انفرادی ہو یا اجتماعی، اعلانیہ ہو یا خفیہ، اس کے ایک ایک عمل کا بدلہ دیا جائے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗ اَمَدًا بَعِيْدًا وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ“ وہ دن آنے والا ہے جب ہر نفس اپنے کئے کا پھل حاضر پائے گا خواہ اس نے بھلائی کی ہو یا برائی، آدمی یہ تمنا کرے گا کہ کاش ابھی یہ دن اس سے بہت دور ہوتا۔

جو دنیا چاہے اسے دنیا ملے

بے شک اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اجر دیتا ہے لیکن آخرت کا اجر بہترین ہے اس کے باوجود جو شخص دنیا کی خواہش کرے تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں ہی سب کچھ دے دیتا ہے آخرت میں اس کیلئے کوئی حصہ مقرر نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ“ کوئی ذی روح اللہ کے اذن کے بغیر نہیں مرسکتا، موت کا وقت تو لکھا ہوا ہے جو شخص ثوابِ دنیا کے ارادہ سے کام کرے گا اس کو ہم دنیا ہی میں سے دیں گے اور جو ثوابِ آخرت کے ارادہ سے کام کرے گا وہ آخرت میں ثواب پائے گا اور شکر گزاروں کو ہم ان کی جزاء ضرور عطا کریں گے۔

آج اس کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ اکثر لوگوں کا منتہائے مقصود دنیا ہے، ان کی تمام سرگرمیاں، جدوجہد، دوڑ دھوپ اور تگ ودو کا محور اور مقصد دنیا کا حصول یا دنیا میں عیش وعشرت کا حصول ہوتا ہے، وہ ہر عمل وفعل کا انجام دنیا ہی میں دیکھنا چاہتے ہیں اور اگر دنیا میں انہیں کوئی مصیبت لاحق ہوجاتی ہے تو جزع وفزع کرنے لگتے ہیں اور صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ عمل کا اجر ضائع نہیں فرماتے

یہ دنیا دار الجزاء نہیں دار العمل ہے یہاں ہر عمل کا پورا پورا بدلہ نہیں مل سکتا جس عمل کا نتیجہ فوری طور پر دنیا میں ظاہر نہ ہو تو اسے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے، اس کے لئے آخرت میں اجر ہوگا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ کسی کا اجر ضائع نہیں کرتا، ارشاد ہے ”فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى“ جواب میں ان کے رب نے فرمایا، میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع کرنے والا نہیں ہوں، خواہ مرد ہو یا عورت۔

نیکی کا اجر بے حساب ہے

فرمایا: اللہ تعالیٰ ایک بار دنیا میں اجر دے گا اور دوسری بار آخرت میں، لیکن اللہ تعالیٰ کی بے پایہ نوازش اس کی متقاضی ہے کہ وہ دنیا میں بھی بار بار اجر دے اور آخرت میں بھی بار بار اجر دے، صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو ان کے اعمال کا بدلہ کس طرح دے گا اس کا علم کسی کو نہیں ہے اور نہ کوئی اس کا اندازہ لگا سکتا، ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ“ جیسا کہ کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے اعمال کی جزاء میں ان کے لئے اسی طرح چھپا کہ رکھا گیا ہے اس کی کسی متنفس کو خبر نہیں ہے۔

سزا کا قرآنی تصور

فرمایا: نیکی کا جس طرح دنیا وآخرت میں بے حساب اجر ہے اسی طرح برائی کا اجر ہے جو دنیا وآخرت میں اور دردناک شکل میں ملے گا، خواہ وہ برائی معمولی ہو یا غیر معمولی، اس کا ارتکاب کسی ذی حیثیت نے کیا ہو یا معمولی حیثیت رکھنے والے نے، بہرحال برائی کا بدلہ دیا جائے گا، الا یہ کہ آدمی اس سے توبہ کرکے اصلاح حاصل کرلے یا اللہ تعالیٰ اس کو معاف کردے۔

لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ جس طرح اچھے اجر دینے پر قادر ہے اسی طرح برے اجر کی بھی وہ قدرت رکھتا ہے، اور قرآن میں بار بار اللہ تعالیٰ کے عذاب، عقاب اور انتقام کا بھی ذکر آیا ہے تاکہ آدمی اس سے خوف کھائے اور اپنا قدم شرعی حدود سے باہر نہ نکالے۔

نیکی اور بدی برابر نہیں ہوسکتی

فرمایا: نیکی نیکی ہے اور بدی بدی ہے، نیکی سے آدمی کی روحانیت، اخلاق اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور معاشرہ میں مثبت قدریں فروغ پاتی ہیں اور نیکی کرنے والا دنیا وآخرت میں اچھے اجر کا مستحق قرار پاتا ہے، جبکہ بدی سے آدمی کے اخلاق خراب ہوتے ہیں اور اس سے معاشرہ میں منفی اقدار فروغ پاتی ہیں، خود بدی کرنے والے کا انجام برا ہوتا ہے، غرض کہ نیکی اور بدی دونوں کا مرتبہ ایک اور برابر نہیں ہوسکتا، اسی طرح نیکی کرنے والے اور بدی کے مرتکب کو ایک مقام پر فائز نہیں کیا جاسکتا، یہ فرق دنیا میں عام معیار کے مطابق بھی ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی۔

☆☆☆

برائی کا بدلہ صرف آخرت میں ہی نہیں دیا جائے گا

فرمایا: عام طور پر انسان گناہ اور برائی کرتا ہے اور یہ سوچ کر چپ ہوجاتا ہے کہ اس کا عذاب مرنے کے بعد دیا جائے گا تو مرنے سے پہلے ہم توبہ واستغفار کرلیں گے، پھر اس گناہ سے وہ غافل ہوجاتا ہے، لیکن برائی کا بدلہ صرف آخرت میں ہی نہیں دیا جائے گا جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے بلکہ اس کا بدلہ دنیا میں بھی دیا جاتا ہے اس سلسلہ میں پچھلی قوموں کی تاریخ بہترین مثالیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے مختلف قوموں کو مختلف طریقے سے ہلاک و برباد کیا، قرآن میں اس بارے میں کافی تفصیلات موجود ہیں، مثال کے طور پر قوم نوح کو سیلاب، قوم لوط کو پتھروں کی بارش، عاد وثمود کو طوفانی ہوا وبارش اور فرعون کو غرق کے ذریعہ اس دنیا سے ان کا وجود نیست ونابود کردا گیا۔

عذاب سے تحفظ نہیں

فرمایا: اللہ تعالیٰ مشرکوں، کافروں اور گناہگاروں کو دنیا میں بھی عذاب چکھائے گا، یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے، لیکن اس کے باوجود جو لوگ یہاں پر خوش نظر آتے ہیں اور انہیں کسی قسم کی پریشانی نہیں ہے ان کی زندگی پُرامن اور مطمئن گزر رہی ہے اور وہ دنیا میں خوب موج مستی کررہے ہیں تو وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ انہیں عذاب نہ آئے گا، عذاب سے تحفظ نہیں ہے، کسی وقت اور کسی صورت میں بھی آسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”تم ان لوگوں کو عذاب سے محفوظ نہ سمجھو جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایسے کاموں کی تعریف انہیں حاصل ہو جو فی الواقع انہوں نے نہیں کئے ہیں، حقیقت میں ان کے لئے دردناک سزا تیار ہے“۔

☆☆☆

خوشحالی بھی عذاب کی ایک صورت بن سکتی ہے

فرمایا: اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو کن کن نوعیّتوں سے عذاب میں مبتلا کرتا ہے اس کا اندازہ لگانا ممکن نہیں ہے، عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ پریشانی، تکلیف اور جان و مال کا نقصان عذاب کی صورتیں ہیں، لیکن اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کبھی بندوں کو نواز کر عذاب میں مبتلا کرتا ہے، اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ آدمی کروڑوں کا مالک ہوتے ہوئے بھی اطمینان خاطر سے محروم رہتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اسباب دنیا اس کے لئے آخرت میں ہلاکت کا سبب بنتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "فَلَا تُعْجِبْکَ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ بِھَا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَتَزْھَقَ اَنْفُسُھُمْ وَھُمْ کٰفِرُوْنَ" ان کے مال و دولت اور ان کی کثرت اولاد کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھاؤ اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ انہیں چیزوں کے ذریعہ سے ان کو دنیا کی زندگی میں بھی مبتلائے عذاب کرے اور یہ جان بھی دیں تو انکار حق کی حالت میں دیں۔

آخرت میں عذاب کی نوعیت

قرآن میں عذابِ آخرت کے تعلق سے عذابِ الیم، عذابِ مہین، عذابِ عظیم، عذابِ حریق، عَذَابٌ غَلِیْظٌ اور عَذَابٌ شَدِیْدٌ جیسی صفات مذکورہ ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں سخت ترین عذاب ہے اور جو اس میں مبتلا ہوگا وہ بڑا بدنصیب اور ذلیل ہوگا وہاں عذاب کے مختلف طریقے ایجاد کئے جائیں گے، تڑپا تڑپا کر عذاب دیا جائے گا، وہاں موت آئے گی نہ جینا آسان ہوگا، وہاں بار بار اور ہر جہت سے عذاب ہوگا اور اس میں کوئی تخفیف نہ کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْھِمْ نَارًا کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَیْرَھَا لِیَذُوْقُوا

الْعَذَابَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَزِیْزًا حَکِیْمًا" جن لوگوں نے ہماری آیات کو ماننے سے انکار کر دیا ہے انہیں بالیقین ہم آگ میں جھونکیں گے اور جب ان کے بدن کی کھال جل جائے گی تو اس کی جگہ دوسری کھال پیدا کر دیں گے تاکہ وہ خوب عذاب کا مزہ چکھیں، اللہ بڑی قدرت اور حکمت والا ہے۔

اسلام ہر دور میں فتح مندی اور سربلندی کا ذریعہ رہا

فرمایا: رفع مصائب کے لئے اپنی قوت اور دشمنوں سے حفاظت کی ظاہری تدبیریں بےکار و فضول نہیں ہیں، کیوں کہ تعلیمات قرآن وحدیث میں خود ان مادی تدبیروں کا بھی اہتمام موجود ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان مادی تدبیروں میں تو تمہارے دشمن تم سے کہیں زیادہ اور آگے ہیں اور جب تک تم سامان جمع کر کے ان کے درجہ تک پہنچو گے وہ اس سے بہت آگے پہنچ چکے ہوں گے، اس لئے صرف ظاہری تدابیر اور مادی قوت کی فاہمی سے مسلمان کسی وقت بھی ان سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے، مسلمانوں کی وہ مخصوص قوت جس کا کسی دوسری قوم کے پاس جواب نہیں، ان کا وہ میگزین جس کے سامنے ساری دنیا کی طاقتیں سرنگوں ہیں اور جس نے ان کے قلت عدد اور قلت سامان کے باوجود تاریخ اسلام کے ہر دور میں ان کو دوسروں پر ہمیشہ فتح مند اور سربلند کیا، وہ صرف ان کا تعلق مع اللہ اور وہ روحانی رشتہ ہے جو ان کو ساری قوتوں کے خالق و مالک کے ساتھ حاصل ہے، جس کے لازمی نتیجہ میں امداد غیبی، نصرت الٰہی، فرشتوں کی امداد، دوسری قوموں پر رعب وغیرہ ہر قدم پر ان کے ساتھ ہوتے ہیں، مگر یہ ظاہر ہے کہ یہ رشتہ و تعلق صرف اطاعت اور فرمانبرداری سے حاصل ہوسکتا ہے، نافرمانی کے ساتھ باقی نہیں رہتا۔

☆☆☆

مساوات اسلام کا بنیادی پتھر ہے

فرمایا: نظریہ اسلامی مساوات کا بنیادی پتھر ہے جس میں سب اقوام عالم کو بلا استثناء ایک لیول (Level) پر کھڑا کر کے پھر ان میں انفرادی کوشش اور انفرادی جد وجہد کی بنا پر مسابقت کی روح پیدا کی گئی ہے، اب جو شخص چاہے اپنے ذاتی اوصاف کے زور سے آگے نکل جائے۔

امداد اور ہمدردی اعلیٰ درجہ کی نیکی

فرمایا: اس قانونِ امدادِ باہمی کا دوسرا حصہ طوعی (اختیاری) نظام سے تعلق رکھتا ہے، اس نظام کے ذریعہ اسلام نے غریبوں کی مالی امداد کے علاوہ سوسائٹی میں باہمی محبت، ہمدردی اور مساوات کو زندہ رکھنے کا دروازہ بھی کھولا ہے، اسلام نے اس شرعی نظام پر انتہائی زور دیا ہے اور غریب بھائیوں کی امداد اور ہمدردی کو ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی نیکی قرار دیا ہے اور خود ہمارے آقا ﷺ کا یہ حال کہ غریبوں، مسکینوں اور یتیموں کی امداد میں آپ کا ہاتھ اس تیز آندھی کی طرح چلتا تھا جو کسی رکاوٹ کو خیال میں نہیں لاتی اور آپ ﷺ اکثر یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ جہاں زکوۃ برملا ادا کرو وہاں ذاتی اور انفرادی امداد حتی الوسع خفیہ طریق پر دو تاکہ دینے والے کے دل میں اعلان کا خیال اور لینے والے میں کمتری کا احساس پیدا نہ ہو، غریبوں اور مسکینوں کا یہ طوعی نظام بھی قائم کیا جاتا تاکہ لوگوں کے دلوں میں اخوت ومحبت اور انفرادی ہمدردی کے جذبات کو زندہ رکھا جاسکے لیکن اس کے مقابلہ میں اشتراکیت ان سب جذبات کو مٹا کر انسان کو محض ایک مشین بنانا چاہتی ہے۔

☆☆☆

اذان دی جائے اور تحنیک بھی کی جائے

فرمایا: بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کے کان میں اذان دی جائے اور تحنیک بھی کی جائے، حضرت ابورافعؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب فاطمہؓ کے یہاں حسن بن علیؓ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کے کان میں اذان دی۔ بچے کی پیدائش پر کان میں اذان دینے کی حکمت بیان کرتے ہوئے علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ ''بچے کے کان میں سب سے پہلی آواز ایسے کلمات کی پڑے جو اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی پر مشتمل ہو، اور جس شہادت کو وہ شعوری طور پر ادا کرنے کے بعد داخلِ اسلام ہوگا اس کی تلقین پیدائش کے دن ہی سے کی جائے، جس طرح مرنے کے وقت اس کو کلمۂ توحید کی تلقین کی جاتی ہے۔

شفقت ومحبت اور مساوات کا برتاؤ

چھوٹے بچے اپنے بڑوں کی شفقت ومحبت اور لاڈ وپیار کے محتاج ہوتے ہیں اس سے ان کے اندر خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے اور یہ ان کی فطری نشو ونما کے لئے بھی ضروری ہے، اس لئے والدین کو چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کے ساتھ شفقت ومحبت کا برتاؤ کریں، ایک مرتبہ اقرع بن حابس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ حضرت حسنؓ کا بوسہ لے رہے ہیں، تو اقرع نے کہا میرے دس بچے ہیں میں نے ان میں سے اب تک کسی کا بوسہ نہیں لیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔ (بخاری)

ڈاڑھی مسلمان کا یونیفارم

فرمایا: بہت سے احکام اسلام پائے جاتے ہیں، جن کے بیان میں بہت طول ہے اور جن میں یہودیوں سے، نصاریٰ سے، مجوسیوں سے، مشرکین سے امتیاز وعلیحدگی

کا حکم کیا گیا ہے اور ان کو ذریعۂ امتیاز بنایا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ مردوں کو عورتوں سے بھی علیحدہ علیحدہ یونیفارم میں دیکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے، عورتوں کے یونیفارم میں رہنے والے مرد اور مردوں کے یونیفارم میں رہنے والی عورت پر لعنت کی گئی ہے، انہیں امور میں عربی میں خط رائج کرنا بھی ہے، انہیں امور میں سے مونچھ کا منڈوانا اور کتروانا اور ڈاڑھی کو بڑھانا بھی ہے۔

دشمنوں کے کلچر سے پرہیز

فرمایا: امت محمدیہ کے ہر فرد کو سب اقتضاء فطرت اور عقل لازم ہونا چاہئے کہ وہ اپنے آقا ﷺ کا سا رنگ، ڈھنگ، چال چلن، صورت، سیرت، فیشن، کلچر وغیرہ بنائے اور اپنے محبوب آقا ﷺ کے دشمنوں کے فیشن اور کلچر سے پرہیز کرے، ہمیشہ عقل اور فطرت کا تقاضا یہی رہا ہے اور یہی ہر قوم اور ملک میں پایا جاتا ہے۔

آج یورپ سے بڑھ کر روئے زمین پر حضرت محمد ﷺ اور مسلمانوں کا دشمن کون ہے؟ واقعات کو دیکھئے اس بنا پر بھی جو ان کے خصوصی شعار اور فیشن ہیں، ہم کو اس سے انتہائی تنفر ہونا چاہئے، خواہ وہ کرزن فیشن ہو یا گلیڈسٹون فیشن خواہ وہ فرنچ فیشن ہو یا امریکن خواہ وہ لباس سے تعلق رکھتا ہو یا بدن سے خواہ وہ زبان سے یا تہذیب وعادات سے، ہر جگہ اور ہر ملک میں یہی طبعی اور فطری شمار کیا گیا ہے کہ دوست کی سب چیزیں پیاری معلوم ہوتی ہیں اور دشمن کی سب چیزیں مبغوض اور اوپری، بالخصوص جو چیزیں دشمن کا خصوصی شعار ہو جائیں، اس لئے ہماری جدوجہد اس میں ہونی چاہئے کہ ہم غلامانِ محمد ﷺ اور آپؐ کے فدائی بنیں نہ کہ کرزن وہاڈنگ وفرانس، امریکہ وغیرہ کے۔

اساتذۂ کرام کا ادب ضروری

فرمایا: آج کے دور میں مغربی تہذیب میں ہم ایسے رنگ گئے ہیں کہ بڑوں کے ادب اور اکرام کو بھول کر ان کی تضحیک اور توہین کرنے لگے ہیں اور اساتذہ کو اپنا باپ نہیں بلکہ ایک دوست کی حیثیت سے جاننے لگے ہیں اور دوست بھی ایسا کہ جب تک چاہا فائدہ اٹھایا اور جب جی چاہا بے عزت کر کے بدنام کر دیا۔

حالانکہ حضور اکرم ﷺ کے داماد اور آپ کے چچازاد بھائی اور خلیفۂ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھے ایک لفظ پڑھا دیا میں اس کا غلام ہوں اور آقا کے غلام پر تین حق ہوتے ہیں، ویسے ہی استاذ کے بھی میرے اوپر تین حق ہیں، اول یہ کہ خواہ وہ مجھے اپنی خدمت کے لئے رکھ لے، دوسرے یہ کہ خواہ وہ مجھے فروخت کر دے، تیسرے یہ کہ خواہ وہ مجھے آزاد کر دے۔ اللہ اکبر! ایک حرف سکھانے پر اتنا بڑا حق استاذ کو شاگرد پر حاصل ہے اور جس استاذ نے شاگرد کو برسوں پڑھایا ہو اس کا حق کتنا بڑا ہوگا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

استاذ کی بے حرمتی سے علم کی روشنی چھن جاتی ہے

فرمایا: استاذ کی بے حرمتی اور بے ادبی کرنے والے کے علم میں کبھی برکت نہیں ہوتی، اس کے علم میں کبھی نورانیت پیدا نہیں ہوتی، اس کے علم سے کسی کو فائدہ نہیں ہوتا، اس کی ذات سے دوسرے لوگ چاہتے ہوئے بھی فائدہ حاصل نہیں کرسکتے کیوں کہ اس نے استاذ کا دل دکھایا تھا، ان کو ایذا پہنچائی تھی، ان کی بددعائیں لی تھیں، اس لئے وہ صاحبِ علم ہوتے ہوئے بھی اپنے علم سے دوسروں کو بہرہ مند نہیں کرسکتا، اس کے پاس علم کا چراغ تھا اس کی روشنی دوسروں کو روشن نہ کرسکی۔

بادشاہوں کے ہاں بھی استاذ کا اکرام تھا

فرمایا: آیئے! میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آج استاذ ہمارے بچے کو ذرا مار دے یا کچھ سخت بات کہہ دے تو ہمارے دل اور دماغ غصہ سے بھر جاتے ہیں، ہماری زبانوں سے گستاخانہ الفاظ استعمال ہونے لگتے ہیں، ہم استاذ کی ساری کرم فرمائی اور محنت کو بھول کر کہتے ہیں کیا ہم نے اپنے بچے کو یا بچی کو اسی لئے پالا تھا کہ استاذ ہمارے بچے کو مارے، ہم ہرگز برداشت نہیں کر سکتے، آیئے میں آپ کو بنو عباس کے خلیفہ حضرت ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ کے کچھ واقعات سناتا ہوں جن سے آپ اندازہ لگالیں گے کہ ان کے دربار میں استاذ کی کس قدر اہمیت تھی، خود ہارون رشید طالب علمی کے دور میں اپنے استاذ کی جوتیاں سیدھی کیا کرتے تھے اور خادموں اور غلاموں کی طرح استاذوں کے سامنے رہتے۔

پوری فیملی نے اسلام قبول کرلیا

فرمایا: دارالعلوم محمدیہ بنگلور ۱۹۸۹ء میں قائم ہوا اور ۱۹۹۱ء میں مدرسہ کے احاطہ میں ایک عارضی اور کچی مسجد کی تعمیر شروع کی گئی، اتفاق سے مستری اور مزدور سب کے سب غیر مسلم (ہندو) تھے اور وہ لوگ ایک ہی فیملی کے تھے، مسجد کی تعمیر مکمل ہونے تک ان کو مدرسہ کے احاطہ میں ہی رہنے کے لئے جگہ دی گئی تھی، وہ صبح سے شام تک اور ہر وقت دارالعلوم محمدیہ کے اساتذۂ کرام اور طلبہ کو دیکھتے، ان کے کھانے پینے، سونے اور ان کے پڑھنے کو دیکھتے، پانچ ماہ کے عرصہ میں اسلام سے وہ اس قدر متاثر ہوئے کہ ان سب نے اسلام قبول کرلیا، میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو اسلام کی کونسی بات پسند آئی، انہوں نے کہا کہ حکیم صاحب ہم یہاں کئی مہینوں سے رہ کر تعمیر کا کام کررہے ہیں، ہم لوگ حیران ہیں، ہم نے یہاں رہ کر آپ مسلمانوں کا برتاؤ اور حسنِ سلوک دیکھا،

کھانا پینا، سونا، جاگنا دیکھا، ہم بہت متاثر ہوئے، کوئی گالی گلوچ نہیں، کوئی غصہ نہیں، کوئی لڑائی نہیں، بس ایک سسٹم بنا ہوا ہے نہایت پرسکون انداز میں دن رات گذر رہے ہیں اور آپ کی عبادت (نماز) تو بہت اچھی چیز ہے، جس کو دیکھ کر اتنا دل لگتا ہے اس کو پڑھ کر کتنا دل لگے گا، بحرحال بندہ (محمد ادریس حبان) نے اس فیملی کے آٹھ آدمیوں کو کلمۂ طیبہ اور کلمۂ شہادت پڑھایا اور اسلامی ارکان اور احکام بتائے اور مستقل تربیت کے لئے "الثقافة السنة" کیرالا بھیجا، جہاں انہوں نے تین ماہ رہ کر اسلامی تربیت حاصل کی۔ دوستو! ایسے حالات آج دنیا کے کونے کونے میں پیش آرہے ہیں اور دنیا کا ہر ذی شعور انسان اسلام کی طرف دوڑا چلا آرہا ہے۔

مغرب کے معروف نومسلم

فرمایا: مشہور جرمن مصنف وصحافی ہنری ایم برادر (عمر ۶۱ سال) کا قبول اسلام پوری یورپی دنیا خاص طور سے جرمن حلقوں میں کافی ہنگامہ خیز رہا، کیوں کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنی جارحانہ تنقیدوں کے لئے جانے جاتے تھے، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کی یہ جارحیت ۲۰۰۷ء میں اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی، جب وہ اسلام لائے تو انہوں نے صاف لفظوں میں کہا کہ "اکثر لوگ جو اسلام کو ہدف تنقید بناتے ہیں وہ اپنے دل کی گہرائیوں میں یہ ضرور محسوس کرتے ہیں کہ اسلام ان سے اور ان کے مذہب سے کہیں زیادہ مضبوط ہے"۔ انہوں نے مزید کہا کہ میں نے کوئی دین نہیں چھوڑا بلکہ اس اسلام کی طرف لوٹا ہوں جو دین فطرت ہے جس پر ہر انسان پیدا ہوتا ہے۔

جس چیز کیلئے محنت ہوگی وہ حاصل ہوگی

فرمایا: اگر انسان دین کے لئے محنت کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لئے راستے کھول دیتے ہیں، "وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ

الْمُحْسِنِیْنَ'' انسان جب جدوجہد کرتا ہے اور محنت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز عطا فرما دیتے ہیں جسکو وہ حاصل کر لینا چاہتا ہے، آدمی جب دنیا کے لئے محنت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا عطا فرما دیتے ہیں، صحت کے لئے محنت کرتا ہے تو اس کو صحت ملتی ہے اور انسان جب دین کے لئے محنت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دین عطا فرماتے ہیں، میں نے قرآن مجید کی وہی آیت آپ کے سامنے تلاوت کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰهِ'' وہ آدمی کتنا اچھا ہے یا اس آدمی کی بات کتنی اچھی ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہے۔ نیک اعمال کی طرف دعوت دیتا ہے۔ بچے پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ ماں کو پکارتا ہے اور جب شاگرد سے مسئلہ کوئی حل نہیں ہوتا تو وہ استاذ سے مدد لیتا ہے، انسان جب بیمار ہو جاتا ہے تو وہ اپنے آپ کو ڈاکٹر کی مدد کے ذریعہ ٹھیک اور درست ہونے کی کوشش کرتا ہے، لیکن جب انسان بھٹکتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی کی طاقت اور عظمت اور ذات مقدس ایسی ہے جو انسان کو راہ راست پر لاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا انعام

فرمایا: انسان یہ سمجھتا ہے کہ یہ مال میرا ہے، یہ زندگی میری ہے، یہ صلاحیت میری ہے، یہ خوبی میری ہے، یہ فصاحت و بلاغت میری ہے اور جو بھی میں اچھے کام کر رہا ہوں وہ خوبی میری اپنی ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ودیعت فرمائے ہیں، کسی کو زبان کی سلاست عطا فرمائی اور کسی کو جسم اتنا لمبا چوڑا عطا فرما دیا، کسی کو خوبصورتی عطا فرما دی تو کسی کو مال عطا فرما دیا، کسی کو اولاد عطا فرما دی اور کسی کو بادشاہت عطا فرما دی، یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے، کسی چیز کا ملنا یہ انسان کی اپنی اپنی صلاحیت پر منحصر نہیں ہے۔

حضرت حاذق الامتؒ کا ارشاد

فرمایا: ہمارے حضرت حاذق الامتؒ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ انسان میں جو خوبی نظر آئے وہ منجانب اللہ ہے، انسان کوئی اچھا کام کر رہا ہے تو اس پر یہ نہ سوچے کہ یہ میں کر رہا ہوں بلکہ یہ سوچے کہ یہ اللہ کی توفیق سے ہو رہا ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دے تو کس لئے؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر بے پناہ احسان ہے، حضور ﷺ نے اس چیز کو ارشاد فرمایا تو صحابہؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کیسے پیدا ہوگی جب کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا نہیں ہے، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اس زمین کو دیکھو کہ کس طرح سے پھیلا دی گئی ہے ''وَاِلَی الْاَرْضِ کَیْفَ سُطِحَتْ'' اور ہم نے زمین کو پھیلا دیا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے ''وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰهَا'' اور ہم نے آسمان کو بنا دیا ہے۔ اس میں کوئی پلر نہیں اور کسی طرح کا کوئی ستون نہیں، دنیا کے کسی بھی کونے میں پہونچ جاؤ بغیر ستون کے یہ چھت قائم ہے، آپ آسمان کو دیکھو اللہ تعالیٰ کی عظمت تمہارے دل میں پیدا ہوگی، زمین کو دیکھو اس کے اندر غور و فکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی عظمت پیدا ہوگی، چاند کو دیکھو اپنے وقت پر نکل رہا ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت پیدا ہوگی، سورج کو دیکھو، ستاروں کو دیکھو، طوفانی ہواؤں کو دیکھو، بارشوں کو دیکھو، بادلوں کے غول آ رہے ہیں اور برس رہے ہیں اور آسمانوں پر بجلی چمک رہی ہے، کڑک رہی ہے یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، انسان اتنی ساری چیزوں کو دیکھنے کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کی عظمت کو اگر نہ سمجھے تو وہ انسان بے عقل ہے۔

☆☆☆

اللہ تعالیٰ کا احسان ماننا چاہئے

فرمایا: اللہ تعالیٰ کا احسان بندہ کو ماننا چاہئے، حضور اکرم ﷺ نے اس چیز کو ارشاد فرمایا ”انسان سب سے پہلے اپنے ایمان پر شکر ادا کرے، اے اللہ! آپ کا شکر ہے کہ آپ نے مجھے ایمان والا بنایا۔ اس کے بعد پھر اعمال صالحہ کو“ قرآن نے فرمایا ”وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ“ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال، اچھے کام کئے۔ یعنی پہلے ایمان لانا شرط ہے اور اس کے بعد اچھے کام کرنا شرط ہے پھر اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہم تمہیں ان اعمال کے بدلے جنت دیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کی عظمت جب بندے کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے تو وہ گناہوں سے بچنے لگتا ہے اور نیکی کی توفیق اور اس کی رغبت اس کے دل میں پیدا ہونے لگتی ہے۔

نعمتوں کا استحضار

انسان کے پاس اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں، ایک آدمی ایک اللہ والے کے پاس پہنچتا ہے اور کہتا ہے کہ حضرت میرے پاس کچھ نہیں، میرے پاس کوئی دولت نہیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے غریب بنایا ہے تو حضرت اس کو سمجھاتے ہیں کہ ایسا مت کہو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں بہت کچھ دیا ہے لیکن تمہیں نظر نہیں آ رہا ہے، اس نے کہا کہ حضرت مجھے تو نظر نہیں آ رہا ہے آپ ہی دکھا دیجئے! فرمایا کہ اچھا ایک کام کرو تمہارے پاس پیسہ نہیں ہے، باغ باغیچہ نہیں ہے، کوئی اور چیز نہیں ہے، بنگلہ نہیں ہے لیکن تمہارے جسم میں دو ہاتھ ہیں، ایک ہاتھ کی پانچ انگلیاں دیدو اور پانچ ہزار روپئے لے لو، اس نے کہا کہ حضرت یہ کیسے ہو سکتا ہے! فرمایا دونوں ہاتھوں کی دس انگلیاں دیدو اور دس ہزار روپئے لے لو! عرض کیا یہ نہیں ہو سکتا ہے! فرمایا اچھا ایک ہزار کو دس ہزار کر دیتے ہیں لہٰذا دس

انگلیوں کی قیمت دس ہزار کے حساب سے ایک لاکھ روپئے لے لو! عرض کیا نہیں حضرت ایسا نہیں کر سکتا، تو فرمایا کہ بے وقوف دو لاکھ روپئے میں چھوٹی چھوٹی انگلیاں کاٹ کر دینے کے لئے تیار نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے یہ کتنی قیمتی بنائی ہیں۔

آج ہمارے پاس کونسی صلاحیت نہیں؟

فرمایا: دوستو! آج مسلمان کے پاس کونسی صلاحیت نہیں ہے؟ آج مسلمان کے پاس سب کچھ ہے لیکن دلوں سے اللہ کی محبت اور اللہ کے رسول کی محبت نکل گئی ہے، محبت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ زبان سے کہد یا میں اللہ سے محبت کرتا ہوں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں، محبت محبت کہنے سے محبت نہیں ہو جاتی، دعوائے محبت جب درست ہوتا ہے جب محبت کے آثار افعال اور کردار میں موجود ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا ہر انسان پر فرض عین ہے اور اللہ کے نبی ﷺ سے محبت کرنا بھی ہر مسلمان پر فرض عین ہے، اگر کوئی اللہ تعالیٰ سے محبت نہیں کرتا اور اللہ کے نبی ﷺ سے محبت نہیں کرتا تو اس کا ایمان کامل نہیں، مکمل نہیں۔

بندے رحمٰن کے اور کام شیطان کے

فرمایا: بایزید بسطامیؒ نے بڑی عجیب وغریب بات فرمائی ”مؤمن کی مثال ایسی ہے جیسے مردے کی، اس کو آپ نے تختے پر لٹا دیا غسل دینے کے لئے جیسے آپ اس کو پلٹیں گے ویسا پلٹ جائے گا جیسا آپ اس کو دھوئیں گے ویسا وہ دھل جائے گا ہاتھ اٹھائیں گے تو ہاتھ اٹھ جائے گا پاؤں اٹھائیں گے تو پاؤں اٹھ جائے گا بٹھائیں گے تو بیٹھ جائے گا، مؤمن کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے ایسا ہونا چاہئے“۔ ہمارے سارے کام رحمٰن کے خلاف ہیں اور خواہشات ہیں وہ شیطان کے ساتھ مطابقت رکھتی ہیں حالانکہ بندے ہم رحمٰن کے ہیں اور کام ہمارے سب شیطان کے ہیں، اللہ کے نبی ﷺ نے

ارشاد فرمایا کہ اگر بندے کو یہ گمان اور ضیاں پیدا ہو جائے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی مجھے مارنے والے ہیں اور میری اس زندگی کے مالک اللہ تعالیٰ ہیں اور اس کا استحضار بندے کو صحیح معنوں میں ہو جائے تو بندہ کوئی گناہ نہ کرے، بندہ گناہ اس وقت کرتا ہے جب سمجھتا ہے کہ یہ زندگی میری اپنی ہے اور یہ صلاحیت میری اپنی ہے، مال غلط جگہ پر جب خرچ کرے گا جب انسان یہ سمجھے گا کہ یہ مال میرا ہے، اگر یہ سمجھے کہ یہ مال اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اس کو کبھی غلط خرچ نہیں کر سکتا تو زندگی بھی اللہ کی نعمت ہے اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور مال بھی اللہ تعالیٰ کی امانت اور نعمت ہے

آج نمازی صرف آٹھ فی صد ہیں

آج ہمارے یہاں جہاں دین کے بہت سارے شیرازے بکھر چکے ہیں جیسے نماز کے لئے ہمارے پاس پانچ یا سات پرسنٹ لوگ نمازی رہ گئے ہیں باقی 98 پرسنٹ پورا کا پورا طبقہ مسجد کے باہر ہے، قوم جس کا دسواں حصہ بھی مسجد میں نہ آئے اور اپنی من مانی زندگی گذارے اس قوم کو آپ دیندار قوم کیسے کہہ سکتے ہیں، میں کسی فرد کا نام لے کر نہیں کہہ رہا ہوں لیکن آج دیکھئے آپ ہندوستان میں کتنے سادھو ایسے ہیں کتنے مٹھ اور پجاری ایسے ہیں کہ ان کے بیانات اور خیالات سننے کے لئے لاکھوں کا مجمع ہوتا ہے، ان کے کرتن اور مختلف پروگرام ہوتے ہیں، حالانکہ ان کا سب کچھ باطل ہے ان کا خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول نہیں، قبولیت کی کنجی "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ" ہے جس کے پاس یہ کنجی نہیں اس کے سارے اعمال اللہ کے یہاں نامقبول، لیکن وہ آج ہم سے زیادہ دھارمک، ہم سے زیادہ مذہبی اور ہم سے زیادہ اصول پسند ہو رہے ہیں جو دنیا کی امانت کے لئے اور دنیا کی قیادت کے لئے ایمانداری اور دیانت داری کو پھیلانے کے لئے اور رشوت خوری کو مٹانے کے

لئے خیانت اور دوسرے برے معاملات کو مٹانے کے لئے مسلمان آیا تھا آج خود ان ساری چیزوں میں ملوث ہے۔

ایمانداری مومن کی خاص صفت ہے

فرمایا: جب آدمی ایماندار بنتا ہے تو خدا کی قسم اس کی زندگی ہی میں نہیں اس کے مرنے کے بعد بھی اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں لیکن ضروری ہے کہ آدمی پہلے اندر سے ارادہ تو کرے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ امانت داری مومن کی سب سے خاص الخاص صفت ہے۔

حضرت تھانویؒ کا اہم واقعہ

فرمایا حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ایک بڑے عالم دین کو خلافت دی وہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں آئے تو کہا کہ حضرت بچے کو آپ کی خدمت میں دعا کے لئے لے کر حاضر ہوا ہوں، فرمایا خوشی کی بات ہے پھر دریافت فرمایا کہ اس کی عمر کیا ہے؟ عرض کیا حضرت اس کی عمر تو بارہ سال ہے فرمایا تم نے اس کا ٹکٹ بھی لیا ہے یا نہیں؟ ٹرین سے آئے عرض کیا کہ حضرت ٹکٹ تو اس کا اس لئے نہیں لیا کہ یہ گیارہ سال کا لگتا ہے اور گیارہ سال کے بچے کا ٹکٹ نہیں ہے۔ (اس زمانہ میں گیارہ سال تک کے بچے کا ٹکٹ نہیں تھا) تو حضرت نے فرمایا "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" مولانا آپ نے دین کو سمجھا ہی نہیں آپ نے چند پیسے کے فائدہ کی خاطر حکومت کا نقصان کیا ہے آپ جب بچے کو لا رہے ہیں تو بچے کا ٹکٹ آپ کو لینا چاہیے تھا آپ نے نہیں لیا، جب کہ بارہ سال کے بچے کا ٹکٹ لینا ضروری ہے جب آپ دو آنہ تین آنہ کے لئے بے ایمانہ کر سکتے ہیں تو بڑی بڑی چیزوں کے معاملے میں آپ کتنی بے ایمانی

کرتے ہوں گے حضرت نے فرمایا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی اللہ معاف فرمائے میں نے خلافت آپ کو دی تھی اسے واپس لیتا ہوں بس اتنی سی بات پر حضرت شیخ لافت واپس لے لی، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ **الامان والحفیظ**

امانت داری کے بغیر ایمان نامکمل

آج امانت داری اپنے سماج اور معاشرے سے اور ہمارے اپنے مزاجوں سے نکل چکی ہے اور ہم امانت داری کو بے وقوفی سمجھتے ہیں بات بہت لمبی ہو جائے گی بہر حال بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ امانت داری جب تک انسان اختیار نہیں کرے گا اس کا ایمان مکمل نہیں ہوگا امانت داری کے بغیر روزہ، نماز نا قبول۔ دعا فرمایئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے اور آپ کو ایمانداری کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حرام اور مشتبہ مال اور معاملوں سے بھی ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آج منھ دیکھ کر سلام کا رواج بن گیا

دوستو! آج مسلمان نے چھوٹی چھوٹی سنتوں کو ترک کر دیا، نبی اکرم ﷺ کی بڑی بڑی سنتوں کو اپنانا تو بڑی بات ہے آپ ﷺ کی چھوٹی چھوٹی سنتیں ہماری زندگی میں ہونی چاہئے تھیں وہ ہم نے چھوڑی ہی نہیں بلکہ بالکل بھلا دی ہیں اور ایسی بھلائی ہیں کہ اب ہم ان کو یاد کرنا بھی گوارہ نہیں کرتے ہیں، حضوا کرم ﷺ کی صفت رحمت یہی تو ہے کہ حضور اکرم ﷺ گھر میں جا رہے ہیں تو ''السلام علیکم'' کہتے ہیں آج کوئی جو اپنے بچوں کو اور اپنی بیویوں کو گھر میں جا کر سلام کرے تو توہین سمجھتے ہیں۔ گھر میں داخل ہونے پر اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ سلام کرو اور ہم لوگ ہیں کہ سلام نہیں کرتے، بچوں کو بھی اللہ کے نبی ﷺ سلام کیا کرتے تھے چھوٹا بچہ بھی مل جاتا تو فرماتے

''السلام علیکم'' اور آج ہم انتظار میں رہتے ہیں کہ سامنے والا آدمی سلام کرے گا ہم کیوں کریں ہم تو بڑے ہیں وہ چھوٹا ہے، حالانکہ سلام کرنے میں بڑے اور چھوٹے کی قید نہیں بلکہ آپ ﷺ بڑوں کو بھی اور چھوٹوں کو بھی سلام کرتے تھے، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اخیر زمانہ میں سلام کا رواج ختم ہو جائے گا اور لوگ ان ہی کو سلام کریں گے جن کو پہچانتے ہوں جانتے ہوں، چہرہ جانا پہچانا ہوا تو سلام کیا جائے گا اور چہرہ جانا پہچانا ہے تو سلام نہیں کریں گے۔

مخلوق پر رحم کرنا سکھایا

فرمایا: آج مسلمان چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے لڑتے ہیں اور اپنی ناک کا مسئلہ بنا لیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے کبھی کسی چیز کو ناک کا مسئلہ نہیں بنایا۔ آپ ﷺ نے انسانیت سکھائی ہے بردباری سکھائی ہے مخلوق پر رحم کرنا سکھایا، ایک دوسرے سے غمگساری کا جذبہ سکھایا، محبت والفت کا درس دیا، یہ حضور ﷺ کی سیرت ہے۔ دوستو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اگر حضور ﷺ کی صرف اسی سیرت حرمت کو ہم دنیا میں اپنالیں تو خدا کی قسم ہمارے گھر جنت کا نمونہ بن جائیں، لیکن آج ایسا نہیں ہے آج تو صرف سڑکوں اور گلیوں کو روشن کیا جا رہا ہے، کیا یہی سیرت ہے؟ ایسا تو غیر مسلم بھی اپنے دیپاؤلی کی خوشی میں روشنی کرتے ہے آج نہ جانے کس کس کا بت بنا کر لوگ نکالتے ہیں جیسے گنیش وغیرہ ان کی نقل کرتے ہوئے مسلمان کی آپ ﷺ کے روضہ اور کعبۃ اللہ کی شبیہ بنا کر گلیوں میں لے کر پھرتے ہیں کیا یہ محبت ہے؟ اس کو محبت نہیں کہتے یہ تو حضور اکرم ﷺ کے روضہ کی بے حرمتی ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سب باتوں کو پوچھیں گے اور آپ کو ہر بات کا جواب دینا پڑے گا۔ کہ اس ہنگامے، ناچنے اور گانے میں جتنے بھی خرافات آج شروع ہو رہے ہیں اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں اس سے ہر مسلمان کو بچنا ہے

اسلام کی انفرادیت

فرمایا: آج کوئی خاندان یا قبیلہ عیسائی بنتا ہے اگر چہ مذہب اسے انجیل سے ملتا ہے مگر تعلیم اور اخلاق وتہذیب یورپ وامریکہ کے خود ساختہ تمدن ہی سے ملتی ہے لیکن وہی قبیلہ اگر مسلمان ہوتا تو جہاں سے اسے مذہب ملتا ہے وہیں سے اسے ساری رہنمائی مل جاتی ہیں اس کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے باہر جانے کی قطعاً ضرورت نہیں اس لئے کہ اسلام ہمہ گیر ہمہ جہت اور آفاقی مذہب ہے جو ساری دنیائے انسانیت کے لئے ہے، اور ساری تعلیمات اسی میں ہیں۔

پڑوسی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے

فرمایا: آج ہم کسی کا پڑوسی بننے یا کسی کو اپنا پڑوسی بنانے کیلئے تیار نہیں ہیں، کیوں کہ پڑوسی کا مطلب ہے کہ ہم کو اس کے ساتھ ایثار وقربانی کا مظاہرہ کرنا ہے، اس لئے مالدار طبقہ تو اب چھٹ کر افیشیل علاقہ میں چلا گیا جہاں پڑوسی کا کوئی تصور نہیں، دس سال بھی رہ جاؤ کیا مجال ہے کہ آپ کو پڑوسی ڈسٹرب کرے یا آپ اپنے پڑوسی کو پریشان کریں۔ یہاں تک کہ پڑوسی کے نام سے بھی واقفیت نہیں ہوتی۔ یہ آج کے انسان کی بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے کہ انسان اپنے جیسے انسان سے بیزار ہے اور قریب ہوتے ہوتے دور ہے؟ حالانکہ حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اچھا پڑوسی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں ہے جو تم کھاؤ اس میں سے اپنے پڑوسی کو بھی کھلاؤ۔ جب تمہارے یہاں کوئی خوشی ہو تو اپنے پڑوسی کو بھی شامل کرلو، اس کے گھر پر کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آجائے تو اس کو تسلی دو، انتقال ہوجائے تو ان کے جنازے میں شریک رہو اور اس پڑوسی پر لعنت کی گئی ہے جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے لیکن اس کے پڑوس میں رہنے والے بھوکے پیٹ سو جائیں۔

غریب اور ان پڑھ مسلمان کی حالت

فرمایا: آج عام طور پر مسلمان کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنی دال روٹی کے چکر میں صبح سے شام تک کچھ کماتا ہے۔ اسے نہ سنت کا خیال ہے نہ قرآنی احکامات کا۔ بس اس کا چکر بندھا ہوا ہے، صبح جاتا ہے شام کو تھک ہار کر گھر آجاتا ہے، ہفتہ میں ایک دن کی چھٹی ہوتی ہے، اس میں کچھ ضروری کاموں سے فارغ ہوجاتا ہے، پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کیلئے اسکے پاس سوائے دو چار میٹھے بول کے کچھ نہیں ہے، گھر میں اچھے سے اچھا پکاتے ہیں، خوب کھاتے ہیں بچ جاتا ہے تو کام کرنے والے ملازمین کو دیتے ہیں اور پھر بھی بچ گیا تو پھینک دیا جاتا ہے، لیکن پڑوس کو کچھ بھیجنا یا دینا عیب سمجھا جاتا ہے، اگر پڑوسی نے کچھ مانگ لیا تو صاف انکار، اور اگر لحاظ میں دیدیا تو لینے والے پڑوسی کو کبھی واپسی کا خیال نہیں آتا، دل ایسے سخت اور سیاہ ہوگئے کہ آپسی بھائی چارگی اور حسنِ سلوک کی گنجائش بہت ہی کم دلوں میں رہ گئی ہے **الامان والحفیظ**۔

غیر مسلموں میں بھی پڑوس کی اہمیت ہے

فرمایا: آدمی کتنا ہی بڑا بادشاہ بن جائے یا کتنا ہی بڑا پہلوان بن جائے۔ اکیلا زندگی نہیں گذار سکتا، اس کو ہر موقع پر کسی نہ کسی ساتھی اور یار ومددگار کی ضرورت رہتی ہے۔ انسان کے مزاج میں اللہ تعالیٰ نے اخوت، الفت ومحبت رکھی ہے اور یہ ہر موقع پر ظاہر ہوکر اپنے کمالات دکھاتی رہتی ہے، ایک غیر مانوس اور غیر وطن کے آدمی سے آپ حسنِ سلوک کریں تو وہ آپ کا گرویدہ بن جائے گا، اٹھتے بیٹھتے آپ کی تعریف کرے گا۔ حضور اکرم ﷺ کی یہی سیرت ہے کہ آپ نے اپنے اخلاقِ کاملہ سے دشمنوں کو دوست بنایا غیروں کو اپنا بنایا، جو مانوس نہیں تھے ان میں الفت پیدا کی، جو گالیاں دیتے

تھے وہ تعریف کرنے لگے۔ یاد رکھیئے! آپ کتنے ہی مستغنی بن جائیں لیکن پڑوسی سے استغناء نہیں کر سکتے، اس لئے کہ پڑوسی آپ کے برابر میں آپ کا بھائی ہے، آپ کا ہمدرد ہے، اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ آپ کے کام آئے اور آپ اس کے کام آئیں۔ آپ ان کے غم وخوشی میں شریک رہیں اور وہ آپ کے اچھے برے وقت کے ساتھی رہیں، اس لئے دیکھا گیا ہے کہ غیر مسلموں کے اندر بھی پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کا رواج ہے وہ بھی اپنی مادی اور فطری ضروریات کی تکمیل کیلئے پڑوسی سے تعلق رکھنے پر مجبور ہیں۔

متاعِ ایمان دنیا کی ہر چیز سے زیادہ قیمتی

فرمایا: آج دنیا کو اسلام کی تعلیمات پر پہلے سے زیادہ عمل کرنے کی ضرورت ہے اور اسلام کے زرین اصولوں پر گامزن رہنے اور ان سے فوائد حاصل کرنے کی ترویج واشاعت ضروری ہے۔

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ بھلائی کے جس راستہ سے چاہے سلوک کرے لیکن ایک مسلمان کی حیثیت سے بدسلوکی کر کے اسلام کو بدنام نہ کرے۔ مسلمان ایثار وقربانی اور محبت والفت کا پیکر ہوتا ہے۔ وہ متاعِ ایمان کو دنیا کی ہر چیز سے زیادہ قیمتی تصور کرتا ہے۔

مساجد سونی پڑی ہیں

فرمایا: بڑے افسوس کی بات ہے کہ امت کا ایک بڑا طبقہ مساجد سے باہر ہے۔ درگاہوں میں اور بازاروں میں رش ہے۔ تھیٹروں اور پارکوں میں رش ہے لیکن اگر رش نہیں تو صرف مساجد میں نہیں۔ مساجد سونی پڑی ہیں۔ بعض مساجد تو ماشاء اللہ اتنی

کشادہ بنی ہوئی ہیں کہ شاید ہی کبھی بھرتی ہوں اور ان کی وسعت کے مطابق ان میں نمازی آتے ہوں۔ جبکہ قیامت کے دن عرش الٰہی کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ جن لوگوں کو سائے میں جگہ ملے گی ان میں وہ لوگ بھی ہوں گے جن کے دل دنیا میں رہتے ہوئے مساجد میں اٹکے ہوئے تھے۔ یہودیوں، نصرانی علماء اور پادریوں نے ایسی خفیہ تحریکیں اور تنظیمیں قائم کر رکھی ہیں کہ ان کا کام صرف یہ ہے کہ وہ بھولے بھالے مسلمانوں کو علماء کرام سے اور قرآن وسنت سے دور رکھیں اور اللہ تعالیٰ کی عظمت ان کے دلوں سے نکالدیں، اور اس قدر بے دین ہو جائیں کہ دنیا کی ہر چیز سے ان کا تعلق ہو لیکن دین سے، قرآن سے، حدیث سے، اللہ اور اس کے رسول سے علماء اور مساجد سے کوئی تعلق نہ ہو استغفر اللہ۔

مساجد کا ماحول بندہ کو اللہ تعالیٰ سے جوڑتا ہے

فرمایا: بلاشبہ مسجد پہلے درجہ میں وہ جگہ ہے جو پنج گانہ نماز کے لئے خاص کی گئی ہے، جو بندۂ مسلم کو اس کے آقا و مالک سے جوڑتی ہے۔ اس کے دل کو گندگیوں سے پاک وصاف کرتی ہے اسے زمین سے اٹھا کر عالم بالا تک لے جاتی ہے اور روحانی فضاؤں میں اسے اڑاتی ہے اور اسے یاد دلاتی ہے کہ بندۂ مومن کو ہر حال میں اپنے اللہ کی بندگی اور اس کے سامنے خشوع وخضوع میں مشغول رہنا چاہئے۔

آج ہم لوگ مساجد کو کیا سمجھتے ہیں؟

فرمایا: مسجد کا کردار اتنا صاف اور روشن ہونے کے باوجود موجودہ زمانہ میں اکثر لوگوں کا خیال یہ ہے کہ مسجد ضرورت مندوں محتاجوں اور چندہ مانگنے والوں کی پناہ گاہ ہے یا یہ کہ زیادہ سے زیادہ نماز کی جگہ۔

ایک افسوس ناک اور قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ ہر گاؤں ومحلّہ میں کچھ ایسے افراد ہوتے ہیں جو مساجد کو اپنی ذاتی اغراض کے لئے استعمال کرتے ہیں اور یہاں سیاسی گفتگو اور مخالفین کے شکوہ وشکایت سے گریز نہیں کرتے، جب کہ مسجد نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرنے کی جگہ ہے۔

مسلمان کب اللہ کی راہ میں نہیں؟

فرمایا: آج ہر چیز کی روح گویا نکل گئی ہے۔ جماعت کا کام بھی بس ایک رسم بن گیا ہے۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ علماء کرام کی عزت وتوقیر ان کے یہاں نہیں ہے مدارس کا قیام ان کے یہاں عبث ہے۔ میں بنگلور میں دیکھ رہا ہوں کہ جماعت کے ساتھ نماز تو واقعی پابندی سے پڑھتے ہیں باقی دین اور دیگر معاملات میں یہ غیروں سے زیادہ قریب ہیں۔ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے منشاء اور اصول سے ہٹ کر کام کررہے ہیں۔ اگر کوئی جماعت کے کسی آدمی کو برا کہدے تو سب کے سب چڑھ دوڑتے ہیں اپنی خامیوں اور خرابیوں پر نظر نہیں ہے۔ اہل خاندان کے حقوق پامال ہیں، بیوی بچوں کے نان ونفقہ سے بیزار ہیں۔

میں سوال کرتا ہوں کہ مسلمان کب اللہ کی راہ میں نہیں ہے؟ مسلمان کا کونسا عمل اللہ کی منشا اور مرضی کے خلاف ہے؟ مسلمان کا کون سا عمل دین نہیں ہے؟ مسلمان کا کونسا عمل اللہ کو راضی کرنے والا نہیں ہے؟ میں اپنے متعلقین کو کہتا ہوں جاؤ خوب جماعت میں جاؤ لیکن اپنے اہل خاندان اور گھر والوں کو بے یارو مددگار نہ چھوڑ کر جاؤ۔ ان کو عزت کی زندگی کا حق اسلام نے دیا ہے۔ ان کے اخراجات خاندان کے ذمہ دار افراد پر عائد ہیں۔ اتنا کماؤ کہ اپنے اہل وعیال کو دیکر جاؤ اور کسی سے قرض لینے کی ضرورت نہ پڑے۔

مسالک کے فتنے بھی مسلم قوم کو کمزور کرتے ہیں

فرمایا: بہر حال آج جہاں بہت سے نکتے ابھرے اور اٹھے ہوئے ہیں وہاں مسالک کے فتنے بھی کم نہیں ہیں۔ دیوبندی، بریلوی، جماعت اسلامی، اہل حدیث، سلفی، جماعت المسلمین۔ امام صاحبان اور خطیب حضرات کو چاہئے کہ کسی پر تنقید کئے بغیر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کریں، قرآن وسنت کے دائرے میں رہ کر خطاب کریں اور مسالک والوں کو چاہئے کہ وہ اپنے مسالک کو اپنی ذات یا اپنے گھر تک محدود رکھیں۔ ہمارے حضرت حاذق الامتؒ فرمایا کرتے تھے اپنا مسلک چھوڑو مت اور دوسرے کا مسلک چھیڑو مت۔ دوسرے کے مسلک میں خامی نکالنا اور عیب نکالنا گویا اس بات کی دعوت دینا ہے کہ دوسرے لوگ ہمارے مسلک میں خامیاں نکالیں گے اور ہم ذریعہ بنے اس کا کہ انہوں نے ہمارے مسلک میں خامیاں نکالیں۔ اگر ہم ان کے مسلک اور نظریات کا احترام کرتے تو وہ بھی ہمارے مسلک اور نظریات کا احترام کرتے، اس لئے اس قسم تنقید سے بچا جائے کیونکہ مسالک کے فتنے مسلم قوم کے اتحاد کو توڑنے اور کمزور کرنے والے ہیں۔

نیکی کر کنوئیں میں ڈال

فرمایا: آج ہم لوگ ذرا ذرا سی بات پر دین میں خامیاں نکالتے ہیں، علماء کو برا کہتے ہیں، اکابر اور مشائخ کو بدنام کرتے ہیں، قرآن وسنت کا جنازہ نکالتے ہیں، کوئی معمولی سا کام دین واسلام کا کر دیا تو امید کرتے ہیں بلکہ مستحق سمجھتے ہیں کہ ہماری تعریف کی جائے، گن گائے جائیں، واہ صاحب کیا کام کیا، حالانکہ مخلصین کا قول ہے کہ ''نیکی کر کنوئیں میں ڈال''، یعنی نیکی کر کے بھول جا، اس کو یاد مت کر، ہاں گناہ چھوٹا سا بھی ہوجائے، تو اس کو بار بار یاد کر کے ندامت محسوس کرے آنسو بہائے۔ گڑگڑائے

اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اے اللہ یہ آخری گناہ تھا آخری خطا تھی اب اس کے بعد دوبارہ ایسا گناہ نہیں کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتے ہیں۔

روزی عطا کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں

اللہ تعالیٰ نے بندوں کی روزی ایک دوسرے سے وابستہ رکھی ہے۔ روزی عطا کرنے والے تو اللہ تعالیٰ ہیں لیکن اس کو عطا کرنے کے مختلف ذرائع اور بہانے ہیں، مالدار طبقہ کو یہ بات سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو نعمت اور دولت دی ہے یہ امانت ہے اگر ہم نے اس کا صحیح استعمال نہیں کیا اور لوگوں کے صحیح حقوق ادا نہیں کیئے تو یہ نعمت اللہ تعالیٰ ہم سے واپس لے سکتے ہیں۔ بہت سے دولت مند غرور اور تکبر میں ڈوب جاتے ہیں اور غریبوں اور مزدوروں کو بے عزت کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے بڑا بھیانک انتقام لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام بندے برابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو کسی بندے کی بے عزتی ہرگز پسند نہیں ہے۔

سخت قانون بنائے جاتے ہیں!

فرمایا: ذمہ داران لیبرس کو اپنے مفاد کیلئے استعمال کرتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو پکڑ کر ان کی نشاندہی کر کے مزدوروں کی تنخواہ کو کم کر دیا جاتا ہے اور ایسے سخت قانون بنائے جاتے ہیں کہ جن کی اطاعت میں مزدور طبقہ مشغول رہے اور اس کو اپنا مستقبل بنانے اور سنوارنے کا موقع نہ مل سکے۔

انسانی مساوات کا لحاظ نہیں

فرمایا: آج کل ہر کمپنی اور ہر فیکٹری میں لیبر یونین بنا کر مالکوں کے سامنے مطالبات رکھے اور منائے جاتے ہیں۔ ان میں کبھی تنخواہ کی بڑھوتری، کبھی بونس کا حصول، کبھی

دیگر قسم کی مراعات حاصل کرنے کیلئے یونین مالکوں پر دباؤ ڈالتی ہے۔ اس میں حلال وحرام کی کوئی تمیز نہیں کی جاتی اور انسانی مساوات کا لحاظ نہیں ہوتا۔

مالداروں اور مزدور طبقہ میں جو اختلافات ہیں وہ اسی خود غرضی اور بے حسی کا نتیجہ ہیں مزدور کو مالک کی خیر خواہی کا خیال نہیں ہے اور مالکوں کو مزدوروں پر رحم وکرم کا خیال نہیں ہے۔

مالک کی خوشحالی کا اثر مزدور پر بھی پڑتا ہے

فرمایا: مالک جب اپنے نوکر اور ملازم کے ساتھ اپنے بھائی جیسا سلوک کرے گا اور اس سے اخوت ومحبت کا برتاؤ کرے گا تو ملازم مالک کے خلاف بغاوت نہیں کرے گا، بلکہ وہ مالک کے غیب میں اس کے ورثہ اور اس کے مال کی حفاظت کرے گا۔ اس کو مالک کے نقصان کا دکھ ہوگا، رنج ہوگا، وہ کسی صورت میں مالک کو نقصان پہونچانے کے درپے نہیں ہوسکتا، کیوں کہ اسکو معلوم ہے کہ مالک خوشحال ہے تو مزدور بھی مالک کی خوشحالی میں شامل ہے، اگر مالک کو نقصان ہوتا ہے تو اس کا اثر ملازم پر بھی پڑتا ہے، مالک جو اس کو عطا کرتا ہے اس میں کمی آسکتی ہے۔

اس لئے مالک سامنے ہو یا نہ ہو ملازم وفاداری کے ساتھ مالک کے سرمایہ کی حفاظت کرے گا۔ اور یہی تعلیم ہے حضور اکرم ﷺ کی اور سیرت کا یہی وہ پہلو ہے جو دیگر سرمایہ دارانہ نظاموں سے مختلف ہے۔

ایسے لوگ شیطان کے بھائی ہیں

فرمایا: اس دور میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے کہ وہ اپنا کام تو وقت پر کرا لیتے ہیں اور مزدور کی مزدوری وقت پر ادا نہیں کرتے۔ مزدور بار بار چکر لگاتا رہتا ہے اور مطالبہ کرتا

رہتا ہے یہاں تک کہ بہت سے لوگ تو اپنی اجرت چھوڑ دیتے ہیں وہ مانگتے ہی نہیں حالانکہ یہ حقوق العباد ہے اور حقوق العباد معاف نہیں ہوتے۔

خواہ بندہ کتنی ہی توبہ اور استغفار کرلے یہ تو بندے کے معاف کرنے سے ہی معاف ہوتے ہیں۔ کیسے بے حس اور بے ضمیر ہیں وہ لوگ جو محنت پیشہ لوگوں سے اپنی مطلب برابری کے بعد منہ پھیر لیتے ہیں اور جب ان سے مزدوری طلب کی جاتی ہے تو ان کی آنکھیں لال ہوجاتی ہیں جیسے کہ ان سے مفت میں کچھ طلب کیا جارہا ہے۔ ایسے لوگ شیطان کے بھائی ہیں حضور اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو بھی وعید سنائی ہے۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمیں حقوق العباد کے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کی تباہ کاریاں

ہمارے کئی نوجوان انٹرنیٹ کو ہیروئن کے نشے کی طرح اپنے اعصاب پر مسلط کرچکے ہیں اور انٹرنیٹ کی غلیظ لت نے ان کی ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کو ڈسنا شروع کردیا ہے۔ آپ اگر انٹرنیٹ کے گندے، ناپاک اور حیا سوز مواد سے لذت نام کی ذلت حاصل کرنے والے نوجوانوں کو دیکھیں تو آپ کو احساس ہوگا کہ یہ بدنصیب نوجوان نہ دین کے رہے ہیں، نہ دنیا کے۔ انٹرنیٹ سے کھیلنے کا آغاز معلومات حاصل کرنے کے بہانے سے شروع ہوتا ہے اور اس کا انجام ایمان، حیا اور جوانی کے اجڑنے اور ناقابل بیان گناہوں میں ملوث ہونے پر ہوتا ہے۔ انسانیت کے قاتل زہر فروش طبقے آئے دن انٹرنیٹ پر مہلک زہر کی بوچھار کرتے رہتے ہیں اور ہمارے نادان نوجوان اس زہر کو مزے لے لیکر چوستے ہیں اور پھر ہلاکت وذلت کی کھائیوں میں جاگرتے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ آج گلی گلی میں انٹرنیٹ کیفے کھل چکے ہیں اور نوجوانوں کے ریلے ان کیفوں میں جاکر اسلام دشمن عناصر کے تیروں کا شکار ہورہے ہیں۔

انٹرنیٹ فحاشی لیٹریچر کا سیلاب ہے

فرمایا: انٹرنیٹ اور فیس بک پر ہزاروں لاکھوں قسم کے بے شمار فحاشی لیٹریچرس کا سیلاب ہے۔ اور ایسی تصاویر اور ایسے مناظر اس میں فیڈ کئے گئے ہیں جو نوجوانوں کو شہوت کے عمیق غار میں دھکیل کر ان کے مستقبل کو قطعی تاریک کردیتے ہیں اور ان کے والدین، سرپرستوں نے یا انہوں نے اپنے لئے جو خوبصورت خواب دیکھے ہوئے ہیں وہ ہمیشہ کیلئے سُراب ہوجاتے ہیں۔ ان کی تفصیلات کوئی شریف آدمی اپنے قلم سے قلم بند نہیں کرسکتا۔ کیوں کہ زندگی کے ہر موڑ پر بلکہ یہ کہئے کہ زندگی کے ہر سانس کی تباہی کا سامان انٹرنیٹ پر موجود ہے۔

انٹرنیٹ بے دینی اور گمراہی کا ذریعہ

فرمایا: بہت سارے دیندار مسلمان انٹرنیٹ کے جادو کا شکار ہوکر بے عمل بلکہ بدعمل بن چکے ہیں، وہ ابتداء میں انٹرنیٹ کو دینی خدمت کے جذبے سے استعمال کرتے ہیں۔ اس کے بعد ان پر معلومات جمع کرنے کا خبط سوار ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد خود کو عقلمندوں کی دنیا کا ہیرو سمجھ کر اپنی زندگی کے اکثر قیمتی اوقات انٹرنیٹ پر برباد کرتے ہیں اور بالآخر معاملہ یہاں تک جا پہنچتا ہے کہ وہ کسی کام کے قابل نہیں رہتے، بلکہ ان میں سے بعض تو اپنی گھریلو ذمہ داریوں تک سے غافل ہوجاتے ہیں اور انٹرنیٹ کا خفیہ زہر ان کے اندر سے کردار اور عمل کی طاقت کو ختم کردیتا ہے۔ چنانچہ پھر وہ یا تو صرف فضول باتیں کرتے ہیں یا انٹرنیٹ کے آستانے پر اپنی راتوں کا خون کرتے رہتے ہیں۔

خیالی وہم

فرمایا: شروع شروع میں تو آدمی یہ سوچتا ہے کہ ہم اچھی چیزوں کو لے کر ان سے اپنی زندگی کے کارواں کو آگے بڑھائیں گے لیکن انٹرنیٹ کی گل کاریاں اس کو بالآخر اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں اور وہ ایک ایسا خاموش اور پوشیدہ بدکار، بدعمل انسان بن جاتا ہے کہ اس کی تمام فکری قوتیں سلب ہوجاتی ہیں اور اب اس کو آپ نشہ آور کہیں یا بدکار کہیں، یا شیطان کا باپ کہیں یہ سب نام اس کے لئے بہت چھوٹے ہیں۔ وہ اتنا بڑا فراڈی اور ابوالشیطان بن جاتا ہے کہ وہ دوسروں کی زندگیوں کو تباہ وبرباد کرنے کا ذمہ دار بن جاتا ہے۔

انٹرنیٹ پر تبلیغ کے نام پر لوگ گمراہ ہوتے ہیں

انٹرنیٹ کے ذریعے دینی معلومات حاصل کرنے والے بہت سارے افراد اسلام دشمن عناصر کی طرف سے دین کے نام پر دین کے خلاف چھوڑے گئے وساوس کا شکار ہوجاتے ہیں۔ ایسے بہت سارے لوگ آپ کو اپنے اردگرد نظر آئیں گے جو بڑے جوش کے ساتھ انٹرنیٹ کی معلومات کا حوالہ قرآن کریم کی آیت کی طرح پیش کرکے گمراہی کی تبلیغ کرتے ہیں، ان میں سے بعض لوگ تو بالکل پاگل ہوچکے ہیں اور بعض نیم پاگل۔ ان لوگوں کے سامنے اگر آپ قرآن مجید کی آیت یا حضور اکرم ﷺ کی کوئی حدیث پیش کریں تو وہ چیخنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم انٹرنیٹ کی بات کررہے ہیں جبکہ تم لوگ پرانے زمانے کی باتیں کرتے ہو استغفر اللہ۔

انٹرنیٹ سے شرم وحیا ختم ہوگئی

فرمایا: ایسے کئی واقعات ہمارے سامنے ہیں کہ دیندار اور پرہیزگار گھرانوں میں انٹرنیٹ جب آیا تو ان گھروں کے بچے بگڑ گئے۔ وہ شرم وحیا کے پیکر تھے۔ لیکن

انٹرنیٹ کے ذریعہ ان کی دوستیاں اور تعلقات ایسے لوگوں سے ہوگئے کہ برقعہ پوش لڑکیاں گھروں کو چھوڑ کر اوباش لڑکوں کے ساتھ بھاگ گئیں، دیندار نمازی اور ماں باپ کے سامنے سر جھکا کر چلنے والا لڑکا اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ رنگ رلیاں منانے لگا لیکن شرم محسوس نہیں کی۔ اس نے کہا اصل زندگی تو یہی ہے ہم ابھی تک دھوکہ میں تھے۔ انٹرنیٹ کتنا اچھا ہے کہ ساری دنیا کو اس نے ایک ولیج بنا دیا ہے۔ کہیں سے کوئی بھی چیز آپ دستیاب کرسکتے ہیں۔

انٹرنیٹ کے زیادہ استعمال سے ذہنی توازن بگڑ جاتا ہے

فرمایا: انٹرنیٹ کے زیادہ استعمال نے بعض لوگوں کی ذہنی صلاحیتوں کو مفلوج کردیا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جو کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کا زیادہ استعمال کرتے ہیں، ان میں سے اکثر کا ذہنی توازن بگڑ جاتا ہے اور کمپیوٹر کی اسکرین سے اٹھنے والی شعاعیں ان کی آنکھوں اور دماغ کو برباد کردیتی ہیں۔

میرے پاس بنگلور ہائی کورٹ کے ایک مشہور ایڈوکیٹ اپنی اہلیہ کے ساتھ علاج کے لئے آئے انہوں نے بتایا کہ میری بیٹی اور داماد نے کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی تعلیم کچھ زیادہ ہی حاصل کی ہے اور انہوں نے اس کام میں بڑی مہارت حاصل کی ہے۔ انہوں نے بھگوان پر ریسرچ کیا ہے اب حالت یہ ہے کہ ان کو اپنے گھر میں چاروں طرف بھگوان ہی بھگوان نظر آتے ہیں۔ کبھی برتن گرتے ہیں کبھی الماری کھلتی ہے کبھی کسی اور طرف سے گھر میں آواز پیدا ہوتی ہیں۔ وہ اس چیز سے زیادہ ہی پریشان ہیں کہتی ہے کہ بھگوان مجھے نقصان پہونچانے لگا ہے۔ اس لئے آپ آیئے تو میں اگلے ہفتے امریکہ جارہا ہوں۔

حکیم صاحب آپ ہی اس کا کچھ علاج بتایئے۔ کچھ دعا، کچھ تعویز یا کچھ دوائیں دی جائیں۔ میں نے کہا ان کو نفسیاتی بیماری ہوگئی ہے۔ وہ چند ماہ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ پر کام

کرنا بند کریں اور سادہ زندگی گذاریں، آپ ان کے پاس جا کر ان کا دل بہلائیں تو انشاء اللہ خود بخود وہ لوگ صحیح ہو جائیں گے۔ان کو کسی بھی قسم کی کوئی روحانی بیماری نہیں ہے۔

انٹرنیٹ کے ذریعے گمراہ ہوتے کئی نوجوان

فرمایا: انٹرنیٹ کے یہ چند نقصانات آج ہمیں اپنے گردوپیش میں صاف نظر آرہے ہیں۔ ہماری آنکھوں کے سامنے کئی نمازی اور نیک نوجوان انٹرنیٹ کی لت میں پڑ کر بیکار، بےعمل اور بدکار بن چکے ہیں، بلکہ کئی دینی ادارے انٹرنیٹ کے آزادانہ استعمال کی وجہ سے فحاشی اور بےحیائی کے سیلاب میں بہہ چکے ہیں، اس طرح انٹرنیٹ کی نحوست سے ایک ایسا طبقہ وجود میں آچکا ہے جو ظاہری طور پر دین دار ہے، لیکن ان کا دین انٹرنیٹ کے حوالوں، فضول بحث کرنے اور دوسروں کو جاہل سمجھنے تک محدود ہے، اسی طرح انٹرنیٹ کے ذریعے گمراہ ہونے والے افراد کا ایک طوفان ہماری اجتماعیت کو برباد کرنے کیلئے وجود میں آچکا ہے، ان سارے حالات کو دیکھتے ہوئے دین کی خدمت کرنے والے اداروں اور افراد کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ انٹرنیٹ کے استعمال کو محفوظ ترین بنانے کی کوششیں کریں اور اس سلسلے میں فوری طور پر توجہ فرمائیں۔

مسلمان قوم کے شعور کو بیدار کیا جائے

فرمایا: میں حاضرین سے بڑی صفائی کے ساتھ کہتا ہوں، خواہ آپ کو برا لگے، آج ہمارے یہاں بھی قومی ترقی اور علمی ترقی کے نام پر کچھ علماء کرام نے اپنے بچوں کو بڑے بڑے عیسائی اسکولوں میں داخل کر رکھا ہے جہاں وہ بڑی فیس دے کر بچوں کو تعلیم دلا رہے ہیں، ان کے عقائد کو بگاڑ رہے ہیں۔ عقیدہ تثلیث ان کے ذہنوں میں بٹھایا جارہا ہے اور بائیبل کے اقتباسات ان کو پڑھائے جارہے ہیں۔

انٹرنیٹ کی خرابیوں، خباثتوں اور غلاظتوں کے بارے میں اپنے اراکین اور مسلمان قوم کے شعور کو بیدار کیا جائے اور انہیں سمجھایا جائے کہ یورپ کا یہ خوبصورت سانپ بے حد زہریلا ہے، بلکہ یہ بات صداقت کے ساتھ سمجھائی جائے کہ سانپ کا ڈسا ہوا پانی مانگتا ہے جبکہ انٹرنیٹ کا ڈسا ہوا پانی تک نہیں مانگتا۔ بلکہ بعض اوقات خود سانپ بن جاتا ہے۔زہریلا سانپ، بے حد زہریلا اور خطرناک۔

کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے فوائد

فرمایا: کمپیوٹر اور انٹرنیٹ صرف اور صرف خرابیوں اور خرافات کا پلندہ نہیں ہے بلکہ اس سے میری مراد یہ ہے کہ آپ بلا کنٹرول بچوں کے سپرد کر دیں تو یہ نقصانات ہو سکتے ہیں جو ابھی تک ظہور میں آچکے ہیں، کسی صاحب نے مجھ سے ندوۃ العماء لکھنؤ کے معروف استاد اور معروف اسکالر کا جملہ نقل کیا کہ ٹی وی، انٹرنیٹ، کمپیوٹرس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے بھینس یا گائے کہ یہ دودھ بھی دیتی ہے اور گوبر اور پیشاب بھی کرتی ہے، بس ہمیں دودھ کی حد تک اس کو استعمال کرنا چاہئے گوبر اور پیشاب کے حدود میں دخل اندازی نہیں کرنی چاہئے۔

بہرحال اپنی تحریروں، تقریروں اور مجالس میں کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کا ایسا تذکرہ نہ کیا جائے جس کی وجہ سے نئی نسل کے ذہن پر قرآن وسنت سے زیادہ انٹرنیٹ کا رعب بیٹھ جائے اور وہ انٹرنیٹ کے استعمال کو ترقی اور عقلمندی کیلئے ضروری سمجھنے لگیں۔

انٹرنیٹ کی تباہی سے بچنے کا واحد راستہ

فرمایا: انٹرنیٹ پر اپنا زیادہ وقت برباد کرنے والے دیندار مسلمانوں کو اس برائی سے بچنے کی دعوت دی جائے اور انہیں تلقین کی جائے کہ وہ انٹرنیٹ کے سامنے بیٹھ کر

معلومات حاصل کرنے کی بجائے یہی وقت قرآن کریم کے ساتھ اور علماء کرام کی صحبت میں گزار کر صحیح دینی معلومات حاصل کریں۔

اس تباہی سے بچنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ اپنے آپ کو قرآن وسنت کے سانچے میں ڈھال لیں اور دنیا کی ہر نعمت سے فائدہ اٹھائیں۔ جس طرح کرنٹ ہے اس کے منفی اور مضر اثرات کو ایک طرف کرتے ہوئے آج بہت سے کام کرنٹ سے بھی انجام پا رہے ہیں۔ اسی طرح سے کمپیوٹر اور انٹرنیٹ چلانے اور استعمال کرنے سے پہلے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور خوف خداوندی سے سرشار کرلیا جائے۔ دوزخ کے عذاب کا ادراک کیا جائے کہ بدعملی سے آگ میں جلنا پڑے گا اور جنت کی دائمی نعمتوں کا خیال اور دھیان دل میں جمالیں کہ ہر اچھے اور نیک عمل کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے پاس موجود ہے۔ پس اگر ہم انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کو دینی ملی اور قومی فوائد کے لئے استعمال کریں گے تو ہمارا یہ عمل بھی عبادت بن جائے گا اور تباہی سے محفوظ رہ جائیں گے۔

انٹرنیٹ کے متعلق ایک اہم مشورہ

انٹرنیٹ پر آنے والے دینی مواد کی فہرستیں جاری کی جائیں اور اپنے حلقہ اثر کو تلقین کی جائے کہ وہ ان پروگراموں کے علاوہ اور کچھ نہ دیکھیں، بلکہ جس طرح لٹریچر کے مطالعے میں علماء کرام سے مشورہ کرتے ہیں اسی طرح انٹرنیٹ کے استعمال کے سلسلے میں بھی مشورہ کیا کریں کہ کون سے پروگرام ہم لوگوں کے لئے سودمند ہو سکتے ہیں ۔ ورنہ تھوڑی سی عمر میں چرس، گانجہ، افیم، حشیش اور نشہ آور ادویات کے عادی بچوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہوتا جائے گا۔ آج امریکہ اور برطانیہ، فرانس، جرمن اور دیگر ممالک میں تعلیم یافتہ طبقہ اپنے مقدر کو رو رہا ہے اور اپنی ترقی پر آنسو بہا رہا ہے کہ ہائے یہ کیسی ترقی اور کیسی خوشحالی ہے جس نے ہماری معاشرت اور ہمارے کلچر کو تباہ کر دیا ہے۔ پرانی روایات کا جنازہ نکال دیا ہے اور شرم وحیا قصہ پارینہ بن گئی ہے۔

دینی کام کرنے والوں سے خاص گذارش

فرمایا: دینی کام کرنے والے افراد اپنے ذہن کو انٹرنیٹ کے رعب سے آزاد رکھیں اور اپنی فطری صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر دین کا کام کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ اور اس بات پر یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنا کام ان کے مقدر میں رکھا ہے اتنا ہی وہ کر سکتے ہیں اس سے زیادہ نہیں، اس لئے جہاں تک جائز اور صحیح راہ پر چل سکتے ہیں اور انٹرنیٹ کو استعمال کر سکتے ہیں، وہاں تک استعمال کریں۔ باقی جہاں محسوس ہو کہ اس سے ہمارے عقائد اور اعمالِ صالحہ پر ضرب آئے گی وہاں اس کو ترک کر دیں اور اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر جانیں کہ وہ دیکھ رہا ہے۔ اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔

دینی اداروں کے ذمہ داران سے خصوصی گذارش

فرمایا: دینی اداروں میں استعمال ہونے والے کمپیوٹر اور انٹرنیٹ صرف محفوظ ہاتھوں میں دیئے جائیں اور ہر دوسرے دن انٹرنیٹ کو ٹٹول کر دیکھا جائے کہ پچھلے دن اس پر کیا کچھ دیکھا گیا ہے، یاد رہے کہ انٹرنیٹ کے استعمال کا ریکارڈ اس پر محفوظ رہتا ہے چنانچہ نہایت آسانی کے ساتھ یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ گزشتہ دنوں میں اس پر کیا کچھ کس کس وقت میں دیکھا گیا ہے؟ نگرانی کا یہ نظام انٹرنیٹ کے غلط استعمال کو روکنے میں انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔

کم عمر بچوں اور بچیوں کو نیٹ استعمال کرنیکی اجازت نہ دیں

فرمایا: مکمل دینی شعور اور تربیت نہ رکھنے والے افراد اور کم عمر بچوں کو ہرگز انٹرنیٹ استعمال نہ کرنے دیا جائے، اس لئے ضروری ہے کہ اس شعبہ کا نگراں جہاں

اس کا ماہر ہو وہاں اس کے اندر تقویٰ پرہیزگاری کے جذبات بھی ہوں کہ وہ کسی بھی وقت شیطان کے بہکائے میں آکر پورے شعبہ کو تباہ وتاراج نہ کرسکے ورنہ یہ ترقی کے نام پر ہونے والے کام کاج جہنم کے راستہ پر لیجانے کا ذریعہ بنیں گے، مجھے شاہ فیصل جو سعودی حکمراں تھے، ان کی بات یاد آرہی ہے، ان سے امریکن انتظامیہ نے بات کی کہ ہم ایسے ایسے الیکٹرانک سامان اور مشینیں ایجاد کریں گے کہ آپ کا ملک ان کو استعمال کرکے دنیا کی دیگر اقوام میں سربلند ہوجائے گا، تو شاہ فیصل نے فرمایا کہ میں تو ٹیلی فون کا استعمال بھی درست نہیں سمجھتا لیکن آج کے دور کی مجبوری ہے ورنہ ان چیزوں کے جس قدر فوائد ہیں اس سے زیادہ ان کے نقصانات ظاہر ہیں۔

عدل وانصاف دنیا میں امن وچین کا ذریعہ ہیں

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دنیا میں امن وامان رکھنے اور دنیا میں خیر اور بھلائی کے راستے ، سچائی، اور نیکی میں پوشیدہ رکھے ہیں۔ عدل وانصاف دنیا میں امن وچین کا ذریعہ ہیں، کوئی قوم یا کوئی ملک اس وقت امن وسکون حاصل نہیں کرسکتا جب تک کہ وہاں کے حکام میں عدل ومساوات کے جذبات کارفرما نہ ہوں۔

دنیا میں جہاں ظلم وبربریت اور شیطانیت کے راستوں پر چل کر بہت سے بادشاہوں اور راجاؤں نے انسانوں پر مظالم کو جاری رکھا خون کی نہریں بہادیں اور ایسے ظلم وستم کئے کہ شیطان کو پیچھے چھوڑ دیا۔ دنیا میں فرعون، نمرود، قارون، ہلاکو خان جیسے حکمرانوں کے ظلم وستم کی کوئی حد باقی نہ رہی۔ لیکن ان سب کے برعکس مسلمان حکمرانوں نے اپنی حکومتوں کی عظیم تواریخ رقم کی ہیں۔ عدل وانصاف اور نیکی اور سچائی کے ایسے لاجواب اصول اور واقعات رقم کئے ہیں جن کو دنیائے انسانیت آج بھی یاد کرتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اسلام اور قرآن وسنت کی

روشنی میں صحابہ نے تابعین نے تبع تابعین نے اور دیگر حکمرانوں نے ایسی عظیم الشان حکومتیں قائم کیں کہ جن کے حق وانصاف کی آواز ساری دنیا میں گونجی اور ان کی تعریف اور حق پسندی کا غیروں پر ایسا سکہ بیٹھا کہ انہوں نے بغیر خون بہائے اپنی رضامندی سے مسلم حکمرانوں کو اپنے ممالک پر قبضہ دیدیا اور کہا آپ ہی اس لائق ہیں کہ حکومت چلائیں۔ آپ کی بادشاہت آپ کے نفس کے تابع نہیں بلکہ آپ کی بادشاہت قرآن وسنت یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے تابع ہے۔ بلاشبہ آپ کے دنیا میں رہتے ہوئے دوسروں کو حکمرانی کا حق نہیں ہے۔

مسلمان حکمرانوں کا طرزِ عمل

فرمایا: مسلمان حکمرانوں نے کوئی موقع ایسا ہاتھ سے نہیں جانے دیا کہ انہوں نے اپنے طرز عمل سے سرِ مو ناانصافی کی ہو، ظلم وجبر کیا ہو، کسی حق دار کا حق مارا ہو، کسی یتیم کا مال چھینا ہو کسی بیوہ پر ظلم کیا ہو۔ جب بھی فیصلہ کا وقت آیا تو اپنے ذاتی مفادات اور اغراض کو بالائے طاق رکھ کر حق وانصاف کا پرچم بلند کیا ہے۔ تاریخ ایسے فیصلوں سے بھری پڑی ہے۔ ہزاروں صفحات پر بکھری ہوئی مسلمانوں کی سچائی پر مبنی حکومت اور حکومت کی کارگذاری کی گواہی دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر صحیح معنوں میں اگر کسی نے حق کا بول بالا کیا ہے تو وہ غلامانِ مصطفیٰ ہیں جنہوں نے ہر موقع پر اپنے نفس کو کچل کر صرف اور صرف قرآن وسنت کی روشنی میں فیصلے کئے ہیں۔

جھاڑ پھونک اور جنتر منتر

یہاں یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ رہبانیت تمام تر گمراہی ہے، اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: لَا رَھْبَانِیَۃَ فِی الْاِسْلَامِ (یعنی اسلام میں ترک دنیا کی کوئی

گنجائش نہیں ہے) ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ جھاڑ پھونک اور تنتر منتر کا جو مشرکانہ وکافرانہ طریقہ ہے، اس سے کامل پرہیز ضروری ہے۔ اختلاط مرد وزن غلط ہے، عورتوں کا بلا جھجک ڈھونگی پیروں اور پیسے کے لالچی عاملوں کے پاس جانا غلط ہے۔ یہی بگاڑ کی اصل جڑ ہے شیاطین ایسے ہی موقعوں کی تلاش میں رہتے ہیں اور عورتوں اور مردوں پر وار کرتے ہیں، ورغلاتے ہیں اور بربادی کے غار میں دھکیل دیتے ہیں۔ اللہ پاک ہم سب کو محفوظ رکھے۔ آمین!

داڑھی مردوں کی زینت ہے

اس زمانہ کے نوجوانوں کو سن کر تعجب ہوگا کہ اسلام کے کٹر دشمن عقبہ، شیبہ، ابوجہل، ابولہب بھی داڑھی رکھتے تھے، گویا داڑھی ہر مرد رکھنا ضروری سمجھتا تھا کیوں کہ عورتوں کو سر کے بال سے اللہ تعالی نے زینت بخشی اور داڑھی سے مردوں کو وقار عطا فرمایا، مردوں کے چہروں پر داڑھی سے رعب ودبدبہ اور چہرے کی خوبصورتی قدرتی امور میں سے ہے۔

آج جو لوگ یعنی مسلمان اپنے چہروں کو داڑھی سے مزین نہیں رکھنا چاہتے۔ اور دشمنانِ اسلام کی تقلید کرتے ہیں وہ اس معاملہ میں ابوجہل ابولہب سے بھی بدتر ہیں کہ ان لوگوں نے اسلام قبول نہیں کیا اور آخر تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی لیکن داڑھی جیسی قدرتی نعمت اور عطا کو اپنے چہروں سے علیحدہ نہ کر سکے۔

آخر داڑھی نہ رکھنے کی کیا دلیل ہے؟

فرمایا: شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ فرماتے ہیں کہ سوال یہ ہے کہ آخر داڑھی نہ رکھنے کی کیا دلیل ہے؟ کیونکہ سوال صحت کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ مرض کی وجہ کا ہوتا ہے۔

طبیب کسی کے گھر کبھی اس لئے نہیں جاتا کہ اہل بیت کی تندرستی کی وجوہ دریافت کرتا پھرے کہ وہ اصل ہے اور اصل کیلئے دلیل کی ضرورت نہیں اور وجودی چیز ہے اور وجود اپنی دلیل خود ہے۔ وہ گھروں پر اس لئے جاتا ہے کہ مریض کے مرض کی وجوہ تلاش کرے کہ مرض عدمی چیز ہے اور عدم بغیر کسی محرک اور مراجع کے وجود پذیر نہیں ہوتا تو اسی کے وجوہ واسباب بھی دریافت کئے جاتے ہیں تاکہ ان کا ازالہ کرکے تمام امراض سے نجات دلائی جاسکے۔ درخت پر پھل آجائیں تو کوئی وجہ دریافت نہیں کرتا کہ کیوں لگے ہیں لیکن نہ لگیں تو اس عارضہ کی وجہ ضرور تلاش کی جائے گی کہ اس کے ازالہ سے اس مرض کا ازالہ کیا جائے۔

داڑھی تمام اقوام وملل کا متفقہ مسئلہ ہے

جب کہ دنیا کی ہر قوم وملت کسی نہ کسی مذہب ہی سے تشکیل یافتہ ہے تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ مسئلہ تمام اقوام وملل کا مسئلہ ہے جس پر قول کا اجماع ہے پس جہاں لفظ فطرۃ سے طبعی رنگ میں یہ مسئلہ اجماع اقوام وملل کا اجماعی مسئلہ نکلتا تھا، وہیں اس اجماع شرائع سے یہ مسئلہ شرعی رنگ میں بھی امتوں کا اجماعی مسئلہ ثابت ہوجاتا ہے پس داڑھی بڑھانے کے بارے میں اگر ایک امت کا اجماع کسی مسئلہ کے ثبوت کیلئے شرعی حجۃ ہوسکتا ہے تو تمام اولین وآخرین کا اجماع اور بلا استثنٰی سارے انبیاء ورسل اور سارے اولیاء وعلماء کا اجماع آخر کس طرح حجۃ نہیں بنے گا؟

دریں صورت اس مسئلہ کی ضرورت سے انکار کرنا گویا تمام شرائع اور تمام انبیاء کے ایک مشترکہ شرعی تقاضے کا انکار اور ان کی عملی تکذیب ہے سو اگر ایک امت کے اجماعی مسئلہ کا انکار فسق ہے تو اقوام عالم اور اولین وآخرین کے اس کھلے اجماعی مسئلہ کا انکار فسق کے کس درجہ پہنچا ہوا ہوگا؟ بہر حال لفظ فطرۃ لفظ سنت پھر لفظ مرسلین سے

داڑھی رکھنے کی نظری ضرورت ہی نہیں بلکہ عملی ضرورت بھی ثابت ہوجاتی ہے جو اس مسئلہ کی مشروعیت کیلئے ایک واضح دلیل اور حجت ہے جس سے انکار کسی حالت میں بھی جائز نہیں ہوسکتا۔

داڑھی پست کرانا تغیر خلق اللہ میں داخل ہے

پھر قطع نظر تشبہ کے داڑھی پست کرانے کا فعل تغییر خلق اللہ اور خدا کے دیئے ہوئے حسن و جمال کی تخریب بھی ہے جس نے مردوں کو مردانہ حسن اور عورتوں کو زنانہ حسن دے کر بطور منت انہیں فرمایا ہے: ''اس نے تمہیں (ہر ایک کے مناسب حال) صورت دی اور تمہاری صورتوں کو حسین تر بنایا ہے (قرآن کریم) اس حسن و جمال میں بلا مرضی موجد مداخلت اور اس کو بگاڑنا ظاہر ہے کہ کوئی منقبت نہیں معصیت ہی ہوسکتا ہے جسے شیطانی حرکت کہا جائے گا۔ چنانچہ عورتوں کی ایسی تغیر کا ذکر کرکے قرآن حکیم نے اسے شیطانی ولایت کی کارگزاری سے تعبیر فرمایا ہے۔

اور یقیناً میں حکم کروں گا انہیں، پس وہ لوگ اللہ کی خلقت میں تبدیلی کریں گے اور جس نے اللہ کے علاوہ شیطان کو مددگار بنالیا، تو وہ کھلے ہوئے نقصان میں پڑے گا۔ (قرآن کریم)

تشبہ بالکفار اور تشبہ بالنساء

حیرت ہے کہ لوگوں کے نزدیک ناخنوں اور بغل اور زیر ناف کے بالوں کے بارے میں تو وہی حدیث اور اس کا حکم نہ حجت ہو اور نہ قابل اعتراض ہو؟ ایک بام و دو ہوائے اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ چہرہ مہرہ کی جمال پسندی اور جمال آرائی کا معیار تو لوگوں نے اختیار کیا مگر ہوائے نفس یا رواج یا ماحول سے مرعوب ہوکر اختیار کیا جسے ضرورت

کے وقت کبھی شریعت کے سر ڈال دیا جاتا ہے اور کبھی بات نہ بننے کی صورت میں صاف یہی کہہ دیا جاتا ہے کہ شریعت نے اس کا کوئی معیار ہی مقرر نہیں کیا بلکہ اسے ہمارے اختیارات تمیزی پر چھوڑ دیا ہے، اس کا حاصل وہی ہے جو مشرکین عرب فواحش کا ارتکاب ہوائے نفس سے کرکے کہہ دیا کرتے تھے کہ ''اور یہ لوگ جب کوئی برا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اس پر پایا، اور اللہ نے ہم کو اس کا حکم فرمایا ہے آپ فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ بری باتوں کا حکم نہیں فرماتا۔ کیا تم ایسی باتیں اللہ پر لگاتے ہو جنہیں تم جانتے نہیں؟'' (قرآن)

بہر حال داڑھی پست کرانے میں جیسے تَشَبُّہَ بِالْکُفَّارِ سے معصیت کی بو آتی تھی ویسے ہی تَشَبُّہَ بِالنِّسَاءِ سے بھی آتی ہے اور ان سب کا مشترک خلاف ورزی قانون نکلتا ہے جو معصیت کا اصل سرچشمہ ہے پس جو چیز خلاف ورزی قانون تَشَبُّہَ بِالْکُفَّارِ، تَشَبُّہَ بِالنِّسَاءِ اور تغیر خلق اللہ کی چار وجوہ سے معصیت ہو تو اس کے معصیت ہونے میں کلام کرنے کی آخر گنجائش ہی کیا ہوسکتی ہے؟

عشق محمد ﷺ کا تقاضا داڑھی رکھنا ہے منڈانا نہیں

آخر میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہا جاتا کہ واجب وفرض اور سنت کی بحث اپنی جگہ صحیح لیکن یہ سب چیزیں استدلالی ہیں گرویدگان بارگاہ نبوت کیلئے حجتوں کی یہ کاوشیں درکار نہیں ان کیلئے تو صرف اتنی حجت کافی ہے کہ یہ فعل محبوب دو عالم ﷺ نے انجام دیا ہے اور فلاں فعل سے اجتناب فرمایا ہے اس فعل و اجتناب کی استدلالی نوعیت کچھ بھی ہو اور صفت حکم وجوب ہو یا سنت و مستحب عاشق کا مذہب تو یہ ہے کہ جو آپ سے ثابت ہے وہ اطاعت ہے اور جس سے آپ کا احتراز ثابت ہے وہ معصیت ہے استدلالیوں کیلئے یقیناً معصیت یہی ہے کہ اس سے صراحۃً روکا گیا ہو لیکن عشاق کے نزدیک

معصیت یہ ہے کہ اس سے ان کے عشق پرور دل میں کھٹک پیدا ہوتی ہو۔ عاقل کے نزدیک طاعۃ معصیت افعال ہیں۔لیکن عاشق کے نزدیک جذبات واخلاق ہیں وہیں گنہگاروں سے کہا گیا ہے کہ جو برا فعل کرے وہ گنہگار رہے۔

جو جہالت سے بری حرکت کرے وہ گنہگار رہے،مگر عشاق سے کہا گیا ہے کہ جو تمہارے سینے میں کھٹک پیدا کرے وہی گناہ ہے، پس وہاں تو حرکات وسکنات پر نیکی اور بدی کا حکم لگتا ہے اور یہاں خیالات پر وہاں عملی دنیا پر حکم لگے گا اور یہاں فکری اور جذباتی دنیا پر، پس استدلالیوں کے یہاں فتویٰ مفتی سے لیا جائے گا لیکن عشاق کے یہاں فتویٰ خود اپنے ضمیر سے طلب کیا جائے گا۔

اغیار کی شباہت والے اجلاس اسلام کے منافی

ہمیں یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ 12 ربیع الاول یعنی حضور ﷺ کا یوم ولادت، ’’عید میلاد النبی ﷺ‘‘ کے طرز پر نہ تو حضور اکرم ﷺ کے اہل خاندان نے منایا ہے، نہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور نہ ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور نہ ہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور نہ ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ’’عید میلاد النبی‘‘ منایا ہے، نہ ہی چراغاں کیا ہے نہ ہی سرکاری چھٹیاں منائی ہیں اور نہ جلوس نکالے ہیں اور نہ کعبۃ اللہ شریف کی شبیہ اور روضہ اقدس کا ماڈل بنا کر گلی گلی سڑکوں اور چوراہوں پر رکھا گیا ہے۔

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ جو کام اغیار اپنے بتوں اور اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے خداؤں کے لئے انجام دیتے ہیں وہی طریقہ مسلمان اپنا رہے ہیں،نعرے بازی ،مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں، چاکلیٹ بسکٹ، اور شربت تقسیم کیا جاتا ہے، یہ ہلڑ بازی اور نعرے بازی سراسر حضور ﷺ کے مزاج مبارک یعنی سیرت کی روح کے خلاف ہے، ہاں آپ اپنے گھر میں اپنی مساجد میں اپنی خانقاہوں میں اور اپنے مدارس میں کالجوں

اور اسکولوں میں یونیورسٹیوں میں سیدھی سادی مجالس منعقد کر رہے ہیں اور ذکر رسول اللہ ﷺ سے اپنے ایمان کی تجدید کر رہے ہیں ۔ اس کی افادیت سے کسی کو انکار نہیں،لیکن یہ اسٹیج سجانا اور قمقموں کی بہتات، اور اغیار سے تشبیہ لئے ہوئے اجلاس کے مناظر اسلام کے طریقے کے منافی ہیں۔اس کی اسلام میں قطعی گنجائش نہیں ہے۔

جلوس محمدی ﷺ کرسمس کی نقل اور اختراع

فرمایا: حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ لکھتے ہیں کہ جس طرح کرسمس کے ساتھ ہوا، اسی طرح یہاں بھی ہوا کہ ایک بادشاہ کے دل میں خیال آگیا کہ جب عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ کا یوم پیدائش مناتے ہیں تو ہم رسول اکرم ﷺ کا یوم پیدائش کیوں نہ منائیں، چنانچہ یہ کہہ کر اس بادشاہ نے میلاد کا سلسلہ شروع کر دیا، شروع میں یہاں بھی یہی ہوا کہ میلاد میں حضور ﷺ کی سیرت کا بیان ہوا، اور کچھ نعتیں وغیرہ پڑھی گئیں، لیکن اب آپ خود دیکھ لیں کہ نوبت کہاں تک پہنچ گئی ہے۔

اللہ کا فضل ہے کہ نوبت وہاں تک نہیں پہنچی جس طرح عیسائیوں کے یہاں پہنچ چکی ہے۔لیکن اب بھی دیکھ لو کہ سڑکوں پر کیا ہو رہا ہے، کس طرح روضۂ اقدس کی شبیہیں کھڑی کی جاتی ہیں، کس طرح کعبۃ اللہ کی شبیہیں کھڑی کی جاتی ہیں، کس طرح لوگ اس کے ارد گرد طواف کرتے ہیں، کس طرح اس کے چاروں طرف ریکارڈنگ ہوتی ہے، کس طرح چراغاں کیا جاتا ہے، اور کس طرح جھنڈیاں لہرائی جاتی ہیں۔

آج مسلمان، اسلام کا نمونہ بنیں

فرمایا: آج ضرورت ہے کہ مسلمان ان خرافات کو چھوڑ کر اصل دین کی طرف آئے۔ جب کہ دوسری اقوام آج قرآن وسنت کا براہ راست مطالعہ کر کے اسلام کے

حلقہ میں داخل ہورہی ہیں۔ ایسے حالات میں مسلمان کو اپنے نبی ﷺ، صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ کا اور اولیاء کاملینؒ کا نمونہ ہونا چاہئے۔ ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایمان کی یہ دولت اور امانت مسلمان سے چھین کر ان مغرب کے معاشرہ سے پیدا ہونے والے مسلمانوں کو سونپ دی جائے۔ اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج نہیں ہیں۔ آج جو لوگ حلقہ اسلام میں داخل ہورہے ہیں وہ صرف اور صرف لٹریچر کو دیکھ کر پڑھ کر مسلمان ہورہے ہیں۔ مجھے اور آپ کو دیکھ کر کوئی اسلام قبول کرنے کیلئے تیار نہیں۔ اس لئے ہم لوگ اسلام کا کامل نمونہ بنیں۔

خدا کی نعمتوں کی قدر ہر حال میں کی جائے

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جتنی چیزیں پیدا فرمائی ہیں وہ سب کی سب نعمتوں میں شمار ہیں چاہے آدمی کو غم ہو یا خوشی، بیماری ہو یا صحت سب اللہ کی نعمتوں میں شمار ہیں۔ آدمی کی سمجھ میں یہ بات تو آجاتی ہے کہ خوشی اللہ کی نعمت ہے لیکن غم کیسے نعمت ہوسکتا ہے یا صحت تو اللہ کی نعمت ہے لیکن اس کے مقابلہ میں بیماری کیسے نعمت ہوسکتی ہے؟ لیکن حضور اکرم ﷺ نے اس کا فیصلہ چودہ سوسال پہلے فرمادیا یہ ڈپریشن کا زمانہ ہے آج ہر آدمی کو ٹینشن ہے مالدار لوگوں کو تو ٹینشن ہوتا ہی تھا پہلے زمانہ میں، لیکن آج ہر آدمی کو ٹینشن ہے۔ چاہے وہ آدمی شہر کا ہو یا دیہات کا، پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ، ملازم ہو یا مالک ہو بہرحال ہر آدمی کو اس کے کام کے تعلق سے اس کے اپنے حسب حیثیت ڈپریشن ہے اور میں یہ عرض کرتا ہوں حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کی روشنی میں کہ ڈپریشن اور ٹینشن بھی اللہ کی نعمتوں میں سے ہے حضور ﷺ نے اس کا علاج ارشاد فرمایا جو ہر مومن کو یاد ہے لیکن وہ غور نہیں کرتا ایمان مفصل ہر مومن مسلمان کو یاد ہے وَالْقَدْرِ خَیْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی. یعنی تقدیر میں جو بھی اچھا ہے یا برا وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اس لئے جو چیز اللہ کی طرف سے آرہی ہے وہ غلط کیسے ہوسکتی ہے؟

اللہ تعالیٰ کا ہر حال میں شکر ادا کرو

فرمایا: انسان کو اگر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہو اور اس کی عظمت پر یقین ہو تو انسان کی ہر مصیبت آسان ہوجاتی ہے اور وہ نعمتوں میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ ہمارے اکابرین میں ایک بہت بڑے عالم گذرے ہیں جن کے ہاتھ سے دارالعلوم دیوبند کا سنگ بنیاد رکھوایا گیا وہ حضرت مولانا میاں جی اصغر حسین بہت سیدھے سادے اللہ والے بزرگ تھے۔ ایسے بزرگ کہ جو کہدیں وہ ہوجائے یہاں اس کی گنجائش نہیں کہ بیان کروں۔ ایک مرتبہ معلوم ہوا کہ حضرت بیمار ہیں اس وقت کچھ لوگ ملنے کے لئے آئے حضرت طبیعت کیسی ہے؟ فرمایا کہ الحمدللہ آنکھیں اچھی ہیں اس سے دیکھ رہا ہوں کان بھی اچھے ہیں اس سے سن رہا ہوں۔ زبان بھی اچھی ہے اس سے بول رہا ہوں ہاتھ اور پیر بھی اچھے ہیں ان سے کام لے رہا ہوں کھانا پینا بھی چل رہا ہے، معدہ بھی اچھا ہے۔ بس تھوڑا سا بخار ہے۔ لوگوں نے کہا ایک سو پانچ ڈگری بخار ہے، ایسے میں اللہ کی ساری نعمتوں کو شمار کررہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ تھوڑا سا بخار ہے۔ اس کو کہتے ہیں نعمت کی قدردانی!

ہمارا حال تو بالکل مختلف ہے ایک آدمی سے تعلق محبت برسوں کا ہوتا ہے جب چھوٹی سی تکلیف پہونچتی ہے تو سب کا سب خاک میں مل جاتا ہے ارے اس نے تو ایسا کردیا، وہ آدمی اچھا نہیں ہے جتنے احسانات تھے سب بھلادیئے، جتنی خدمتیں کی تھیں سب بیکار ہوگئیں جتنے محبت کے دعوے تھے سب فیل ہوگئے۔

صبر کا درجہ بہت بڑا ہے

فرمایا: دنیا میں جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے اپنے کئے ہوئے پر کوئی شکوہ نہیں کرتے وہ کہتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ ہر چیز اللہ کی طرف سے آتی ہے اور ہر چیز اسی کی طرف

سے ہے اور ہمیں بھی اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ یعنی آج مصیبت آئی ہے تو کل ختم ہو جائے گی۔ ہم بھی آئے ہیں ایک دن چلے جائیں گے کوئی چیز ہمیشہ قائم رہنے والی نہیں ہے آدمی کو جب یہ یقین ہو جائے خوشی بھی ہمیشہ کیلئے نہیں ہے۔ تو آدمی آپے سے باہر نہیں ہو سکتا اور جب اسے یقین ہو جائے کہ مصیبت بھی ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے تو اس میں بے چینی اور بے صبری پیدا نہیں ہو سکتی۔

جہنم کے حالات اور خوفِ خدا

فرمایا: عزیزو! جہنم بہت ہی ڈراونی جگہ ہے قرآن واحادیث میں بہت سے مقامات پر اس کی ہولناکیوں اور اس کے قسمہا قسم کے عذاب اور جہنمیوں کی تکالیف کو مختلف پیرائے میں بیان کیا گیا ہے تاکہ بندگانِ خدا اس سے ڈر کر خدائے وحدہ لاشریک پر ایمان لائیں اور اپنے آپ کو جنت کی نعمتوں کا مستحق بنائیں۔ جہنم تو ایسی خطرناک چیز ہے جس کو سن کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ صاحب کشاف علامہ زمخشریؒ نے لکھا ہے کہ ایک عالم نے رات کو خواب میں جہنم کے حالات دیکھے تو اتنا ڈرے اور گھبرائے کہ صبح کو ان کے سارے بال سفید ہو گئے تو جہنم بہت ہی خوف کرنے کی چیز ہے آج ہمارا حال یہ ہے کہ دنیا کی آگ جو بہت ہی معمولی ہے اس کو برداشت نہیں کر سکتے تو آخرت کی آگ کو جو اس سے کئی گنا تیز ہے اس کو کیسے برداشت کریں گے؟

آخرت میں موت نہیں آئے گی

فرمایا: دنیا کی تکالیف آخرت کی نعمتوں اور آسائشوں کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اسی طرح دنیا کی نعمتیں آخرت کی تکالیف کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں

رکھتی، پھر دنیا کی نعمتیں اور دنیا کی تکلیفیں تو بہرحال ایک نہ ایک دن فنا ہو کر رہیں گی لیکن آخرت کی ہر چیز دائمی ہے یہاں کی نعمتیں، یہاں کی چیزیں یہاں رہنے والے انسان ایک نہ ایک اس حد کو پوری کر لے گا اور چیز ختم ہو جائے گی۔ چاہے کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو لیکن جس کی کوئی حد ہی نہ ہو وہ کیسے ختم ہو سکتی ہے۔ جو انسان اس دنیا سے جائے گا وہ بھی وہاں ہمیشہ رہے گا اس کو کبھی موت نہیں آئے گی اگرچہ وہ کتنی ہی موت کی تمنا کرے۔

دوزخیوں کی جسامت

فرمایا: بندے کا اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرنا اور گڑگڑانا بہت ہی محبوب ہے۔ اسی واسطے اگر رونا نہ آئے تو رونے کی شکل بناؤ تاکہ جہنم کی آگ سے بچ سکو۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا اہل جہنم کو جہنم میں بڑھا دیا جائے گا، یہاں تک کہ ایک دوزخی کے کان کی لو سے اس کے کاندھے تک کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت کے برابر ہوگا، اس کے کان کی موٹائی ستر گز کی ہوگی اور اس کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی۔ (مسند احمد)

جب ایک ایک جہنمی کی لمبائی موٹائی اور چوڑائی اتنی زیادہ ہوگی تو خود اندازہ لگائیے کہ جہنم کتنی بڑی ہوگی، اور جہنم مزید خوراک کا مطالبہ کرے گی۔ ارشاد باری ہے۔ ''یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ'' اللہ تعالیٰ جہنم سے فرمائیں گے کیا تو بھر گئی تو وہ کہے گی کیا اور کچھ ہے۔ یعنی شدت غضب سے پوچھے گی کہ اور کچھ کافرونافرن موجود ہیں۔

وضو کی فضیلت واہمیت

فرمایا: دن بدن ہم لوگوں کے اندر سستی اور کاہلی پیدا ہوتی جا رہی ہے سب کچھ معلوم ہونے کے باوجود اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نہیں ہوتی ہر نماز کے لئے وضو کیا

جاتا ہے اس کے علاوہ بھی کبھی کبھی وضو کرنے کی نوبت آجاتی ہے، لیکن پھر بھی اچھی طرح اور سنت کے موافق کرنے کی توفیق نہیں ہوتی، جبکہ حدیث شریف میں اس کی بڑی فضیلتیں آئی ہیں، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام قبرستان تشریف لائے تو فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارِ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ اور ہم بھی انشاءاللہ تم سے ملنے والے ہیں اور کیا اچھا ہو کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتا تو صحابہ کرام عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا ہم لوگ آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ لوگ تو میرے صحابہ ہیں۔یعنی فضیلت و مرتبہ میں تو آپ لوگ اور بھی بڑھے ہوئے ہیں۔میرے بھائی تو وہ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے تو صحابہ کرام نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ آپ کی امت میں سے جو لوگ ابھی تک نہیں آئے آپ انہیں کیسے پہچان لیں گے؟ تو حضور ﷺ فرمایا کہ بھلا بتاؤ آدمی انتہائی روشن اور چمکدار گھوڑے انتہائی کالے کالے گھوڑوں کے درمیان اپنے گھوڑوں کو نہیں پہچان سکتا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے افراد بھی اس حال میں آئیں گے کہ ان کے اعضاء وضوء کی وجہ سے خوب چمک رہے ہوں گے اور میں ان کے لئے حوض پر پہلے سے انتظار کرونگا۔

میرے عزیزو! جب ایسی بات ہے تو کیوں نہ ہم لوگ بکثرت وضو کریں اور عضو کا کوئی بھی حصہ چھوٹنے نہ پائے تاکہ ہم لوگ بھی اعضاے وضو کی چمک سے پہچان لئے جائیں اور ہم کو حضور ﷺ کے دستِ مبارک سے آبِ کوثر نصیب ہو۔آمین!

وضو، اللہ تعالیٰ سے مناجات اور تعلق کا قوی ذریعہ ہے

فرمایا: تفسیر ماجدی میں ہے کہ اسلام باطنی پاکیزگی اور تزکیہ کے ساتھ ساتھ ظاہری وجسمانی صفائی، ستھرائی کا قائل ہے، نماز جو اللہ سے مناجات اور تعلق کا قوی ترین ذریعہ ہے، اس سے قبل بھی وضو کو لازم ٹھہرایا کہ طہارت کے بغیر نماز ہی نہیں۔اس

آیت شریفہ میں اولاً ارکان وضو کی تعلیم دی گئی ہے۔ چہرہ دھونا، کہنیوں سمیت ہاتھ دھونا، سر کا مسح کرنا اور ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا صرف یہ چار چیزیں تو وضو میں فرض ہیں، اس کے علاوہ باقی چیزیں کچھ تو مسنون ہیں اور کچھ مستحب۔(تفسیر ماجدی)

حضور ﷺ اپنے امتیوں کو کس طرح پہچانیں گے؟

فرمایا: حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی امت کو اعضاء وضو کی وجہ سے پہچانیں گے، جو انتہائی چمکدار ہونگے۔ایک مرتبہ آپ علیہ السلام نے وضو کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا کیا میں تم لوگوں کو ایسی چیز کی رہنمائی نہ کردوں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے، اور اس کے ذریعہ درجات کو بلند کرتا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ ضرور بتائیں۔

آپ علیہ السلام پہلے اس طرح سوال اسلئے کرلیا کرتے تاکہ بعد میں کہی جانیوالی بات اچھی طرح ذہن میں نقش ہوجائے ، آپ علیہ السلام نے فرمایا ناپسندیدگیوں کے باوجود وضو مکمل کرنا یعنی ٹھنڈ کا موسم ہے سخت سردی لگ رہی ہے دل نہیں چاہتا گرم گرم بستر چھوڑ کر وضو کرنے کا لیکن مکمل طور پر وضو کریں اور نماز کیلئے جائیں اسی کو آپ علیہ السلام نے فرمایا ”وکثرۃ الخطیٰ اِلی الْمَسَاجِدِ وَانتِظَارِ الصَّلوٰۃ بَعدَ الصَّلوٰۃِ“ مسجدوں کی طرف کثرت سے قدم اٹھانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار آپ ﷺ نے اس کو رباط فرمایا

یعنی جو شخص ملک کی سرحدوں پر کی نگرانی کرے رات دن، اس کا سونا جاگنا سب ثواب میں لکھا جاتا ہے ۔ اسی طرح مکمل طور پر وضو کرنا بکثرت مسجد میں جاکر نماز پڑھنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا بھی ثواب ہے۔

وضو سے گناہ معاف ہوتے ہیں

فرمایا: وضو اتنا مبارک عمل ہے کہ اس کی برکت سے ایک نماز سے دوسری نماز تک کے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔حضرت عثمانؓ ایک اونچی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے مؤذن نے عصر کی نماز کے لئے اذان دی، حصرت عثمانؓ نے وضو کیا اور فرمایا ''میں تمہیں ایک بات بتاؤں گا، اگر وہ بات کتاب اللہ میں نہ ہوتی۔(اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ) بخدا میں تمہیں کبھی نہ سناتا۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔''جو آدمی وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے۔(سنن وآداب کی رعایت کے ساتھ) پھر نماز پڑھے تو ایک نماز سے دوسری نماز تک تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں اللہ اکبر۔

اسلام میں خدا کا تصور

فرمایا: اسلام میں خدا کا تصور یہ نہیں کہ وہ انسانی زندگی کے ہنگاموں سے الگ تھلگ بیٹھا ہوا کوئی دیوتا ہے یا اسنے ایک بار دنیا کی آٹو میٹک مشین میں چابی بھر کے چھوڑ دی اور اب وہ دور سے تماشہ دیکھ رہا ہے۔اسلام میں خدا کا تصور یہ ہے کہ وہ ہر آن کائنات کے انتظام میں تصرف کرتا ہے(كُلَّ يَوْمٍ هُوَفِیْ شَانٌ) وہ ایک ایک مخلوق کے رزق اور ضروریاتِ زندگی کا اہتمام کرتا ہے۔(وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِیْ الْاَرْضِ) وہ مخلوقات کی قوتوں کے اندازے سے مقرر کرتا ہے اور ہر مخلوق کیلئے راہِ عمل متعین کرتا ہے۔(خلَقَ فَقَدَّرَ فَهَدٰی) وہ انسان کی میصبتوں میں ان کی پکار سنتا ہے۔اَمْ مَنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ۔وہ زندگی کے ایک ایک مرحلے میں قدم قدم پر ان کے ساتھ رہتا ہے ارشاد ہے کہ میرے بندو! مجھے پکارو، میں تمہاری پکار سنتا

ہوں (اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ) اور میں تمہارے بالکل پاس ہوں (فَاِنِّی قَرِیْب) مسلمان کے علاوہ کافر ومشرک کی بھی سنتا ہے۔خصوصاً جبکہ وہ مظلوم ہو۔

اللہ تعالیٰ کو بندوں سے محبت

فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنے بندوں سے بے پناہ محبت ہے حتیٰ کہ ستر ماؤں سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہیں۔ایک غزوہ میں ایک عورت کا کوئی بچہ گم ہوگیا وہ پریشان پریشان بھر رہی تھی کہ کہیں بچہ گھوڑوں کے پاؤں کے نیچے دب تو نہیں گیا، کہیں تلواروں کا نشانہ تو نہیں بن گیا، کہیں دھول اور ریت میں دب تو نہیں گیا، حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام اس عورت کی پریشانی کو دیکھ رہے ہیں کہ وہ ادھر ادھر دوڑ رہی ہے یکایک اس عورت کا بچہ مل گیا تو جوش محبت میں چمٹا لیا اور پیار کرنے لگی۔یہ بھی نہیں خیال کیا کہ اس کے بدن پر کتنی دھول لگی ہوئی ہے۔تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو مخاطب کرکے پوچھا بتاؤ کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈالدے گی تو صحابہ کرام نے کہا یا رسول ﷺ ہرگز نہیں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے اس سے بھی کہیں زیادہ محبت ہے اللہ رب العزت چاہتے ہیں کہ بندہ توبہ کرکے باز آجائے۔انسان خصوصاً ایک مسلمان جب اپنے اللہ کے حضور دعا کرتا ہے تو وہ اقرار واظہار کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رضامندی اصل ہے

فرمایا: عموماً گناہ کے اثرات اس شخص کی حد تک ہی محدود نہیں رہتے جو اس کا ارتکاب کرتا ہے، بلکہ ان سے وہ افراد اور جاندار بھی متاثر ہوتے ہیں جو گناہ کا ارتکاب کرنے والے سے متعلق ہوتے ہیں۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں کی رضامندی کی خاطر اللہ کو ناراض کرے تو

اللہ اس پر ناراض ہوتا ہے اور اس کو بھی ناراض کرتا ہے جس کی رضامندی کی خاطر اس نے اللہ کو ناراض کیا۔ اور جو لوگوں کی ناراضگی کے باوجود اللہ کو راضی کرتا ہے تو اللہ اس سے راضی ہوتا ہے اور اس کو بھی خوش کرتا ہے جس کو اس نے اللہ کو راضی کرنے کی خاطر ناراض کیا تھا، حتیٰ کہ اس شخص کو اور اس کے قول وعمل کو اس کی نگاہ میں مزین کرتا ہے، جس کی ناراضگی اس نے مول لی تھی''۔ (طبرانی)

بعض سلف سے منقول ہے، وہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم کبھی اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں تو اس کے اثرات اپنی سواری، خادم اور بیوی میں محسوس کرتے ہیں۔

معاشرہ میں گناہ کے اثرات

فرمایا: گناہ کے اثرات میں سے یہ بھی ہے کہ گناہ گار سے لوگ بغض ونفرت کرنے لگتے ہیں، ابونعیم نے حضرت ابودرداءؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کو اس بات سے بچنا چاہئے کہ مومنوں کے دل اس سے بغض کرنے لگیں، اس طرح کہ اس کو احساس بھی نہ ہو۔ پھر آپؐ نے کہا: جانتے ہو یہ کیا ہے؟ بندہ تنہائی میں اللہ کی نافرمانی کا ارتکاب کرتا ہے تو اللہ اس کے بغض کو مومنوں کے دل میں ڈال دیتا ہے اس طرح کہ اس کو اس کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ (حلیۃ الاولیاء)

ایک گناہ کا ارتکاب دوسرے گناہ کا راستہ ہموار کرتا ہے

فرمایا: گناہوں کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہونے والا سلسلہ ہے۔ ایک گناہ کا ارتکاب انسان کو دوسرے گناہ کی دعوت دیتا ہے۔ اس طرح انسان گناہوں کے دلدل میں پھنستا چلا جاتا ہے اور اپنے رب کی نگاہوں سے گرتا جاتا ہے، پھر وہ اللہ اور اس کے رسول کی لعنت کا مستحق اور فرشتوں کی دعائے رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہی گناہ اس کے حسنِ خاتمہ کی راہ میں رکاوٹ کا باعث بھی ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے انسان کے پاس سے

اللہ کی دی ہوئی نعمتیں چھین لی جاتی ہیں اور اس کے معاملات کو مشکل بنا دیا جاتا ہے۔

گناہوں کو ترک کرنا افضل ترین عبادت ہے اور یہ انسان کے فرائض میں سے ہے، اطاعت وفرماں برداری کے کام کرنے سے زیادہ معصیت ونافرمانی کا ترک کرنا اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے، مأمورات میں استطاعت کو دخل ہے لیکن منہیات میں استطاعت کی کوئی قید نہیں، اسے مکمل طور پر ترک کرنا ضروری ہے، اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِاَمْرٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِذَا نَهَیْتُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ. (بخاری) جب میں تمہیں کسی کام کے کرنے کا حکم دوں تو حسب استطاعت اسے انجام دو اور جب کسی چیز سے منع کر دوں تو کلی طور پر اس سے رک جاؤ''۔

ووٹ حقیقی تعاون ہے

فرمایا: آیت کریمہ اور حدیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں یہ بات بالکل صاف ہے کہ ''تعاون''، فعل الخیرات میں سے ہے اور انسانی معاشرہ میں اس کا خاص الخاص مقام ہے چنانچہ ''ووٹ'' بھی ایک حقیقی تعاون ہے، مدد، تعاون، سہایتا، Co-Operative کا تقریباً ایک ہی مفہوم ہے جس کو عصر حاضر میں ووٹ کہا جاتا ہے، یعنی کسی پارٹی یا لیڈر کو ووٹ کی صورت میں جو تعاون دیا جاتا ہے اس کا مقصد صرف اور صرف یہ ہوتا ہے کہ پارٹی یا لیڈر عوام کے ووٹ سے قانونی طور پر اتنا مظبوط ہو جائے کہ وہ عوام کی سچی خدمت (تعاون) کر سکے اور حکومت وقت کو عوام کے مسائل سے بخوبی آگاہ کر سکے۔

ووٹ کے متعلق غلط فہمی

فرمایا: میرے بھائیو! ہندوستان میں خود غرض لیڈروں نے سیاست کو ایک گھناؤنی چیز بنا دیا ہے اور الیکشن اور ووٹ کو اس قدر رسوا اور بدنام کر دیا ہے کہ شریف

عوام اس سے نفرت کرنے لگے۔ ووٹ کے متعلق یہ غلط فہمی ملک وملت کیلئے نقصان دہ ہے، خصوصاً مسلمانوں کے لئے یہ بات ہروقت دل ودماغ میں رکھنے کے قابل ہے کہ ''سیاست'' اسلام کا ایک اہم جزو ہے جس طرح نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج بنیادی ارکان ہیں اسی طرح سچے مسلمان کیلئے سیاسی، معاشی، اقتصادی اور تعلیمی سرگرمیاں بھی ضروری ہیں، انتخابات اور ووٹ بھی دین کا ایک اہم جزو ہے جس شخص نے بھی صدق دل سے حصہ لیا اس نے گویا ایک سیاسی حق ادا کیا۔

ووٹ ایک ناقابل انکار طاقت

فرمایا: آج ملک کے باشندے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ الیکشن میں ایسے نمائندوں کا سلیکشن کیا جارہا ہے جو پارلیمنٹ میں جانے کے بعد بھی غنڈہ گردی کو فروغ دیتے ہیں اور عوام کو بلیک میل کرتے ہیں، پارلیمنٹ سیشن میں ہاتھا پائی کی نوبت آجاتی ہے، کرسیاں ایک دوسرے پر اٹھا کر پھینکی جاتی ہیں، عوام کے مسائل پر اپنے مفاد کو ترجیح دی جاتی ہے، کرسی بچاؤ کی خاطر پوری قوم کو قربانی کا بکرا بنادیا جاتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ الیکشن میں ایسے جابر اور ظالم لیڈروں کے خلاف ووٹ نہ دیا جائے، اگر ملک کو خانہ جنگی اور فرقہ وارانہ فسادات میں جھونکنے والے برسراقتدار آگئے تو ملک میں جنگل راج قائم ہوجائیگا اور فتنہ وفساد کو فروغ ملے گا، ووٹ ایک ناقابل انکار طاقت ہے، ووٹ کا ہتھیار استعمال کرکے طاغوتی عناصر کو شکست فاش دیں اس کے بغیر ملک میں امن وامان نہیں لایا جاسکتا۔

ووٹ ایک شہادت ہے

فرمایا: سامعین کرام! مسلمانانِ ہند کیلئے ضروری ہے کہ اس ملک میں رہنے کیلئے اپنے مفادات کا تحفظ کریں خصوصاً نوجوان طبقہ اپنے تن من دھن کی بازی لگادے،

اکابر علماء عظام اور مخلص قائدین جو مشورہ دیں اس پر عمل کرنے میں اپنی سعادت سمجھے، قرآن وحدیث کی روشنی میں ووٹ ایک شہادت ہے۔ مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے معارف القرآن میں لکھا ہے کہ امتحانات نمبر، سند وسرٹیفکیٹ اور الیکشن کے ووٹ سب شہادت کے حکم میں داخل ہیں، اسمبلی اور لوک سبھا وغیرہ کے انتخاب میں ووٹ دینا بھی ایک شہادت ہے جس میں ووٹ دہندہ کی طرف سے گواہی ہے کہ ہمارے نزدیک یہ شخص اپنی استعداد اور قابلیت کے اعتبار سے بھی امانت دار اور دیانت کے اعتبار سے بھی قومی نمائندہ بننے کے قابل ہے، نمائندوں کے انتخاب کیلئے ووٹ دینے کی ازروئے قرآن ایک دوسری حیثیت بھی ہے جس کو شفاعت یا سفارش کہا جاتا ہے ووٹ دینے والا گویا سفارش کررہا ہے کہ فلاں امیدوار کو نمائندگی دی جائے۔

ووٹ کا استعمال فرض ہے

فرمایا: آج مفاد پرستی، غنڈہ گردی دولت کے حصول کیلئے ناجائز اور حرام ذرائع کا بے دریغ استعمال اور اقتدار کی کرسی تک پہونچنے کیلئے بے دردی سے قتل وقتال عام سی بات ہوگئی ہے۔ ان حالات میں ایک مسلمان، مومن پر ووٹ کا استعمال فرض ہے کہ وہ اپنے ووٹ کے ذریعہ فاشست قوتوں کو شکست دیکر ایماندار نمائندوں کو پارلیمنٹ اور اسمبلی میں پہنچائیں، لاپرواہی سے اپنے ووٹ کو استعمال نہ کرنا اور گھر میں بیٹھے رہنا کوئی عقلمندی نہیں ہے اور چند پیسوں کی خاطر کسی نااہل کو ووٹ دینا گویا اپنے آپ پر اور قوم پر خنجر چلانے کے مترادف ہے۔

متحد ہوکر ووٹ دیں

فرمایا: اتفاق واتحاد کامیابی کیلئے سب سے پہلی اور سب سے آخری سیڑھی ہے قوم جب متحد ہوتی ہے تو تاریخ شاہد ہے کہ بڑی سے بڑی طاقت اس کے سامنے سرنگوں

ہوجاتی ہے، اتحاد میں وہ قوت ہے کہ بڑے بڑے ہٹلراور نازی منہ کے بل گرجاتے ہیں۔ ہندوستانی مسلمانوں کی ایک متحدہ قوت ہے، اگر مسلمان اپنی اس قوت (ووٹ) سے صحیح کام لیں گے تو مستقبل روشن ہوگا ورنہ تاریکی میں ڈوبے رہیں گے۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

ہر کام کو بسم اللہ سے شروع کرنے کی حکمت

فرمایا: اسلام نے ہر کام کو اللہ کے نام سے شروع کرنے کی ہدایت دے کر انسان کی پوری زندگی کا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر دیا ہے کہ وہ قدم قدم پر اس حلف وناداری کی تجدید کرتا رہے کہ میرا وجود اور میرا کوئی کام بغیر اللہ تعالیٰ کی مشیّت وارادے اوراس کی امداد کے نہیں ہوسکتا جس نے اس (مسلمان) کی ہر نقل اور حرکت کو اور تمام معاشی ودنیوی کاموں کو بھی ایک عبادت بنادیا۔ عمل کتنا مختصر ہے کہ نہ اس میں کوئی وقت خرچ ہوتا ہے نہ محنت، اور فائدہ کتنا کیمیاوی اور بڑا ہے کہ دنیا بھی بن گئی دین بھی۔

حروف تہجی کے اعتبار سے بسم اللہ کے اعداد

فرمایا: دوستو! سب سے پہلے تو اس پر غور کرنا چاہئے کہ جب انبیاءؑ بشمول خاتم الانبیاء رسول مقبول ﷺ نے کبھی 786 نہیں لکھا اور صحابہ کرامؓ نے نہیں لکھا۔ تابعین تبع تابعین اور ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم نے نہیں لکھا تو پھر یہ سات سو چھیاسی نے بسم اللہ کی جگہ کب، کیوں اور کیسے لی؟ اس کا صحیح جواب تو شاید ہی کوئی دے سکے۔ لیکن گمان یہ ہے کہ بعض لوگوں نے اس نیت سے اس کو ایجاد کیا ہو کہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم لکھنے کی صورت میں بسا اوقات بے ادبی کا اندیشہ ہوتا ہے، بعض مرتبہ خصوصاً اخبارات،

پوسٹروں اور بعض مرتبہ تعویذات وغیرہ کے کاغذوں کی حفاظت نہیں ہو پاتی، قرآن کریم کی بہت سی سورتوں کے اعداد کو بھی جمع کرکے مختلف قسم کے تعویزات میں ان کا استعمال کیا جارہا ہے اور جو سورتوں کے اعداد کو تعویذات میں استعمال کرتے ہیں، بسم اللہ کی جگہ اس کے اعداد (786) کا بھی استعمال کرتے ہیں۔

786 کے اعداد کو استعمال کرنے والوں کو یہ بات بھی ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ صرف ان اعداد کے استعمال سے سنت کی ادائیگی نہیں ہوتی، اور صرف اس پر اکتفا ایک دھوکہ ہے کہ بسم اللہ لکھتے وقت، زبان سے، قلم سے، دماغ سے، اللہ کی یاد اور وحدانیت کا جو جذبہ ابھرتا ہے وہ 786 لکھتے وقت نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ 786 ایک رسم محض ہے نہ اس کے لکھنے پر ثواب ہے اور نہ ہی زبان سے تجدید ایمان ہے۔ لوگوں نے معاشرہ میں 786 کو اس طرح داخل کردیا کہ اس کو لکھو تو گویا بسم اللہ ہی لکھدی، یہ ایک دھوکہ اور فریب کے سوا کچھ نہیں۔

سلام سے محبت پیدا ہوتی ہے

فرمایا: حدیث شریف میں ہے اَفۡشُوا السَّلَامَ بَیۡنَکُمۡ تَحَابُوۡا۔ آپس میں سلام کو پھیلاؤ اور رواج دو تو آپس میں محبت پیدا ہوگی ہمیں اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے کیا ہم اس حدیث پر عمل پیرا ہیں اور مسلمانوں سے جس سے جان پہچان نہ ہو سلام کرتے ہیں یا نہیں کرتے ہیں آپ ﷺ تو ارشاد فرمارہے ہیں: ''آپس میں سلام کو پھیلاؤ، آپس سے مراد مسلمان ہیں خواہ ان کو پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو بس اتنا معلوم ہونا چاہئے کہ وہ مسلمان ہے، کیونکہ سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ ارشاد ربانی ہے ''اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَۃٌ'' سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ اسی طرح صادق ومصدوق ﷺ کا مبارک ارشاد ہے اَلۡمُسۡلِمُ اَخِی الۡمُسۡلِمِ. مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اسلئے ہر مسلمان کو سلام کرنا چاہئے خواہ جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں۔

ہم نے غیروں کا طریقہ اپنالیا ہے

فرمایا: نبی اکرم ﷺ کا مبارک ارشاد ہے۔ خَالِفُوْ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی. یہود ونصاریٰ کی مخالفت کرو۔ایک موقع پر آپ علیہ السلام نے ارشادفرمایا کہ اگر اہل کتاب راستے میں سامنے آجائیں تو تم راستہ ان کو مت دو بلکہ انہیں کو مجبور کرو راستہ تبدیل کرنے پر۔ایک اورموقع پر آپ ﷺ نے ارشادفرمایا"مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَمِنْھُمْ" جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تووہ اسی میں سے ہوگا۔آپ علیہ السلام توکسی قوم کی مشابہت اختیارکرنے پراتنی سخت وعید بیان فرمارہے ہیں مگر ہم ہیں کہ کوئی فکرنہیں،ہم نے ہر چیز میں غیروں کا طریقہ اختیار کرلیا۔حتیٰ کہ شعائر اسلام میں بھی غیروں کا طریقہ اختیار کرلیا ہے۔

سلام شعائر اسلام میں سے ہے مگر ہاتھ اٹھا کرسلام کرنا جیسا کہ آج ایک رواج بن چکا ہے وہ غیروں کا طریقہ ہے اسلام کا طریقہ یہ ہے کہ زبان سے سلام کرو"السلام علیکم اور جواب دینے والا ہمیشہ سلام سے بہتر جواب دے۔یعنی وعلیکم السلام کے ساتھ ورحمۃ اللہ کا بھی اضافہ کرلے اوراگرسلام کرنے والا ورحمۃ اللہ کہے توجواب دینے والا وبرکاتہ کا بھی اضافہ کرلے اوراگرسلام کرنے والا وبرکاتہٗ بھی کہے توجواب دینے والا اس پراضافہ نہ کرے کیونکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر چیز کی ایک حد ہے اورسلام کی حد برکاتہٗ ہے۔برکاتہٗ پراضافہ نہ کرے۔

سلام کرنا،اسلامی شعار ہے

فرمایا: جس طرح دیگر اقوام کی ایک نشانی ہوتی ہے اسی طرح اسلامی شعار سلام ہے۔ایک ضروری اوراہم بات کی طرف بھی متوجہ کرتا چلوں کہ جب آپ کسی سے سلام

کرنا چاہتے ہوں (اور ضرور کریں) اور وہ شخص دور ہو آپ کی آواز نہیں پہونچ سکتی ہے تو آپ زبان سے بھی سلام کریں اور ہاتھ اٹھا کراشارہ کریں صرف ہاتھ اٹھا کر سلام کرنا اورزبان سے کچھ نہ کہنا غیروں کا طریقہ ہے اللہ غیروں کے طور طریقہ سے بچائے۔آمین!

اسلام امن وشانتی کا درس دیتا ہے

فرمایا: کیا اپنے جانی دشمنوں کو معاف کردینا ان کو بیشمار عطیات سے نوازنا بھی دہشت گردی ہے۔جس مذہب نے لڑائی میں بھی بوڑھے بچوں عورتوں اور کسی بھی مذہب کے رہنماؤں کو قتل کرنے سے روکا اور منع کیا ہو وہ دہشت گرد ہوسکتا ہے؟ اور دہشت گردی کی تعلیم دے سکتا ہے۔دہشت گردی کا اسلام سے کوئی جوڑنہیں یہ تو اخوت ومحبت بھائی چارگی صلح وآشتی اورامن وشانتی کا درس دیتا ہے۔

کامیابی کسے کہتے ہیں؟

فرمایا: میرے بھائیوں میرے بزرگو!یادرکھو کہ دنیا کی زندگی سوائے دھوکہ کے اور کچھ نہیں دو چار دن اعلیٰ ترین بلڈنگوں میں رہ لئے،بہترین کھانے کھالئے،اعلیٰ ترین کپڑے پہن لئے،آدمی سمجھتا ہے کہ میں بہت کامیاب ہوگیا حالانکہ وہ دھوکہ میں پڑا ہوا ہے،یہ کامیابی اورناکامی تو آنکھ بند ہونے کے بعد معلوم ہوگی۔اگر وہ جہنم سے بچ گیا، خدا کے عذاب سے بچ گیا اور جنت میں داخل ہوگیا تو فَقَدْ فَازَ ہی شخص ہے جس کوسب سے بڑی کامیابی حاصل ہوگئی ، جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں جب شہید اللہ کے دربار میں پہنچتا ہے اللہ اس سے فرماتے ہیں کہ بول کیا چاہئے؟،کسی بات کی تمنا ہے؟ توزبان کھول میں تیری آرزوؤں کو پورا کردوں، اللہ تعالیٰ کے پوچھنے پرشہید بندہ کہے گا کہ یا اللہ! آپ مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج دیجئے تا کہ دوبارہ آپ کیلئے شہید ہوکر آپ کے پاس آجاؤں۔

بدگمانی سب سے بڑا گناہ ہے

فرمایا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے گمان سے اپنے کو بچاؤ پس بیشک گمان کرنا سب سے بڑھ کر جھوٹ ہے، روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

حقیر سمجھنا دوسرے کو، اس سے بغض و عداوت کرنا، اس کے افعال حسنہ کو محمول کرنا کسی نفسانی غرض پر، اس کی غیبت کرنا، اس کے نقصان و ذلت پر خوش ہونا اس سے طرح طرح کی خرابیاں اس پر مرتب ہوتی ہیں مسلمانوں کو چاہئے کہ قوی قرائن کے ہوتے بھی حتی الامکان بدگمانی نہ کرے بلکہ کچھ تاویل کر کے اس کو اپنے دل سے رفع کرے اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو بچشمِ خود چوری کرتے دیکھ کر ٹوکا۔ اس نے قسم کھا کر کہا کہ میں چور نہیں ہوں، آپ نے فرمایا۔

’’میرے خدا کا نام سچا ہے میری آنکھ جھوٹی ہے‘‘

ابلیس حسد کی وجہ سے ذلیل ہوا

فرمایا: ابلیس حسد ہی کیوجہ سے تو قعر ذلت میں جا گرا۔ آدم علیہ السلام کی فضیلت و برتری اس سے دیکھی نہ گئی کہ یہ مٹی کا بنا ہوا پتلا اس کے لئے یہ فضائل و مناقب کہ زمین کا خلیفہ بنایا جائے اور میں نے کثیر عبادت کی مگر میری عبادت کی کوئی اہمیت ہی نہیں۔ اس لئے فرمان خداوندی کو ٹھکرادیا اور آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کردیا اور اپنی فضیلت و برتری اللہ کے سامنے بیان کرنے لگا کہ میں تو آگ سے پیدا کیا گیا ہوں۔ اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اور مٹی تو ایک معمولی چیز ہے اور اس کو اوپر پھینکو تو نیچے آتی ہے، آگ کا مزاج ہے کہ اوپر اٹھتی ہے معمولی چیز کو سجدہ کرے یہ نہیں ہوسکتا ہے۔ اس کو کسی شاعر نے کہا ہے۔

گیا شیطان مارا ایک سجدہ کے نہ کرنے سے
اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا

دنیا بکری کے مرے ہوئے بچے کے برابر ہے

فرمایا: آخر کار ابلیس لعین کو راندہ درگاہ کردیا گیا اسی وقت سے اس نے انسان کو بہکانے اور گمراہ کرنے کا بیڑہ اٹھالیا اور اس کو حقیر دنیا کے اندر الجھادیا ہے۔ دنیا کی حقیقت آپ ﷺ نیصحابہ کرام کو ایک مثال دے کر سمجھائی۔ چنانچہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک بکری کے مرے ہوئے بچہ پر ہوا جس کے کان کٹے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں کسی کو یہ بات پسند ہے کہ یہ بچہ اس کو ایک درہم میں مل جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم تو اس کو کسی ادنیٰ چیز کے عوض بھی پسند نہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ بے قدر ہے جیسا یہ تمہارے نزدیک ہے۔

چھینک آئے تو الحمدللہ کہو

ایک انگریز ڈاکٹر کے سامنے کسی مسلمان کو چھینک آئی اور اس نے الحمدللہ کہا تو اس نے پوچھا کہ یہ آپ نے کیا کہا؟ تو اس نے کہا کہ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ تیرا شکر ہے، پوچھا یہ کیوں؟ ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب چھینک آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَال کہو۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا جو آدمی چھینک آنے پر یہ دعا پڑھتا ہے اس کو کبھی گردہ کا درد نہیں ہوتا، دانتوں کا درد نہیں ہوتا، کانوں کا درد نہیں ہوتا، آنکھوں کا درد نہیں ہوتا، اس دعا کو پڑھنے سے گھٹنوں (گھٹیا) کا درد نہیں ہوتا، یہ سارے درد انسانوں کو نہیں ہوتے، بتایئے دعا بھی ہے دوا بھی

ہے،لیکن اس کی کیا حکمت ہے، الحمد للہ کہنے کو کیوں ارشاد فرمایا گیا الحمد للہ کے معنیٰ ہیں اے اللہ آپ کا شکر ہے۔

چھینک کے بعد قلب دوبارہ جاری ہوتا ہے

ڈاکٹروں کی تحقیقات ہے کہ جب انسان چھینکتا ہے تو ایک لمحہ (سکینڈ کو سو حصے میں تقسیم کریں تو ایک حصے کے بقدر) دل بند ہو جاتا ہے۔ جب آدمی کو چھینک آتی ہے اور چھینک آنے کے بعد حرکت قلب بند ہو جاتی ہے اور بند ہونے کے بعد دوبارہ دل جاری ہو جاتا ہے تو اس کے شکرانے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ الحمد للہ کہو، اس لئے کہ چھینک کے بعد دوبارہ زندگی ملی ہے، یہ وہ مادی چیز ہے جس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹروں نے اس بات پر غور کیا کہ جب گاڑی کے انجن میں گرمی زیادہ ہو جاتی ہے تو اس کو خارج کیا جاتا ہے۔ اسی طرح جب دماغ میں گرمی اور کچرا زیادہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ چھینک کے ذریعہ اس کو صاف کرتے ہیں، جب چھینک آتی ہے تو جتنا کثیف مادہ اور کچرا جمع ہوتا ہے وہ رگوں کے جھٹکے لگنے سے ناک کے ذریعہ صاف ہو جاتا ہے۔

چھینک کے ذریعہ بیماری دور ہوتی ہے

فرمایا: اس میں کیا مصلحت ہے؟ ہم اور آپ یہی کہہ سکتے ہیں کہ دوسرے آدمی کے منہ پر چھینٹیں نہ آئیں بس اتنی ہی سمجھ ہو سکتی ہے، لیکن میڈیکل سائنس کی تحقیق بتلاتی ہے کہ "حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب چھینک آئے جو اپنی گردن نیچی کر لو اور نیچے کر کے چھینکو" جب اس طرح چھینکوں گے تو بہت ساری بیماریاں ناک کے ذریعہ نکل جائیں گی۔ ڈاکٹروں کی تحقیقاتی رپورٹ ہمیں یہ بتلاتی ہے کہ جب آدمی ایک بار چھینکتا ہے تو چھ ہزار جراثیم اس کی ناک سے نکلتے ہیں جو دوسرے آدمی کی صحت کو نقصان پہونچا

سکتے ہیں۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب چھینک آئے تو اس کو کپڑے میں لے لو تاکہ دوسرا آدمی بیماریوں سے محفوظ رہے۔

مشکلیں اتنی پڑیں کہ سب آساں ہو گئیں

فرمایا: انسان اللہ کے لئے جینا سیکھ لیتا ہے، تو اس کو اللہ تعالیٰ کیلئے مرنا آسان ہو جاتا ہے، انسان کوئی درخت نہیں ہے کہ وہ ایک ہی جگہ جما رہے، انسان کوئی پتھر نہیں ہے کہ وہ ایک جگہ پڑا رہے، انسان اشرف المخلوق ہے، وی، آئی، پی ہے، اللہ کا بھیجا ہوا، اللہ کا فرستادہ ہے، پیغام پہونچانے والا ہے، دنیا کے لوگوں کو یا اللہ کی مخلوق کو جو اللہ سے غافل ہے، ان تک پیغام پہونچائے۔

احساس محبت کی ایک عجیب مثال

ایک عجیب وغریب مثال حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمائی کہ محبت کی مثال اس طرح ہے، جس طرح کشتی کے اندر آدمی سوار ہوں اور کشتی پانی میں تیرتی ہو، پانی کشتی کے چاروں طرف پھیلا ہوا ہو جس کی وجہ سے کشتی چل رہی ہے اگر پانی اندر آجائے تو کشتی ڈوب جائے یا سوراخ ہو جائے تو پانی اندر آ کر کشتی کو غرق کر دے گا تو اسی طرح آدمی کے پاس مال ہے، زندگی کے ساز و سامان ہیں جس سے وہ سہولتیں حاصل کرے، اور اگر ان کی محبت دل میں پیدا ہو جائے تو پھر ایمان نکل جاتا ہے یعنی انسان کی ایمان والی کشتی غرق ہو جاتی ہے۔ دوستو! آج ضرورت ہے کہ اپنے اندر احساس پیدا کریں کہ آیا ہمارے دل میں اللہ کی محبت ہے یا نہیں، اور ہمارے دل میں اللہ تعالیٰ نے جو ایمان رکھا ہے اس کی چنگاری دل میں روشن ہے یا نہیں؟، اور بہتر طریقہ قرآن وسنت ہے کہ قرآن وسنت پر چل رہے ہو یا نہیں اگر تم اس پر چل رہے تو ہر چیز آسان ہے تمہاری زندگی ریل کی پٹری کی طرح ہے کہ اگر پٹری سے باہر ہو گئے ہو تو تباہی و بربادی ہے۔

دوستو! آج ضرورت ہے کہ ہم اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کریں اللہ کی محبت کب ہوگی؟ تب ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کے لائے ہوئے پیغام کو اور آپ ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے والے بنیں گے۔ ہماری زندگی اپنی نہیں ہے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطا کی ہوئی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک نعمت ہے، ایک امانت ہے، امانت کی حفاظت اور اس کو سنبھال کر رکھنا ہمارا کام ہے۔

عورت کی سب سے اچھی صفت

حضور سرور کائنات ﷺ نے اپنی مجلس میں صحابہ سے پوچھا بتاؤ عورت کے اندر کون سی خوبی سب سے زیادہ عمدہ ہے؟ صحابہ کرامؓ نے مختلف جواب دیئے کسی نے کہا کہ وہ عورت زیادہ اچھی ہے جو شوہر کی خدمت زیادہ کرے، کسی نے کہا کہ وہ عورت اچھی ہے جو بچوں کی دیکھ بھال کرے۔ اس کے مال کی حفاظت کرے، کسی نے کہا رشتہ داروں کی، دوستوں کی، آنے والوں کی تواضع کرے، جس کے دل میں جو بات آئی اس نے وہ کہا، ابھی یہ گفتگو چل رہی تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجلس سے اٹھ کر گھر آئے اور اپنی زوجہ محترمہ (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جو جگر گوشۂ رسول ہیں اور جنت کی عورتوں کی سردار ہیں، سے فرمایا) میں ایک سوال لیکر آیا ہوں ابھی سرکار کی مجلس میں یہ بات چل رہی تھی کہ عورتوں میں سب سے اچھی صفت کونسی ہے؟ میں تم سے پوچھنے آیا ہوں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا میرے سرتاج عورت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کو کسی نامحرم نے نہ دیکھا ہو، اور اس نے بھی کسی نامحرم کو نہ دیکھا ہو، یہ صفت سب سے زیادہ احسن ہے، ایسی عورت سب سے زیادہ محبوب ہے اور سب سے زیادہ قابل احترام ہے اللہ کے نزدیک۔

☆☆☆

بعض عورتیں غیر مسلم مرد سے پردہ نہیں کرتیں

فرمایا: دوستو! ہمارے پاس سب کچھ ہے لیکن حیاء وشرم نہیں، اللہ کے نبی کی بیٹی اور حضرت علی کی بیوی نے اور جنت کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جو بات کہی وہ آج مسلم گھروں میں نہیں ہے۔ آج بے حیائی، بے پردگی اور پھر اس بے پردگی اور بے حیائی کو گناہ نہ سمجھنا، اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ ہمارے یہاں جنوبی ہند کے بعض دیہات میں مسلمان عورتیں غیر مسلم مردوں سے پردہ ہی نہیں کرتیں کیا غیر مسلم مرد نہیں ہوتا؟ غیر مسلم کے اندر شیطانیت زیادہ ہوتی ہے اور ایمان والے کے اندر کم ہوتی ہے۔ لیکن جو رسم ورواج جو حالات ہم نے بنائے ہیں خدا کی قسم اس کے نتائج اور اس کے ثمرات اور اسکا رزلٹ نہایت خراب ہے، واقعات اتنے ہیں کہ اگر بیان کیے جائیں تو بہت سارا وقت چاہیے۔

سعودی عرب کے ایک شیخ کا قصہ

فرمایا: دوستو! آج ہم اپنے بچوں کو بچیوں کو خاص طور سے پردے میں رکھنے کے لئے تیار رہیں، ہمارے ایک رفیق حائل میں رہتے ہیں، مدینے کے قریب ایک شہر ہے، جب ہندوستان سے گئے تو اپنے بچوں کے فوٹو لیکر گئے، اتفاق سے ان کی ایک آٹھ سالہ بچی تھی اس کا بھی فوٹو لے کر گئے، کسی شیخ سے ان کی دوستی تھی انہوں نے وہ فوٹو دکھلائے کہ یہ میرا بیٹا ہے، یہ بیٹی ہے، یہ فلاں ہے، انہوں نے ایک فوٹو کو دیکھ کر پوچھا یہ کون ہے؟ کہا کہ یہ میری بیٹی ہے کتنے سال کی ہے بتایا آٹھ سال کی ہے، شیخ نے کہا کہ تم نے اپنی بچی کو برقع نہیں پہنایا، آٹھ سال کی بچی ہوگئی اس کو تم نے پردے میں نہیں رکھا اور تم ہمیں دکھا رہے ہو؟ آج کل، ہم سعودی عرب والوں کو کہتے ہیں، ان کے اندر

خامیاں نکالتے ہیں، نہیں معلوم ان کی کتنی خرابیاں گنواتے ہیں، لیکن دوستو! آج بھی ان میں جو خوبیاں ہیں، جو اچھائیاں ہیں۔ خدا کی قسم ہمارے یہاں قیامت تک بھی پیدا نہیں ہوسکتیں، آج بھی ان کے یہاں اصول ہے کہ جب بچہ دس سال کا ہوگیا تو جس کمرے میں اس کی بہنیں رہتی ہیں، اس کو کمرے میں آنے کی اجازت نہیں ہے، اوپر ہو یا نیچے جس حصے میں بہنیں رہتی ہیں اس حصے میں بھائی کو آنے کی اجازت نہیں، اتنا پردہ ہے اہل عرب میں ہمارے یہاں اللہ تعالیٰ معاف فرمائے میں نے کئی مرتبہ یہ بات کہی اور کہتا بھی ہوں اور بہت ہی مغموم ہوکر کہتا ہوں کہ ہمارے یہاں جو رسم ورواج ہیں وہ آج تک بھی ختم نہیں ہوئے، بنگلور میں شادیاں ہوتی ہیں تو عورتیں دولہا سے ایسے ملتی ہیں جیسے یہ دولہا اسی کیلئے ہے، سینکڑوں عورتیں دولہا سے ملتی ہیں، گلے ملتی ہیں مصافحہ ہوتا ہے، بے حیائی اور بے شرمی کا بازار بالکل گرم رہتا ہے اور کسی کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ یہ بات کہہ دے کہ بھائی یہ شریعت میں گناہ ہے۔

غیر مسلموں کی حالت

فرمایا: آپ غیر مسلموں میں جھانک کر دیکھئے اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اقتدار اور حکومت اور عزت اس قوم کو ملتی ہے جس میں کچھ گُن ہوتے ہیں، خوبیاں ہوتی ہیں۔ غیر مسلم بھلے ہی آج ہماری نظروں میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنے والے ہیں، گائے کا گوبر اپنے گھروں میں لیپتے ہیں۔ ان کی ظاہری ناپاکی ہمارے سامنے ہے۔ لیکن ان میں کچھ خوبیاں بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم حکومت اور اقتدار اس قوم کو دیتے ہیں جو قوم نعمتوں کی قدردانی کرتی ہے۔ اچھے اور برے ہر قوم میں ہیں۔ ہم میں بھی اچھے لوگ ہیں ان میں بھی، ہم میں بھی خراب لوگ ہیں ان میں بھی، لیکن میں عرض کررہا ہوں کہ فالتو وقت مسلم قوم کے نوجوانوں کے پاس ہے۔ آپ کسی غیر مسلم محلے میں چلے

جائیے۔ دس بجے کے بعد کوئی ہلڑ بازی کسی گلی میں کوئی شور وشغب آپ کو نہیں ملے گا۔ لیکن ہمارے یہاں جب تک بارہ نہیں بج جاتے اس وقت تک خاموشی نہیں چھاتی۔

بڑوں کی خرابیاں چھوٹوں میں بھی منتقل ہوتی ہیں

آج مسلمان کی صورتوں سے غیر مسلم نفرت کرتے ہیں، خدا کی قسم اس میں اسلام کا قصور نہیں، قصور ہمارا ہے، ہم نے اپنے آپ کو بگاڑا ہے ہم نے اپنے آپ کو خراب کیا ہے اور ہماری خرابی کی وجہ سے یہ خرابی ہماری نسلوں میں منتقل ہورہی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اور آپ کو صحیح مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے، خصوصاً ہمارے پیارے نوجوانوں کو یہ قوم کا سرمایہ ہیں، میں کسی کو برا نہیں کہتا ہوں اپنا دردِ دل آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں ہم کہاں تھے اور کہاں چلے گئے؟ چھوٹے سے چھوٹے صحابی کا معیارِ زندگی دیکھئے، انہوں نے اسلام کیلئے قربانی دی اور آج کے مسلم نوجوان کی زندگی دیکھئے کہ آج کا نوجوان کہاں ہے؟ ہم آسمان پر تھے حالات نے ہمیں زمین پر لاکر ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دعا سراسر شکر ہے

فرمایا: دعا سراسر شکر ہے ان نعمتوں کا جو ہمیں حاصل ہیں اور حاصل ہوتی رہتی ہیں۔ خواہ ہمیں نظر آئے یا نظر نہ آئے، دعا سراسر شکر ہے ان تمام نیک کاموں کا جن کے کرنے کی ہمیں توفیق ملتی ہے اور جن کے کرنے کے وسائل ہمیں نصیب ہوتے ہیں۔

دعا براہِ راست تخاطب ہے اللہ کا انفرادی بھی (نفل نمازوں میں) اور اجتماعی بھی (جماعت کی نمازوں میں) سورہ فاتحہ تمام تر ایک دعا ہی ہے اگر اجتماع میں کسی ایک کی دعا بھی اللہ کو قبول کرنا منظور ہے تو امید ہے کہ وہ تمام جماعت کی دعا قبول کرے گا۔ اسی

لئے صلوٰۃ با جماعت کی زیادہ ترغیب دی گئی ہے بلکہ بعض صلوٰتیں با جماعت فرض یا واجب کردی گئی ہیں۔ دعا عبادت کا وہ حصہ ہے جس میں انسان اپنے دل کے جذبات اللہ کے حضور بے تکلف پیش کردیتا ہے، اللہ کہتا ہے تم پکارو میں سنوں گا۔

حلال اور پاکیزہ مال

فرمایا: اللہ تعالیٰ پاک ہیں پاکیزہ مال ہی قبول کرتے ہیں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو وہی حکم دیا جو حکم رسولوں کو دیا چنانچہ ارشاد باری ہے اے رسول پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو۔ نیز ارشاد باری ہے، اے ایمان والو! اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ جو ہم نے تم کو دیا، پھر ایک شخص کا آپ ﷺ نے ذکر فرمایا جو لمبا سفر کر کے آئے جو پراگندہ بال ہے پراگندہ حال ہے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے اے میرے رب اے میرے رب۔ جبکہ اسکا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا پہننا حرام اور حرام غذا سے اس کی نشو ونما ہوئی تو کہاں سے دعا قبول ہوسکتی ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرام مال کھانے والے کی دعا قبول نہیں کی جاتی، بلکہ اس کے اوپر رد کردی جاتی ہیں۔

محبت ایک نعمت عظمیٰ ہے

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انسان کے مزاج میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ کسی نہ کسی چیز کی اپنے دل میں محبت محسوس کرتا ہے کسی کو مال سے محبت ہوتی ہے کسی کو حکومت اور شہرت سے محبت ہوتی ہے، کسی کو اپنے مفادات اور خواہشات سے محبت ہوتی ہے اور کسی کو کسی دوسرے انسان سے محبت ہوتی ہے، گویا ہر انسان اپنے دل میں کسی نہ کسی چیز کی محبت رکھتا ہے اور اس محبت کا مزا وہ اپنے دل میں، اپنے وجود میں محسوس کرتا ہے اور محبت کا

آخری درجہ عشق کہلاتا ہے اللہ تعالیٰ نے عشق اور محبت ہر انسان کے دل میں رکھا ہے، اب یہ انسان کا اپنا فیصلہ ہے کہ وہ کس سے عشق اور محبت کرے چاہے وہ فنا ہونے والی چیز سے محبت کرے اور چاہے تو وہ ہمیشہ باقی رہنے والی ذات اللہ تعالیٰ سے محبت کرے ،محبت ایک ایسی نعمت عظمیٰ ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ تخلیق فرمائی ہے اور یوں کہیئے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سے محبت فرماتے ہیں۔

دو بزرگوں کو اللہ سے محبت

فرمایا: ایک بزرگ عجیب وغریب واقعہ لکھا ہے کہ دو بوڑھے آپس میں بیٹھے لڑ رہے تھے۔ ایک بوڑھا طمانچہ اس کو مارتا پھر دوسرا اس کو مارتا، لوگوں نے کہا کہ کیسے بے وقوف ہیں، قریب جا کر دیکھا تو معلوم ہوا یہ تو اللہ کے دیوانے ہیں۔ ان میں سے ایک بولتا ہے کہ اللہ میرا ہے تو دوسرا بولتا ہے کہ نہیں اللہ میرا ہے، ایک کہتا ہے کہ اللہ میرا ہے تو طمانچہ مارتا ہے کہ نہیں اللہ میرا ہے، اللہ اکبر! مال پر لڑائی نہیں دولت پر لڑائی نہیں، کسی اور چیز پر لڑائی نہیں، اللہ میرا ہے، اس پر لڑائی ہو رہی ہے، ہے کوئی مثال ایسی، آج کوئی ہے جو یہ کہہ سکے کہ میں اللہ سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ دوسرا کوئی آدمی یہ کہہ دے کہ اللہ میرا ہے تو اس کو طمانچہ مار دے اور غصہ آجائے؟

اللہ تعالیٰ سے محبت کر کے دیکھو

فرمایا: دوستو! محبت کی حلاوت اور چاشنی وہی محسوس کرسکتا ہے جس کو اللہ سے محبت ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ایک وہ بندہ ہے جس کے اعمال اور جس کی نیکیاں زمین سے لیکر آسمان تک ہوں اور اس میں صدقہ اور خیرات ہر قسم کے ثواب اور نیکیاں جمع ہوں لیکن اس کے مقابلے میں ایک وہ شخص ہے جس کے دل میں رائی کے برابر محبت

ہو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اپنی عزت وجلال کی قسم مجھے اس رائی کے دانے کے برابر محبت کرنے والا زیادہ محبوب ہے، اس بندے سے جس کی نیکیاں زمین سے آسمان تک بھری ہوں، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے محبت تو کر کے دیکھ، جو بندہ اللہ سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا جو بندہ میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ. تو مجھے یاد کرتا ہے تو میں تجھے یاد کرتا ہوں اور فرمایا جب بندہ میری طرف چلتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوں اور جب دوڑ کر چلتا ہے تو میں اس سے لپٹ جاتا ہوں اور یہاں تک کہ میرا بندہ جب ذکر کرتا ہے تو میں اس کے اندر حلول کر جاتا ہوں پھر وہ بندہ میری ہی زبان سے بولتا ہے میری ہی آنکھوں سے دیکھتا ہے، میرے ہی کانوں سے سنتا ہے، میرے ہی ہاتھوں سے چھوتا ہے، بہر حال اللہ تعالیٰ کی محبت! ایک ایسی شئی ہے جس سے آپ بھی اللہ رب العزت کے محبوب بن سکتے ہیں۔

محبوب کی شان ہی نرالی ہے

فرمایا: میں نے اپنے شیخ حضرت مولانا الحاج محمد مصطفیٰ کامل رشیدی نور اللہ مرقدہٗ سے ایک مرتبہ پوچھا کہ حضرت جب چاند دوٹکڑے ہوگیا تو ملا کیوں نہیں، تو حضرت نے ایک عجیب وغریب بات فرمائی اللہ والوں کی شان عجیب ہوتی ہے، فرمایا کہ جس چیز کو اللہ کے محبوب نے الگ کر دیا ہو، اللہ تعالیٰ نے اس کو پورا کا پورا ملانا گوارا نہیں کیا، یہ خلاصہ ہے کہ جس چیز کو ہمارے حبیب ﷺ نے دوٹکڑے کر دیا اب ہم اس کو نہیں ملائیں گے یہ اللہ تعالیٰ کی بے انتہا محبت کی علامت ہے حضور ﷺ کے ساتھ، تو چاند دوٹکڑے ہوگیا اور آج بھی اس کی تصدیق ہورہی ہے۔

اللہ کا ذکر بڑی نعمت ہے

ذکر سے بڑھ کر درحقیقت کوئی چیز نہیں جتنی عبادتیں ہیں ان میں اللہ کا ذکر ہی بڑی نعمت ہے۔ دنیا کی ساری ہی چیزیں اللہ کا ذکر کرتی ہیں يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ. آسمان اور زمین کی ساری چیزیں اللہ کی تسبیح پڑھتی ہیں ان کی تسبیح وتحمید اور ذکر اللہ کی کیفیت کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے انسان نہیں سمجھ سکتا۔ وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ. اور ہر چیز اس کی خوبیاں پڑھتی ہیں۔ لیکن ان کا پڑھنا تم سمجھ نہیں سکتے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اتنی ہی قوت فاہمہ عطا کی ہے کہ وہ انسانوں کی بات سمجھ سکے۔ مرغ صبح کو جو آواز لگاتا، مینڈک جو پانی میں آواز لگاتے ہیں وہ سب درحقیقت اللہ کا ذکر کرتے ہیں، اور انسانوں کو قلبی سکون اور جسمانی راحت تو اللہ کے ذکر ہی میں مل سکتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ لوگ ذکر اللہ سے دور ہوتے جارہے ہیں اور آج کل لوگوں کا حال یہ ہے کہ ذکر کرنیوالوں پر ہی طعنے کستے رہتے ہیں۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

''تم اتنی کثرت سے اللہ کا ذکر کرو کہ لوگ تم کو دیوانہ کہنے لگیں۔''

اللہ تعالیٰ بندے کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں۔ میں اس کے ساتھ ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ اگر وہ اپنے دل میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی تنہائی میں اسے یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ کسی مجمع میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی اس کے مجمع سے بہتر مجمع میں یعنی فرشتوں کی مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔

دلوں کا اطمینان ذکر اللہ میں ہے

فرمایا: بلکہ دنیا کے سلاطین کا حال تو یہ ہے کہ افکار دنیویہ اس قدر ان کو لاحق رہتے ہیں کہ نیند نہیں آتی تو قصہ گو بلائے جاتے ہیں تا کہ قصہ سن کر نیند آجائے اور اب تو نیند آور گولیاں کھائی جاتی ہیں تا کہ نیند آجائے اور اللہ والوں کا حال یہ ہے کہ ان کا دل اللہ کے ذکر سے اس قدر مطمئن رہتا ہے کہ کسی طرح کا غم اور فکر ہی نہیں اور سوتے وقت بھی انکا دل اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. کان کھول کر سن لو اللہ کے ذکر ہی سے دل مطمئن ہوتے ہیں۔ راحت وآرام اور آسائش وزیبائش کی ساری ہی چیزیں کیوں نہ اختیار کر لیں مگر دلوں کو سکون اور اطمینا حاصل نہیں ہوسکتا ۔

انسان اللہ کا عاشق ہے

فرمایا: یہ اہل سلطنت اور صاحب ثروت جن کے پاس آرام وراحت اور آسائش وزیبائش کی ساری چیزیں ہوتی ہیں وہ تو بڑے مزے میں ہوتے ہیں ان کو قلبی اطمینان ہوتا ہے، یادرکھیں یہ ہماری ظاہری آنکھ ان کو دیکھ رہی ہے ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ ان کو حددرجہ افکار لاحق رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو فطرۃً اپنا عاشق بنایا ہے، انسان کے سینے میں ایک گوشت کا ٹکڑا یعنی دل رکھا ہے جس کو آرام وراحت صرف اور صرف عشق حقیقی میں ہوسکتا ہے اور ذکر کی لذت جس آدمی کو مل گئی تو دنیا کی ساری دولتیں اور لذتیں ہیچ معلوم ہونے لگیں بلکہ رات کو حکومت وسلطنت کو خیر باد کہہ کر چل دیئے اور پوری زندگی فقروفاقہ میں بسر کر کے اللہ اللہ کرتے دنیا سے چلے گئے اور اپنی حقیقی زندگی کو سنوار گئے اللہ ہمیں کثرت سے ذکر اللہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین !

سو فیصد مسلمان بنو

فرمایا: حضور سرورکونین ﷺ نے اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً آیت مبارکہ کا مطلب اور منشاء صحابہ کو سمجھایا کہ آدمی کو اللہ کی نظر میں محبوب بننے کے لئے ضروری ہے کہ ظاہری اور باطنی اعتبار سے مکمل طور پر اسلام کا پیروکار ہوجائے اور اس کا کوئی کام خواہ وہ اجتماعی ہو یا انفرادی، اپنی ذات سے متعلق ہو یا غیروں کی، اسلام کے دائرے سے باہر نہ ہو اس کو کہیں گے پورے کے پورے اسلام میں داخل ہوگئے۔ آج ہمارا اپنا معاشرہ اور ہمارا اپنا کلچر اور تہذیب اسی چیز کا آئینہ دار ہے کہ ہم جو بھی کر رہے ہیں اور جو بھی ہم سے صادر ہو رہا ہے وہ اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً کے خلاف ہے اس لئے کہ اس آیت شریفہ کا منشاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سمجھایا گیا ہے کہ آپ کی اپنی کوئی مرضی نہ ہو آپ کا اپنا کوئی تقاضا نہ ہو اور آپ کی اپنی کوئی خواہش نہ ہو بلکہ وہ سب کی سب اسلام کے مطابق ہو تو گویا وہ اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً ہے۔

ہمارے معاشرے کا حال

فرمایا: حال یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے اپنا ایمان گنواں بیٹھتے ہیں۔ آج قدم قدم پر ایسے حالات ہیں، آپ بازار میں رہتے ہیں آپ کو معلوم ہے، آپ معاشرے میں رہتے ہیں تو آپ کو معلوم ہے کہ آج ایمان کو بچا کر چلنا نہایت مشکل ترین کام ہے، ایسے حالات میں جبکہ کاروبار کو آپ صحیح ڈھنگ سے چلانا چاہتے ہوں تو آپ کا بہت کم لوگ ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں گے، ان حالات میں وہ بندہ اللہ سے ڈرتا ہے، شریعت کے مطابق کام کرتا ہے، اللہ کی نظر میں بے انتہا محبوب ہے، آج دھوکہ دینے کا نام ہوشیاری رکھ لیا ہے، رشوت کا نام اوپر کی کمائی رکھ لیا ہے اور جھوٹ

کو وقت کی ضرورت سمجھ لیا ہے اور صاف کہتے ہیں کہ جھوٹ نہیں بولیں گے تو کام کیسے چلے گا۔ ان حالات میں جو بندہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ سے ڈر کر زندگی گزارتا ہے یقیناً اللہ کا محبوب ہے، شادی کے معاملات میں ہمارا اپنا نجی طور طریقہ جو ہمارے اپنے خاندانوں میں رائج ہے اس کو بجالانا ضروری سمجھتے ہیں لیکن جو طریقہ حضور ﷺ نے بتایا ہے اس پر چلنا یا تو ضروری نہیں سمجھا جاتا یا اس کو پیچھے ڈال دیا جاتا ہے اسی طرح زندگی گزارنے کے بہت سے طریقے چاہے وہ کاروباری ہوں یا کسی اور لائن سے تعلق رکھتے ہوں، اسلام اور شریعت کے خلاف ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کے خلاف ہیں۔

رشوت اور بے ضمیری

فرمایا: مارکیٹ یا دکان سے لڑکا شام کے وقت گھر واپس آتا ہے تو پوچھتے ہیں بیٹا طبیعت اچھی ہے؟ آج کتنا کما کر لائے؟ لیکن بیٹے سے یہ نہیں پوچھتے ہیں کہ تم نے آج ظہر، عصر، مغرب پڑھی یا نہیں؟ کتنا کما کر لایا یہ تو پوچھا جا رہا ہے، کمائی کے دوران جو نماز کے اوقات تھے وہ محفوظ ہوئے؟ نماز کی پابندی ہوئی یا نہیں، سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز کے اوقات میں کاروبار بند کر کے نماز پڑھنا چاہئے، نماز کا وقت ہو تو پہلے نماز ادا کی جائے اس کے بعد کام میں لگیں، مسلمان خود سوچیں یہ حالت ہے چھوٹے چھوٹے معاملات میں، تو ہم پورے کے پورے اسلام میں کیسے داخل ہو سکیں گے؟

دعا کی توفیق

فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بندہ میرے ساتھ جیسا گمان کرتا ہے ویسا ہی اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں، بندہ کو یقین ہونا چاہئے میں جو مانگ رہا ہوں اللہ تعالیٰ ضرور عطا فرمائیں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہمارا کام تو دعا مانگنا ہے قبولیت کی ہم کو فکر نہیں

، جب اللہ تعالیٰ مانگنے کی توفیق دیتے ہیں سمجھ جانا چاہئے کہ اللہ اس کو قبول بھی فرمائیں گے، اس لئے کہ مانگنے کی توفیق اسی نے دی ہے۔

نئے سال کے آغاز پر ہمارا طرز عمل

فرمایا: دنیا کی قومیں نئے سال کا آغاز خوشی اور مسرت کے جذبات اور نئے عزم اور حوصلے کے ساتھ کرتی ہیں، فالِ نیک کے طور پر ایک دوسرے کو نئے سال کی مبارکبادی دیتی ہیں، زندہ قومیں، ترقی پسند تحریکات و جمعیات اور آگے بڑھنے کا جذبہ رکھنے والے افراد اپنے ماضی کا محاسبہ کرتے ہیں، نقائص اور ان کے اسباب کا جائزہ لیتے ہیں، پھر نقصان کی تلافی، حال کی تعمیر اور مستقبل کی ترقی کا منصوبہ اور لائحہ عمل بناتے ہیں مگر امت مسلمہ کے بعض افراد اپنے نئے سال کا آغاز نوحہ اور ماتم سے کرتے ہیں، اکثریت کو یہ تک نہیں معلوم کہ ماہ محرم اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے، وہ صرف یہ جانتی ہے کہ اس ماہ میں نواسۂ رسول حضرت حسینؓ کی شہادت ہوئی۔ شہادت حسینؓ ان کے نزدیک دنیائے اسلام کی سب سے بڑی شہادت ہے، یہ اسلامی تعلیمات سے دوری اور شیعیت سے اثر پذیری کا نتیجہ ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ان بدعات و خرافات سے بچائے۔ آمین! حضراتِ حسنین کی محبت سے ہر مسلمان اور ہر مومن کا دل لبریز ہے ان کی شہادت ایک ایسا سانحہ ہے جو قیامت تک بھولا نہیں جاسکتا، لیکن نوحہ اور ماتم سے کیا حاصل؟ محبت کا تقاضہ تو یہ ہے کہ ان کے نقش قدم پر چل کر اپنی دنیا و آخرت کو سنواریں۔

شیطان لعین انسان کا ازلی و ابدی دشمن

فرمایا: شیطان لعین انسان کا ازلی و ابدی دشمن ہے تلبیس ابلیس سے بچنا بہت مشکل ہے، مگر ہمارا پروردگار بے حد رحیم و کریم ہے انسان شیطانی چالوں میں پھنستا ہے

تو گناہوں کی دلدل میں دھنس جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ انسان کو کبھی توبہ واستغفار کے ذریعہ کبھی پنجگانہ نماز کے ذریعے گناہوں سے پاک وصاف کردیتا ہے لیکن شیطانی حیلے بہت خطرناک ہیں، انسان کو نفسانی خواہشات میں جکڑ کر حرص وہوس میں مبتلا کر کے اتباع ربانی سے دور کردیتے ہیں۔ مگر رحمت ایزدی پھر جوش دکھلاتی ہے اور اپنے عاجز بندوں کو رمضان المبارک جیسا مقدس اور رحمتوں بھرا مہینہ عطا کرتی ہے کہ جس ماہ مقدس میں شیطان مقید، دوزخ کے دروازے بند، جنت کے دروازے کھلے اور داخلہ کیلئے رحمت ربانی بھرپور، اسی ماہ مقدس میں لیلۃ القدر ہے کہ جس کی فضیلت ہزار مہینوں سے بھی زیادہ ہے اگر انسان پہلے سے ساری عمر شیطانی چکروں سے نہ نکل سکے لیکن صرف ایک مرتبہ شب قدر میں خلوص نیت سے توبہ کر کے اتباع ربانی میں مشغول ہوجائے تو مغفرت کا سامان مل جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ بڑا رحیم وکریم ہے

فرمایا: اسلام نے توبہ کا دروازہ کھول کر ظلم وعدوان اور سرکشی کا سد باب کردیا کیونکہ نفسانی خواہشات جب مشتعل ہوتی ہے تو بڑے سے بڑا دانشمند بھی انتہائی قبیح حرکتیں کر بیٹھتا ہے اسی طرح جب انتقام کے شعلے بھڑکتے ہیں تو بڑا سے بڑا حلیم الطبع انسان بھی عدل وانصاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیتا ہے اب اگر اس کے لئے توبہ کا دروازہ نہ کھولا جائے تو انسان یہ سوچ کر کہ اب تو گناہوں کی معافی ہوگی ہی نہیں تو کیوں نہ صرف گناہ ہی کروں تو دنیا میں فتنہ وفساد قتل وغارت گری، دہشت گردی اور لوٹ کھسوٹ کا بازار ہی گرم کرے گا اور اگر یہ سوچ لے کہ اللہ بڑے ہی غفور الرحیم ہیں، اللہ کی رحمت واسعہ کے مقابلہ میں ہمارے گناہوں کی کوئی حیثیت نہیں تو بھی گناہوں پر سرکش ہوجائے گا، اس لئے یہ دنوں چیزیں ہی انسان کیلئے سم قاتل ہیں تو شریعت مطہرہ نے توبہ کا دروازہ کھول کر دنیا کو برباد اور ہلاک ہونے سے بچالیا اور امن وامان اور سکون

واطمینان کا گہوارہ بنایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کرم فرمائی اور بے انتہا لطف واحسان ہے کہ اس نے بڑے بڑے باغیوں نافرمانوں اور سرکشوں کو بھی یہ مژدۂ جانفزا سنا دیا کہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں، بس شرط یہ ہے کہ سچے دل سے توبہ کرلو تمہاری ایک توبہ سے اللہ تعالیٰ زندگی بھر کے گناہوں کو معاف کردیں گے۔

ہر چیز سے بڑھ کر اللہ سے محبت کریں

فرمایا: جب اللہ تعالیٰ رحیم وکریم اور شفیق ہیں اور اپنے بندوں کا بہت ہی زیادہ خیال کرنیوالے اور ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والے ہیں تو اس کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم بھی ہر شئے سے بڑھ کر اللہ سے محبت کریں لوگ عشق مجازی میں تو اپنی جانیں گنواں دیتے ہیں، اور ہمارا حال یہ ہے کہ اللہ اللہ کہنے کے لئے اپنی زبان بھی نہیں ہلا سکتے۔ شیریں وفرہاد کا نام آپ نے سنا ہوگا، شیریں شاہ ایران پرویز کی بیوی یعنی ملکہ تھی اور فرہاد اس کا عاشق تھا پرویز کو پتہ چلا تو اس نے فرہاد سے کہا کہ شیریں تو تجھے مل سکتی ہے لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ پہاڑ کھود کر ملکہ کے قصر تک ایک دودھ کی نہر جاری کردے، فرہاد چوں کہ شیریں کا عاشق صادق تھا اس لئے اس ناممکن کام کو انجام دینے کے لئے بیڑا اٹھالیا اور شروع کردیا، بعض کہتے ہیں نہر کھود کر دودھ جاری کردیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ صرف نہر ہی کھود کر تیار کی تھی، پرویز نے اس سے کہہ دیا کہ شیریں تو مرگئی اتنا سنتے ہی اس کی روح نکل گئی کہ جب میری معشوقہ ہی دنیا میں نہ رہی تو میں ہی اکیلے رہ کر کیا کروں گا۔

قرآن پاک کی کتابت واشاعت تا قیامت جاری رہے گی

فرمایا: یہ بات بالکل واضح ہے کہ آج قرآن مجید جتنا زیادہ چھپتا اور زیور طباعت سے آراستہ کیا جاتا ہے، اتنی دنیا کی کوئی کتاب نہیں چھپتی اور جتنی خوبصورتی سے قرآن

مجید کو مسلمان محبت وعظمت سے طبع کراتے ہیں، دنیا کی کوئی کتاب طبع نہیں ہوتی، نیز قرآن مجید کے جتنے تراجم دنیا کی مختلف زبانوں میں ہو چکے ہیں، اتنے کسی اور کتاب کے تراجم نہ ہوئے ہیں اور نہ ہوں گے۔

یہ خود بھی معجزہ ہے جو قیامت تک چلتا رہے گا، اور مسلمان اس کو اپنے لئے سعادت سمجھ کر کرتے رہیں گے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مسلمانوں کے لئے سعادتِ دارین قرآن کریم سے محبت وعشق میں ہی ہے۔ جس طرح بھی ممکن ہو ایک ہی آدمی سارا کام نہیں انجام دے سکتا، کوئی پڑھے کوئی پڑھائے کوئی چھپوائے کوئی غریبوں اور یتیموں میں تقسیم کرے یہ سب قرآن کی خدمت ہے۔

سود ایک قبیح لعنت ہے

فرمایا: سود ایک ایسی لعنت ہے جو آج کی انسانیت کے ضمیر پر چھا گئی ہے جس نے انسانیت کو اور اس کے ضمیر کو مردہ کر دیا آج ہزاروں گھر اس سے اجڑ رہے ہیں آج فیملیاں اس سے تباہ ہو رہی ہیں عورتوں کی عصمتیں اس سے لوٹی جارہی ہیں اور مردوں کو پتہ ہی نہیں کہ عورتیں کیا کر رہی ہیں۔ قرآن اعلان کر رہا ہے۔ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ. اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں۔ حضور محمد رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اعلان فرمایا کہ میں سود کو مٹانے کیلئے آیا ہوں اور سب سے پہلے میں سود حضرت عباس ابن عبد المطلب کا معاف کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی سود لیتا یا دیتا ہے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اعلان جنگ کر رہا ہے، گویا نعوذ باللہ خدا کی برابری کرتا ہے، اور خدا کی برابری کرنے والا ہلاک و برباد ہوگا آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ بڑے بڑے ممالک جو سودی کاروبار چلا رہے تھے ایک دم ٹھپ ہو گئے، ہزاروں کمپنیاں ہزاروں بینک اور ہزاروں قسم کے فنانشیل ڈپازٹ رکھنے والی کمپنیاں، ادارے بالکل ٹھپ

ہو چکے ہیں دنیا میں لوگ امریکہ کا نام گاتے ہیں۔ وہاں چالیس ہزار آدمیوں کو ایک ساتھ نوکریوں سے نکالا گیا ہے محض اس لئے کہ ملک کے پاس پیسہ نہیں، ایک ہزار ایسی بلڈنگیں خالی کرالی گئیں جو امریکی حکومت نے کرایہ پر لی تھیں بڑے بڑے ٹاور تھے جن میں بڑے بڑے آفس تھے جہاں حکومت کے کاروبار چلتے تھے ان میں سے اکثر بلڈنگیں یہودیوں کی تھیں۔ امریکی حکومت نے کہا کہ ہمارے پاس پیسہ نہیں ہے کرایہ ادا کرنے کیلئے، اس لئے ہم ساری بلڈنگوں کو خالی کر رہے ہیں اور ملازمین کو ہدایت دی کہ اپنے گھروں میں لیپ ٹاپ رکھو اور اس سے کام کرو، آج سودی نظام تہہ و بالا ہو رہا ہے اور دیکھئے انسان کو اپنی فطرت پر آنا پڑتا ہے اللہ تعالیٰ نے جو فطرت دی ہے جو اس کا مزاج بنایا ہے اس پر اس کو ضرور واپس آنا ہے۔

کاروبار نفع اور نقصان کی بنیاد پر کیا جائے

فرمایا: نفع اور نقصان کی بنیاد پر کاروبار کیا جائے اس کو مشارکت کہتے ہیں۔ مشارکت پر آپ کاروبار کریں دس روپے آپ لگائیں دس روپے دوسرے نے لگائے بیس روپے بنے اس سے ایک کاروبار کیا اس میں دو روپے نفع ہوا تو ایک روپیہ نفع آپ کا اور ایک روپیہ دوسرے کا اور اگر دو روپے گھٹ گئے تو نو آپ کے نو دوسرے کے یعنی نفع اور نقصان دونوں میں شریک رہے، اس کو اسلام نے درست قرار دیا ہے فرمایا: وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ اور اللہ تعالیٰ صدقات کو بڑھاتے ہیں۔

سود کا انجام

فرمایا: اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سود خور لوگ جب اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو ان کی پیٹھ سیدھی نہیں ہوگی۔ کبڑوں کی طرح چلیں گے، اور

ان کی زبان لڑکھڑائے گی اور ان کے قدم ڈگمگائیں گے اور ان کا دماغ دیوانوں کی طرح ہوگا۔ یہاں بھی بربادی اور وہاں بھی بربادی، سود لینے والا اور دینے والا دونوں جہنمی، دوستو! ایک بات یاد رکھئے ہمارے یہاں جو سنگھا اور کمیٹیاں چل رہی ہیں لوگوں نے مجھ سے کہا کہ اس کے متعلق آپ کچھ بات کہیں؟

افسوس ہمارے محلے اور شہر کی مسلم عورتیں اس لعنت میں گرفتار ہیں، شوہر تو پیسے اس لئے دیتا ہے کہ گھر چلاؤ اور بیوی ڈالتی ہے جا کر لاٹری کہ آگے چل کر دو سو تین سو چار سو ہو جائیں گے، پھر ہزار دس ہزار بیس ہزار ہوں گے پھر بچی کی شادی میں کام آئیں گے، گھر بنانے کے کام میں آئیں گے سائٹ خریدنے کے کام آئیں گے وہاں تو کچھ ہوتا ہی نہیں بس خیالی پلاؤ ہے اور لاٹری والا لے کر فرار ہو جاتا ہے ایسے ہزاروں قصے ہیں، نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم، نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے، سود کا ایک پیسہ اگر کسی نے کھالیا، سود سے خریدا کپڑا خواہ وہ ایک روپیہ ہو یا ایک پیسہ اگر کسی نے پہن لیا تو نہ اس کی نماز قبول ہے نہ روزہ قبول، نہ دعائیں قبول ہیں۔

سودی لوگوں کو عذاب

فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے معراج کی رات میں دیکھا کچھ لوگ ہیں جن کے پیٹ بڑے بڑے پہاڑ کے مانند ہیں اور ان پر سانپ اور بچھو لپٹے ہوئے ہیں اور وہ ان کو ڈس رہے ہیں تو آپ ﷺ نے پوچھا، اے جبرئیل یہ کون ہیں، جبرئیلؑ نے فرمایا کہ یا نبی اللہ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں سود کھاتے تھے، سود والوں کی مدد کرتے تھے الامان والحفیظ، آج سود چاہے جتنا لینا پڑے لیکن ہماری ناک بالکل نیچی نہ ہو، قسم خدا کی اس ناک کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔

☆☆☆

عورتوں پر بے جا بوجھ

فرمایا: آج مسلم گھروں میں جو خرابیاں ہیں کہنے کو تو اس کی ذمہ داری ساری عورتوں پر ہے لیکن مرد لوگ اس میں برابر کے شریک ہیں، مرد اتنے کاہل ہو گئے کہ اپنی عورتوں کو سبزی اور ترکاری لاکر بھی نہیں دے سکتے، گھر کی عورتیں بازار میں جا کر ترکاریاں خریدتی ہیں کیوں صاحب حضور ﷺ نے نہیں خریدی ترکاری، صحابہؓ نے نہیں خریدی؟ علماء نے اور بڑے بڑے عابدوں اور زاہدوں نے نہیں خریدی۔

ہم اور آپ ترکاری لانے لگیں تو ہماری بے عزتی ہو جائے گی کہ اتنا معمولی کام کر رہے ہو۔ ہم نے یہ بوجھ عورتوں پر ڈال دیا، ہر بڑے شہر میں عام ہے۔ جاؤ جی میں تو کام کو جا رہا ہوں تم ہی لے آنا، اب عورت نے قدم باہر نکالا، اس میں عورت کی خطا نہیں ہے، اس گناہ میں مرد بھی شامل ہیں، جب عید اور بقرعید آتی ہے تو کپڑا خریدنے کا معاملہ آتا ہے شوہر بیوی کے ہاتھ میں پیسے دے کر بولتا ہے تم جانو تمہارا کام، میں اپنے کام پر جاتا ہوں تم جاؤ شاپنگ کر کے لاؤ، دنیوی کام کے لئے عورت کا باہر نکلنا اس قدر ضروری نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ نامحرم کے سامنے پورا منہ کھول کر گھنٹوں سامنے بیٹھ کر قسم ہا قسم کے کپڑے خرید کر بات چیت کر کے بھاؤ تاؤ کر کے جب وہ واپس آتی ہے تو اس کے حوصلے اور بلند ہو جاتے ہیں۔

عورت کی بے حیائی کا ذمہ دار مرد بھی ہے

فرمایا: عورت کو معلوم ہو گیا کہ مرد کی یہ کمزوری ہے اور مرد کو اس طرح رکھنا ہے جب شادی کا موقع آتا ہے تو زیور اور شادی کا سامان خریدنے کے لئے بھی عورت کا انتخاب کرتے ہیں، جاؤ تم خود لے کر آجاؤ ہمیں کیا معلوم تمہیں کیا پسند ہو؟ تمہیں جو

چاہیئے وہ لے کر آجاؤ، عورت کو ہم نے سنار کی دکان پر بھیج دیا، بزاز کے پاس بھی بھیج دیا، ترکاری والے کے پاس بھی بھیج دیا، اور نہیں معلوم کہاں کہاں بھیج دیا، اور پھر بولتے ہیں کہ ہماری عورت نافرمان ہے، واللہ عورتوں کو تو نافرمان مرد نے بنایا، عورتوں کو آوارہ مرد نے بنایا، عورتوں کو ذلیل وخوار تو مرد نے کیا، عورتوں کے پردے تو مرد نے کھلوائے ہیں، عورتوں کی عزت وناموس کو برباد کرنے میں مردوں کا ہاتھ ہے۔ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھیں گے اس وقت کیا جواب دوگے؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس ملک کو، یا جس گھر کو چلانے والی عورت ہو تو اس میں خیر نہیں۔

کہتے ہیں کہ پڑوسی خراب ہیں

فرمایا: دوستو! یہ سنگھا جو غیر مسلم لوگ چلا رہے ہیں، مسلم عورتوں کو بیٹھا کر مختلف قسم کی باتیں کرتے ہیں ان کی عزتوں سے کھیلا جارہا ہے، ان کو بے پردہ کیا جارہا ہے ان کو گالیاں دی جارہی ہیں۔ ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ اپنی عورتوں کو سختی سے یہ بات کہیں، آج سے کوئی کاروبار سود کا ہمارے گھر میں نہیں ہونا چاہیئے پھر دیکھئے برکت کیسے نہیں آئے گی، عورت آپ کی بات کیسے نہیں مانے گی اولاد آپ کی فرمانبرداری کیسے نہیں کرے گی؟ پڑوسیوں کے ساتھ آپ کے تعلقات کیوں اچھے نہیں ہوں گے؟ ساری بلائیں مسلمان نے اپنے سر لے رکھی ہیں پھر کہتے ہیں کہ پڑوسی خراب ہیں وغیرہ وغیرہ پہلے خود صحیح ہو جاؤ بعد میں دوسروں کو صحیح کرنے کی فکر کرنا۔ اللہ تعالیٰ سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

بحمداللہ تعالیٰ

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا

ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ

کی مزید تالیفات

1. خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت (اول دوم)
2. انوار طریقت
3. امت کے روشن چراغ (اول دوم سوم)
4. عورت پر اسلام کی مہربانیاں
5. اسلام میں عورت کی عظمت
6. مفتاح الصلوٰۃ
7. زیارات حرمین شریفین
8. طالبات تقریر کیسے کریں (اول تا دہم)
9. خواتین کے لئے منتخب تقاریر
10. تصوف اور سلوک کی حقیقت
11. عملی زندگی
12. مجالس حبیب الامت
13. خطبات رحیمی (اول تا دہم)
14. سفرنامہ جنوبی ہند تا جنوبی افریقہ
15. فضائل اعمال کی فضیلت واہمیت
16. دعوت فکر وعمل
17. کنز العارفین
18. اعمال سالکین خصائل عارفین
19. ایمان اور اعمال حسنہ
20. انوار السالکین
21. انجمن دیندار مسلمان نہیں
22. تفسیری خطبات حبان (جلد اول)
23. اسرار طریقت
24. قرآن وسنت کی روشنی میں تصوف کی حقیقت
25. گناہوں کے انبار (اول دوم)
26. فیضان گنگوہیؒ
27. افادات حکیم الامتؒ
28. رمضان المبارک کے فضائل ومسائل (اول دوم)
29. خواتین کے لئے اصلاحی تقاریر
30. مستورات کے لئے انقلابی تقاریر
31. اہل معرفت کی راہیں
32. ملفوظات حبیب الامت
33. خطبات رمضان المبارک (اول تا چہارم)
34. خطبات حبان برائے دختران اسلام (اول تا دہم)
35. بیاض حبان (طب)
36. کلید شفاء (طب)
37. بحر طب سے چند موتی (طب)
38. صحت مند زندگی کے راز (طب)
39. پھلوں سے علاج (طب)
40. ترکاریوں سے علاج (طب)
41. شگر کا کامیاب علاج (طب)
42. کینسر کا مجرب علاج (طب)